رماین نظم اردو حرف بحرف مطابق تلسی کرت



دو قطعه تاریخ معروضه احقر العباد و صفر الافراد امیدوار رحمت معبد فیاض کالکا پرشاد متخلص به موجد

معنی لفظی یہ رامائن گویا دام ہے از نظم نشی حسن الفاظ مسجع ہے	حال الیاب چو قصیدہ اسم اعظم نام کیا ہی خوش تر نظم خوش تحریر رامائن چھپی	سال شہرت کا جو ڈھونڈا کہا جہد جیب ہے نقشہ سال اب یہ موجد شہر میں ہے	ایک میں اب چار و ظاہر و لیلا نام ہم او دیکھو یکقلم تصویر رامائن چھپی

مطبع منشی نول کشور مقام کانپور میں چھاپی گئی

فہرست رامائن

خلاصہ	سطر	صفحہ
شکتی کا اور آنا نارد کا برہما کے حکم سے اور غافل کرنا فوج کو اپنی خوشحالی سے اور رو بشکتی مارنا اونکا لچھمن جی پر ۔		
بیقرار ہونا رامچندر کا اور آنا طبیب لنکا کا اور دوا بتانا اور جانا ہنومان جی کا واسطے بوٹیون کے اور اجودھیا مین بھرت سے زور کی آزمائش کر کے لشکر رامچندر مین داخل ہونا اور شفا پانا لچھمن جی کا ۔	۱۹	۱۰۲
مشورہ کرنا راون کا وزیرون سے اور جگانا کمہ کرن کو اور بیان کرنا سرگذشت لنکا کی ۔	۱۱	۱۰۷
آنا کمہ کرن کا میدان مین اور دبا لینا انگد اور سگریو کو اپنی بغل مین اور آگ لگانا کمہ کرن کے بدن مین بسبب لپٹ جانے نیل کے اور غضبناک ہونا راون کا برج لنکا پر اور فرو ہونا آتش کا بسبب بارش باران کے اور جانا کمہ کرن کا اوپر لپیٹنا ہنومان جی کا کمہ کرن کے بدن کو اپنی دم مین اور سمندر پار پھینکنا ۔	۱۶	۱۰۹
پرستش کرنا میگھ ناد کا مندر مین اور برہم کرنا سامان پرستش مہابیر جی کا اور سانپ برسانا میگھ ناد کا میدان مین اور نجات پانا سب کا گرڑ جی کی مدد سے ۔	۹	۱۱۳
مارا جانا میگھ ناد کا لچھمن جی کے ہاتھ سے اور آنا سلوچنا زوجہ میگھ ناد کا رامچندر کے پاس سر شوہر کا لیکر ستی ہونا ۔	۲۰	۱۱۵
روز اول جنگ کرنا راون کا اور سحر نیرنگ دکھانا اور شکست پانا ۔	۱۳	۱۲۱
روز دوم جنگ کرنا راون کا اور ہزار ہا راون خرس و میمون پیدا کرنا مایا کے زور سے اور شکست پا کر پھر جانا ۔	۴	۱۲۳
روز سوم جنگ کرنا راون کا اور شکتی بان مارنا لچھمن جی پر اور شفا پانا اونکا ۔	۱۶	۱۲۴
بھبیکھن اور سگریو وغیرہ کا درخواست کرنا راجہ رامچندر سے واسطے قتل راون کے اور اقرار کرنا اونکا ۔	۱۴	۱۲۵
مارا جانا راون کا اور آنا سری جانکی جی کا اسوک باٹکا سے اور شہادت دینا دیوتون کا واسطے تصدیق عفت کے اور تخت نشین ہونا بھبیکن کا لنکا مین راجہ رامچندر کے حکم سے ۔	۱۲	۱۲۶
آنا راجہ دسرت کا سرگ لوک سے واسطے ملاقات رام و لچھمن کے اور پھر تشریف لے جانا ۔	۲۱	۱۲۹
پھرنا رام و لچھمن کا مع فوج لنکا سے اجودھیا کو اور جانا ہنومان جی کا اور خبر کرنا بھرت جی کو ۔	۳	۱۳۰
آغاز اوترا کانڈ استقبال کرنا بھرت اور سترہن کا اور داخل ہونا رام و لچھمن کا شہر اجودھیا مین گلفشانی کرنا دیوتون کا ۔	۲۴	〃
آنا اگست جی کا محفل مین اور تعریف کرنا لچھمن جی کی بوجہ قتل کرنے میگھ ناد کو اور سبب دریافت فرمانا رامچندر کا ۔	۶	۱۳۳
ذکر پولست جی کا اور پیدا ہونا بسروا جی کا اور ظہور فرمانا کبیر جی کا بھرداج کی دختر سے اور لنکا مین رہنا کبیر جی کا ۔	۱۸	〃
پیدا ہونا راون کمہ کرن بھبیکن کا اور طاقت پانا عبادت کے زور سے اور جیتنا سب دیوتاؤن یعنی برن جسم راجہ اندر وغیرہ کو ۔	۱۰	۱۳۴
جانا رامچندر کا اگست جی کے مکان مین اور نورتن تحفہ دینا اونکا اور بیان کرنا ذکر ایک راجہ کا رامچندر سے	۳	۱۳۴

بہ فیض خلاق انس و جان فضل رزاق انس و آن تعالیٰ شانہ

پوتھی سراپا بہار در ذکرِ رام اوتار منظومۂ نظامی مرتبت منشی شنکر دیال فرحت مسمّی بہ



بعد تکمیل اخذ حق تالیف مصنفِ موصوف سے واسطے سدّ باب مقصد طبع اور ارباب مطابع کی

مطبع منشی نول کشور میں مطبوع طالبان مقبول شائقان ہوا

سری گنیش آی نمہ

زبان پر ہر نفس ہے رام کا نام
وہ دیوی ہی و درگیا ہی وہی ذات
وہی گم ہے وہی ہی آشکارا
کری گر مثل صندل جبہہ سائی
کہان نسیان کہان وہ ذات اقدس
بنی بار ہاہ پھر جا بکھری سی
بنی بادشاہ دن رای راجہ نل
بنی پھر نند کی آنکھون کی تاری
نہ ہو دریا کی صورت پر جوش
پی وصف سیتا گر نہ سیاہی
بیان کیا ہون مہا مایا کے اوصاف
فلک صدقی کری خورشید خاور

نمو رامو نمو رامو نمو رام
وجود جود و احسان و کرامات
وہی مردم کی عین آنکھون کا تارا
تو ہو وس گل مین بو بھی شناسائی
وہ دریای کرم وان یہ صورت جیس
زمین خشک کو لائی تری سی
نہال مستمندی کا دیا پہل
جناب کرشن را دہا کی پیاری
زبان بی ادب خاموش خاموش
سدا گردش برنگ آسیا ہی
کہ ہی نور گرانمایہ تن صاف
یہ خلخال قمر کردی نچھاور
زمین صفحہ پر فرط طرب سے

سدا روشن چراغ جان تن اوسنے
کبھی قالب مین خود صورت ام
چراغ آسا جو ذرہ کی لگی لو
بیان پاک کب ناپاک سی ہو
رکھا عالم مین اول تیجہ اوتار
ہوئی نرسنگہ بن کر آشکارا
ہوئی زن الیس پرسرام و سیرام
جہان مین تو وہ آپ جلوہ گر ہی
سری سیتا کی اوصاف مبارک
مہادیوی مہامائی وہی ہین
اگر پای منور دیکھنی پای
قلم تفتیش وحدت کی نہ کر جاہ
برای بندگی جھک جا ادب سے

فروغ مشعل ایمان ہی اوسنے
مجسم ہے وہ روح نامجسم
تو مثل نیر اعظم ہو پر تو
صفت کیا خاک مشت خاک سی ہو
ہوئی پھر کرشن کے صورت نمودار
غزال آسیا ہرن کشتب کو مارا
گنہ بخش خلائق شہرہ عام
پھر آگی نکلنکی کی خبر ہی
ہویدا ہین زمین سی آسمان تک
سزاوار جبین سائی وہی ہین
جا نکر شفق پا بوس ہو جائی
یہ وہ دریا نہین جسکی ملی تہاہ

ذکر بالمیک جی مصنف رامائن سنسکرت و تلسی داس مصنف بھاشی کرت و کیشو داس و دیگر کبیشران قدیم

رہی ستے رام چندر آئے یاد
کہ جس سی خانۂ عشرت ہوا آباد

قلم بحر سخن مین سر کی بل پیر
در مقصد ملی بی منت غیر

سلف مین گذرے تھی اک اہل کرامات
نکو صورت نکو سیرت نکو ذات

گل شاداب گلزار سعادت
در نایاب دریای عبادت

سخن سنج و سخن دان و سخنور
جناب بالمیک نکتہ پرور

کتھا لکھی سری رگھناتھ جی کے
جو مشہور جہان ہی بالمیکی

مگر پیش از ظہور جلوۂ ذات
لکھی مضمون اعجاز و کرامات

جو تھی واقف ہزارون بیان پہلی
مفصل لکھدیا احوال پہلی

لکھا ماضی مین استقبال کا حال
دکھایا روی معنی کا خط و خال

ہوا باری ظہور جلوۂ ذات
وہی صورت وہی قدرت ہی بات

کھلے سب جوہر آئینۂ دل
سند ٹھہری وہ دستاویز کامل

وہ پیش آئی جو کی تھی زیب قرطاس
برنگ نقش پیشانی ہوئی راس

گوسائین تھی جو تلسی داس ذی ہوش
وفادار و وفاکار و وفاکوش

اونہون نی بھی براہ ہوشیاری
در مضمون کو بخشی آبداری

بجای دیو بانی لکھ کے بھاشا
دکھایا حسن معنی کا تماشا

جلا آئینۂ مضمون نی پائی
سخن نی اک نئی صورت دکھائی

سنوارا اصاف گیسوی سخن کو
کیا تازہ مضامین کہن کو

کبیشر تھی جو کیشو داس نامی
اونہون نی بھی لکھا ذکر گرامی

بہت سی نکتہ بینون نی اسی طور
بدل رمز مطالب مین کئی غور

جہان تک تھی غرض جسکی سنائی
بقصد فکر رسا جودت دکھائی

وہی مطلب ہی سب داوی مین
وہی ہی ڈھنگ وہی کتھاوں مین

کتھا سب مین وہی اک منضبط ہی
تفاوت حسن بندش مین فقط ہی

پرنام کرنا سری مہایوجی کا سری رامچندر کو صحرا مین اور امتحان لینا ستی جی کا جانکی جی کی روپ مین اور جل جانا ستی جی کا اور پھر پیدا ہونا مہایوجی سے ہمنچل کے مکان مین اوتار لیکر

رہی لب پر جناب رام کا ذکر
کہ ہی یہ دافع اندیشہ و فکر

اودھ سی جب جناب لچھمن و رام
ہوئی وان صحرا مین سبک گام

ہم آغوش الم ترک وطن سی
کمال درد و غم سیتا ہرن سی

سدا شیو جی مہارانی کی ہمراہ
ہوئی وارد اوسی رستی مین ناگاہ

کیا شمبھو نی جب نظارۂ رام
کیا آئین دانائی سی پرنام

ستی جی نی کہا یہ ہین بشر کون
روان ہین صورت بیک نظر گون

کہا ہان گو بچشم ظاہر ہین یہ
ولیکن وشن کا اوتار ہین یہ

پی قتل ستمگاران ناکام
ہوئی ہین رونق آرای اجودھام

نفس آسا ہر اک کی ساتھ ہین یہ
کہ سیتا پت اجودھیا ناتھ ہین یہ

سری سیتا جو بن ہی ہوگئین گم
دل اقدس مین ہی جوش تلاطم

ستی جی نی گذارش کی دوبارا
یہ ہین جسم بشر مین آشکارا

تعجب ہی یہ کیسی دیوتا ہین
روان بن مین جو مانند صبا ہین

کہا شب نی مقام شک نہین ہی
بیان دخل کلام شک نہین ہی

کہا ہان نی تحقیق سچ ہی یہ بات
بنی شکل بشر کیون وشن کی ذات

غرض جب حسب فہمایش نہ مانا
تاسف کرکی یون بولی وہ دانا

اگر شک ہی تو جا کر امتحان لو
برای جادۂ مطلب نشان لو

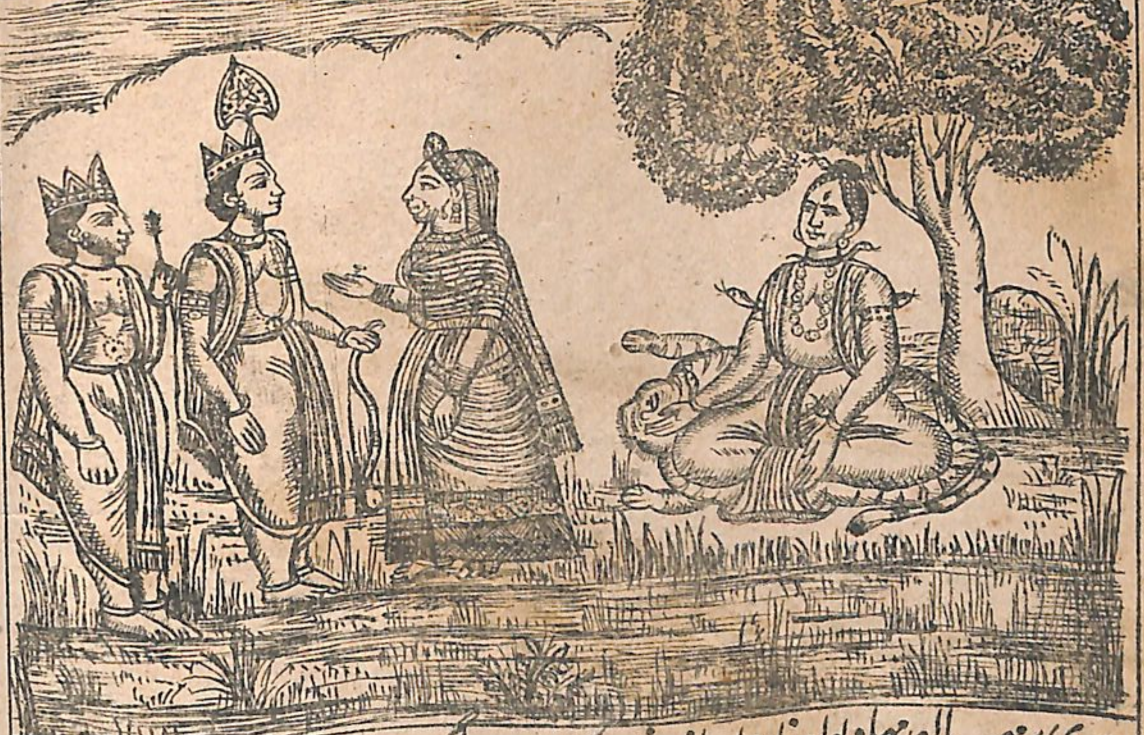
ستی نی جانکی جی کا رکھا روپ
لطیف و دلپسند و خوشنما روپ

روان جس رہگذر سی تھی سری رام
وہان پہونچین وہ محو دم آرام

ادھر گمبر براہ نکتہ دانی
بدل سمجھی سب اسرار نہانی

جھکا کر سر یہ فرمایا زبان سی
کہ ای مادر ادھر آئین کہان سی

مہادیو جی کا ایک درخت کی نیچے بیٹھنا جنگل میں اور پاربتی جی کا جانکی جی کی روپ میں سری رامچندر اور لچھمن جیکا امتحان لینا



سری برہما اور مہادیو اور نارد اور اندر وغیرہ کا چیر ساگر پر مع زمین بشکل مادہ گاؤ کے

نہین اس عالم ہستی مین کوئی تہا
اگرچہ ہر کسی کی چشم ظاہری بند
وہی صورت سراسر جلوہ گر تہی
ادہر شمبہو نی یہ دلمین کہی بات
ہوئی باری وہ زینت بخش کیلاس
یہی بہتر کہ اب چہوڑون تن پاک
جناب غیب سی تہی ہر بشر کی صورت
رکہیشر دیوتا جوگی جتی سب
پڑی گوش ستی مین جب آواز
مبادا اگر تامل ہے سپہ سر
رکسی نی کی نہ ورنگ پیشوائی
ستی جی دفعتہ گودین ہمون ہر
ہمنچل کی یہان دنیا کی تن سی
جناب بہگوتی کو تہی زبس فکر

کہان گن مین کہان تم ہو کہان ناتہہ
بزیر نخل تر بیٹہین دم چند
تعجب سی جدہر دیکہا ادہر تہی
ستی ہی ہو نہ اس تن مین ملاقات
دیا اس ستی کو جانب اس شب
کرون اپنا لباس زندگی چاک
دل دانا پہ تہی گرد کدورت
بہم تہی ساکن آمرا ہی سب
سدا شیو سی گذارش کی بصد ناز
ہمی کو کیجی رخصت کہا خیر
نہ بہر تدوت گردن جہکائی
چلین وہ نور کامل انجمن مین
ہوئین پہر جلوہ گر لکی لگن سی
رکسیدن رام کا چہیڑا دہی کر
کہا شب نے براہ مہربانی

سنا جب تو سب جا تار ہا ہوش
کر تہین محو حیرت وہ بگونام
ستی جی اوٹہہ گئے پر وسواس آئین
نہین اب کچہ بہار صحبت چل
ستی سمجہین کہ دل نوہ دگرہی
ستی کا دچہ پر جاپت پدر تہا
کیا اک جگ پر جاپت نی آغاز
عداوت کی سبب بہر ہوائی
بہم سب ہی بجوم دیوتا آج
چلین باری گنون کو لیکی ہمراہ
علاوہ اسکی دچہ ادہہا ستی ہے
بدل منظور اونہین ترک بدن تہا
سری کیلاس باشی سی ہو لیا
گذارش کی ادب سی اپنی انکو تمام
بگوش دل سنو لیا بہوانی

دل کہو ری مین رقت نی کیا شور
کہ تہی پیش نظر مشکل سری رام
حضور مالک کیلاس آئین
ستی کا رتبہ ستیا ہی در اصل
برا اثر کہ انکو منظور نظر ہی
عقیل و نکتہ سنج و نکتہ در تہا
گئی اہل فلک سب جب انداز
نہ بہیجا اوسنی پیغام زبانی
سو بزم طرب چلی مہاراج
پدر کی گہر ہوئین داخل نشستہ جاہ
کلام بد کہی کم ہمتی سے
یہ جلانا ہی دانائی کا فن تہا
وہی پہر رسم الفت تہی وہی راہ
مفصل کہی سب افسانہ رام

آغاز بال کانڈ بیان کرنا مہادیو جی کا پاربتی جی سی ناشی ہونا زمین کا اور سننا الہام غیب او ظہور فرمانا سری رامچندر بہرت لچہمن اور شترگہن کا راجہ دسرتہ کی مکان مین بوجہ جگ کشتلے رکہہ کی

رہی وردِ زبان ہر صبح و ہر شام
تریتا جگ کا یعنی جب ہوا دور
زمین کانپی فساد سرکشان سی
گئی زمر سیری برہما مین ارتشر
ہر اک نی روی مطلب شب فغان کی
ادا کی دندہ دست غم طرب سے
ہم انکا نب فساد شند وہ ہی

سیارام و سیارام و سیارام
ہوئی رحیس ہزارون بر سر جو
قدم جنبان ہوا بار گران سی
وہی آئینہ مطلب کیا پیش
اگر دیکہی نہ صورت رفع شر کی
ہوئی گوہر فشان نیسان لب کی
کرم کیجی یہ ہنگام مدد ہی

جناب شمبہو سر گرم بیان ہین
ہر اک سو سرکشون نی سر اوٹہایا
جناب آپ ہر سی کی انکساری
وہان بہی جب در مقصد نہ پایا
گئی ان کی چارون چار ناچار
کہ ای سرمایۂ نور کرامات
ندا آئی کہ رام اوتار ہوگا

زبان ضا سی گوہر فشان ہین
کہ چرخ ناتوان چکر مین آیا
مگر تہا عالم بے اختیاری
سدا شیو کی قدم پر سر جہکایا
جہان تہا جلوہ گر نور بزرگوار
زمین ہی نالشی ہیہات ہیہات
غریق غم کا بیڑا پار ہوگا

نہ او دولت سی مالامال ہونگی
عدو سب خانہ پامال ہونگی

او وہ اک ملک رشک بوستان ہے
میان کشور ہندوستان ہی

منور ہو نہ کیون وہ مسکن عام
پڑا اون سایہ پائی سریرام

وہان اک راجہ عالی گہر تھا
بنام نیک دشرت مشتہر تھا

شجاعت وہ کہ جسکی ہر خطر دہج
سخاوت وہ کہ راضی پیر و معصوم

یہ تھا اوج ہوا پر حکم جاری
کہ تھی عنقا صفت مرغ شکاری

کری بجری جو صید مرغ بی پر
تو سرگردان رہی مثل کبوتر

روان یہ حکم شاہ بحر و بر تھا
دل مرغان بجری بی خطر تھا

کشیدہ طائر دریا نہوتی
ہمیشہ چاہ سی پانی مین سوتی

اگر ناگاہ کسے طائر کو تکے
تو ناکی دیکھی اقلیم فنا کے

غزالون کو پلنگون سی نہ تھا کام
پلنگ عیش پر کرتی تھی آرام

صبا پھاڑی اگر پیراہن گل
سزا او رجزا ہوے تامل

جو نرگس باغ مین آنکھین چرائے
غضب سے باغبان دیدہ دکھاتی

عدالت کا یہ تھا جار و نظرف شئے
پر اک آنکھ بہاگی شہر سی چور

کھلی بندون کھلی خلقت کے در تھی
بلا یہ مین دوان شمس و قمر تھی

وہ تینون انتخاب چار سو تھین
گلستان او وہ مین مثل تو تھین

زیادہ سب سے منظور نظر تھی
بغل مین شہ کی مانند جگر تھی

وہ بانو دوسری نور جہان تھے
شوہر انام مشہور جہان تھی

تھی گوہر سی دامان صدف تھا
اندھیرا سر بسر بیت الشرف تھا

عنادل کی روش غمناک رہتا
گریبان بیکلی سے چاک رہتا

تلاش نور مین وہ تیرہ جا تھے
قمر کی طرحسی گھٹتا تھا ہر ماہ

یتیمون پر کیا دامن کا سایا
کنارہ بحر مطلب کا نہ پایا

نہ چھوڑی ہاتھ سی نقد صبوری
تو ہوگی قربت کلفت سی دوری

ہر کاریکہ ہمت بستہ گردد
اگر خاری بود گلدستہ گردد

جو گذری شہ کی بارے بسید سختی
ہوا گہ جلوہ فرخندہ بختی

سنا یہ دیو تون نی جبکہ ارشاد
پری سکن کو اپنی باول شاد

مقام نفرت و دلنشین ہے
زمین ہمپایہ عرش برین ہی

قرینہ سی لب بحر جو بسا ہے
خود اوج صفت پرند سا ہو

جہانگیر و جہاندار و جہان بخش
فلک قدر و فلک تخت و فلک رخش

مٹایا صاف طرز خود پرستی
زبردستی نہ تھی بستی مین بستی

ستاتی تھی نہ مرغ تیز پرواز
عقاب ایذا رسانی سی ہی باز

براہ گوشمالی وہ پڑی مار
کہ ہو بجری کو شن بجری کا آزار

سدا آسودہ دل تھی مرغ آبی
نہ تھی ماہی کو مطلق پیچتابی

کری مرغان آبی سی جو کچہ چال
جرس سان ہر گھڑی چلاے گھڑیال

چرندون کو بیابان مین نہ تھا ڈر
ہرن کا نیچہ ضیغم مین گہر تھا

نظر آئی جو میلی مہ کی چادر
تو ہو جرمانہ فراش فلک پر

عروس گل جو بلبل سی بگڑ جاے
لپاچہ گردش صرصر کا پڑ جاے

اگر کرتا کی لی گر نخل شمشاد
نہ ہو قمری کی صورت غم سی آزاد

رعیت گھر مین سوتی فارغ البال
حفاظت کی لیی کافی تھا اقبال

محل مین تین تھین بانوی سلطان
جلیس بزم و ہمراز بانوی سلطان

وہ کوشلیا تھی اول زوجہ خاص
سرافراز و شریک بزم اخلاص

وہ بانوی دوم تھی نازک اندام
تھی بی بر تا عروس کیکئی نام

بہم کو سب تھا اسباب کوئی
نہ تھا حاصل چراغ خانہ کوئی

نہ کھلتا تھا کسیدم غنچہ دل
ہمیشہ خشک لب تھا مثل ساحل

پڑی پانون مین زنجیر ہوس تھے
مگر عقل رسا بی دسترس تھی

فقیر و نکی بہی کی خدمتگذاری
کہ ہو کچہ صورت مطلب برآری

مگر ہیچ ہے بشر بیدل نہو جاے
کبھی تدبیر سے غافل نہو جاے

اگر پائی تجسس شل نہو جاے
یہ کیا معنی مشکل حل نہو جاے

سحر ہوتی ہی بعد از جلوہ شام
ہر اک آغاز کو آخر ہی انجام

بشست اک رکہتی تھی مخدوم
فہیم و صاحب کشف و کرامات

زہی

جبین سی جلوہ گر شانِ کرامت
کہا گو درجۂ شاہی ہم ہی
مِرا غنچہ ہی نقدِ زر سی خالی
مگر ہان آپکی گر رہبری ہو
حصولِ مدعای دل ہو آسان
ادا سی ناز سی طرزِ سخن سے
وہ رخ جیسے عروسِ گل ہو مفتون
لباسِ پُر تکلف تن مین پہنی
غرض گت ناچتی آئی جو نبین
سراسر سایۂ گیسو تہا سر پہ
بہارِ حسن سی گمہلا گئی پہول
دی گیسو کیصورت دلکو جہنکو
یہ بہولی دل سی حد دیشی کا کہٹکا
نگاہِ مہربانی اسطرف کر
شہ دسرت اودہ مین خشم تر ہی
اسیرِ حلقۂ گیسو جو تہا دل
بچشم و سر جو کی مہمان نوازی
دی آہٹ جو شنگی رکہہ نی ہی رُج
جو با نور و رونق آرای محل ہون
لہذا شہ نی اپنی گہر مین جاکر
شُو متراکو بہی آئینِ شرف سے
جو عالم مین چلی بادِ بہاری
ہنی ہر چشمِ نرگس ساغرِ نور
وہ تاریخ مبارک حسبِ نجوم
کرینی بطنِ کوشلیا سی گیا ب

گلِ نخلِ گلستانِ کرامت
حکومت سی تا ماہی ہم ہی
صدف ہی جلوۂ گوہر سی خالی
میری شو کہی ہوئی کیتنی گی سہی ہو
بہ آسانی یہ سب مشکل ہو آسان
بلا لائی وہ شنگی رکہہ کو بن سے
گلستان صورتِ بلبل ہو مفتون
تنِ گلرنگ تین ہمولونکی گہنے
بہار آئی ہر اک نخلِ چمن مین
پڑا تہا پر۔۔ مژگان نظر پہ
غزالی جو کڑی بہر ناگئی پہول
دکہایا اوسنی رخ انچل پلٹ کے
تصور بندہ گیا ناگن سی لٹکا
میرا گہر غیرتِ برجِ شرف کر
ہمیشہ خواہشِ لختِ جگر ہے
ہوئی رکہہ محفلِ سلطان دیز اجر
توکی رکہہ نی نگاہِ سرفرازی
مجسم ہو کی خود نکلی اگن دیو
کہلا اونکو کہ آثارِ حمل ہون
دیی دونون کو دو حصی برابر
عطا کی نصف نصف اپنی طرف سی
ہوا بادِ صبا کا حکم جاری
ہوئی غنچون کی دلسی بیکلی دور
ہوای دلکش و لطفِ شبِ ماہ
ہوئی خود جلوہ گر ذاتِ مظہر

قدم پر اونکی اکدن گر پڑا شاہ
ترقی ہے پہر دم کوکبِ بخت
ثمر نخلِ تمنا مین نہ آیا
کہا صحرا سی شنگی رکہہ جو آیز
پہر اسلطان غرض دولت سرا کو
گئی بن مین وہ محبوبِ زمانہ
روش پر مبتلا کبکِ دری تہی
بہار آسا رخِ گلگون پہ آنچل
برنگِ سایہ رکہہ زیرِ شجر تہی
گئی بن مین جو وہ غارتگرِ ہوش
پڑی گوشِ مہامن مین جو آواز
جو دیکہا ہاتہ سی جاتا رہا دل
بصد نرمی کہا ای نازک اندام
کہا اوسنی ادب سی ای مہاراج
کرین آپ اوسکی گر حاجت براری
ادب سی اوٹہہ کی دسرت نی بہالا
طلب فرما کی سب جگ کا سرانجام
براہِ مہربانی شہ کو دی کہیر
جو زوجِ اول و ثانی تہی ممتاز
جو تہین دونون وہ مخدومہ [illegible]
ستارہ اوج پر تہا شکلِ خورشید
پہلی پہولی نہالانِ چمن سب
مہیا ہیت و زرام تو سے
مجسم ہوسکے روحِ مجسم
جبین سی جلوۂ اعجاز پیدا

سنائی داستانِ دردِ جانکاہ
مگر ہی رایگان بی وارثِ تخت
گلستانِ جہان سی پہل نپایا
جمالِ شاہدِ مقصد دکہا نیز
دیا محفل مین حکم اک افسر کو
زبان پر ہی تکلم پر ترانہ
شرارت جسمِ نازک مین بہری تہی
کمر مین بارِ گیسو سی پڑی بل
نہان مردم سی مانندِ نظر تہی
تو وحشی ہوگئی از خود فراموش
تو دل نی سوزِ الفت سی کہا ساز
ہوئی تیغِ ادا سی اوسکی بسمل
خوشی سی گر میری پہلو مین آرام
جہان ہی آپکی درشن کا محتاج
بچشم و سر کرون خدمتگذاری
پہنایا خوشنما پہولون کا مالا
ہوئی شاغل وہ مخدومہ کو نام
کہا ای سرورِ فرخندہ تقدیر
جلیس و اہلِ توقیر و سرافراز
بہم تہا رشتۂ لطف و عنایات
ہوئین امید سی وہ نخلِ امید
شگفتہ ہوگئی سرو و چمن سب
وہ روزِ دلفروز رام نومی
تنِ خاکی مین آئی صورتِ روح
مجسم سے نیا انداز پیدا

اپسرا کا بین بجاتی ہوئے رسنگے رکھ کے پاس جنگل مین درخت کے نیچے جانا؛



شبیہ راجہ دسرت او رسینگی رکہہ اور بششٹ من اور جگ کرنا واسطی حصول اولاد کی

خطاپوشِ جہان بخشندہ عیب
وہ نورِ دلفروز و عالم آرا
پہلا اہلِ جہان کا نخلِ امید
کھلی گلشن نی گل لالا کی صدقے
ہوا یہ مژدۂ شادی جو ظاہر
عیان چہرہ سی اعجازِ حقیقی
خبر آئی کہ سہ بارہ انجمن مین
اندھیری گھر مین دیکھا جلوۂ شمع
بلا کر جملہ محتاجِ زمانہ
دیی اہلِ تمنا کو بے قوت
جہانگانی کا ایسا جا بجا رنگ
دیی شہ نی براہِ مہربانی
یہی غل تھا زمین سی آسمان تک
ملی ہر ایک کو حسبِ لیاقت
نشستِ نکتہ دان محفل مین آئی
کہا سب نی مبارک ای جوانبخت
ہوا جو بطن کوشلیا سی پیدا
گرو دروں نام مین کیا نام کہی
شوسترا کی جو وہ نورِ نظر تھی
غرض تھا ان پہ روشن پانی تی جب جان
ہنسنا کھیلنا رونا مچلنا
ہوئی جب سیکھنی پڑھنی کی لائق
بنایا جسنی علم و حلم سب ہو

جلابخشِ رموزِ پردۂ غیب
ہوا دسرت کی عین آنکھون کا تارا
خوشی سی دیوتا رٹنی لگی بید
فلک ہوتا تھا چکر کہانکی صدقے
شہنشہ ہو گیا جامی سی باہر
سراسر واقفِ رازِ حقیقے
کھلی وہ گل شوسترا کی چمن مین
حواسِ خمسۂ سلطان ہوئی جمع
لٹایا شہ نی اسباب و خزانہ
زمرد سبزہ و الماس و یاقوت
کہ زہرہ پردۂ گردون پہ تھی دنگ
غریبون کو لباسِ زرنیاپی
مبارک ہو مبارک ہو مبارک
خطاب و منصب و جاگیر و خلعت
وہ خورشیدِ طرب منزل مین آئی
کہ پایا تمنی ایسا وارثِ تخت
اوسی سی نورِ قدرت ہی پیدا
یہی بہتر جنابِ رام کہی
سخندان و فہیم و نکتہ ور تیز
دکھاتی تھی کراماتین ہزارون
جھکنا چونکنا اوٹھنا سنبھلنا
ہوئی منت کشِ استادِ فائق
وہ کب محتاجِ تعلیمِ ادب ہو

نمایان قدرتِ کامل جبین سی
نہ آتا تھا کبھی وہم و گمان مین
زمین پر جب دیکھا جشنِ معقول
سرافرازی کی گردون کو ہوئی حاجت
یکایک شہ کو پھر مژدہ ملا اور
جو پیولا گلشنِ بانوی ثانی
نمایان چہرۂ انور سی اقبال
یہ چارون عنصرِ جسمِ پدر تھی
یہ کی دریا دلی سی در فشانی
بر آئی احتیاجِ دل جو سب کے
چھٹی کی دن وہ دعوت کہ مچی دھوم
وہ کی خوش ہو کی تقسیم لآلی
چھٹی کی بعد سب صحبت چھٹی وہ
عزیز و اقربا خویش و یگانہ
قدم پر پا گر پڑا سلطانِ والا
ہوئی ختم یہی پرستش کی سزاوار
کہیں گلشن کہیں صحرا کہیں خس
رکھو فرزندِ ثانی کا بھرت نام
زبس ہین سربلند و اہلِ اکرام
ترقی پر تھا ہر دم جوشِ مادر
میانِ دامنِ مادر پلے وہ
رکھین کیا بید پڑھنی کی امید
ولیکن جب آنکھین ہین خبر سب

شجاعت جلوہ گر ابرو کی جد سے
ہوا وہ جلوہ گر باغِ جہان میں
فلک سی اندر برسانی لگی پھول
کیا سر پر نچھاور سکۂ ماہ
کہ باغِ گیتی مین گل کہلا اور
ہوئی شہ کو دو بالا شادمانی
جوانِ دولت جوان بخت جوان سال
بہم روح و دل و جان و جگر تھی
کہ نیسان ہو گیا خجلت سی پانی
ہوئی آراستہ محفل طرب کے
پھڑک اوٹھی جوان و پیر و معصوم
سراسر گنجینۂ دریا تھا خالی
برنگِ مجمعِ انجم گئی وہ
پس از رخصت ہوئی گھر کو روانہ
سرِ تختِ زمرد پر بٹھا لاہ
تمہاری گھر مین ہی نورِ بزرگوار
ہر اک جا ہی یہی ذاتِ مقدر
یہ ہی عقل و ہنر مین شہرۂ عام
رکھو اوسکا لچھمن اور سترگھن نام
عجب تھی رونقِ آغوشِ مادر
بڑھا دل ماں کا جب گھٹنوں چلی وہ
کہ تھی بید او سی لرزان صورتِ بید
گئی حاصل قوانینِ ہنر سب

آنا بسوامتر کا راجہ دسرت کے پاس اور لیجانا رام چندر اور لچھمن جیکو واسطی قتل کرنی ماریچ اور سوباہو و تاڑکا کے

جناب رام ادہر بھی سایۂ فیض
بہار لالۂ خودرو عجب تھی
بچھا صحرا مین فرش سبزۂ تر
وہان رہتی تھی آسودہ ترنامی
ہوائی دنیوی سی پاک تھی وہ
سیاہ و تار کا مارپیچ اگرچہ
اگر یہ پھول پھل کچھ جنگلی لاتی
رکھیدہ چشم باطن سی کیا غور
خیال آیا کہ مین چلکر قدم لون
زبس تھا شوق دیدار بسیرام
اوٹھی شاہنشہ حسرت ادب سے
قدم کو شہ نی آب تر سی دہویا
یہ عاجز لائق اس دولت کی کب تھی
یہ کی تب رکھہ نی تقریر گہربار
جناب رام و لچھمن گر چلین یان
اونہین بارین جو چلکر لچھمن و رام
گذارش کی کہ آہل کرامات
بہار زندگانی ہو جو درکار
مجھی ہین رام و لچھمن جی پیارے
نہین فرقت مجھی دم بھر گوارا
کہی جب یہ کلام فرحت اندوز
نہ رکھہ دلمین خیال خام طفلی
مجسم ہو کی خود جسم بشر مین
جو سمجھایا بشکل نامور نی
ہوئی رونق فزا اگرچہ وہ مین

بہم ہو سر بسر سرمایۂ فیض
نگاہ نرگس شہلا غضب تھی
روان ہر سو نسیم روح پرور
منغز اہل توقیر و گرامی
تجلی بخش فرش خاک تھی وہ
ستاتی عالم غفلت مین پاکر
برنگ بو وہ صحرا سی اوڑاتی
تو سمجھی عشرت تازہ کا ہی ور
پناہ دامن دولت مین لجن
ہوئی رکھہ دیدہ و سر سبک گام
قدم پر گر پڑے فرط طرب سے
غبار آئینۂ خاطر سے کہویا
تمہاری چشم رحمت کا سبب ہے
و تیون سی مین ہون پابند آلام
در مقصد بہ آسانی لگی ہاتہ
کرون مین گوشۂ صحرا مین آرام
بعید از عقل و دانائی کوئی بات
ابہی ہون سلطنت سی دست بردار
کہ ہین دونون میری آنکھون کی تارے
یہی ہین زندگانی کا سہارا
بشست اگر ہوئی وان دل افروز
نہ کر اندیشۂ ایام طفلی
ہوئی ہین آشکارا یہی گہر مین
اجازت دی شہ عالی گہر نی
بہار جاہ وان آئی چمن مین

چمن پر ایک دشت خوشنما تھا
بہرا کلیون سی سارا وہ دشت
ہر اک جانب ہجوم دام و دد تھے
جبین سے شعلۂ انوار پیدا
اونہین رکھ اپس ستاتی تھی ہمیشہ
جو رکھہ سامان جگ تی فراہم
دل رکھہ اونسی پامال ستم تھا
پی سرکوبی خیل جفاکار
برای رفع شر صحرا مین لائن
کمال شوق سی آئی او دہ میز
خوشی سی رسم مہمانی اداکی
کہا کیا اوج پر آیا ستارا
کرور از نہان سب مجھ سی ظاہر
زبس ہے عالم بی اختیاری
میری خاطر جو منظور نظر ہو
سنی جب شہ حسرت نی تقریر
زر و لعل و گہر مانگو تو بخشون
براہ بندگی سر تک جھکا دون
او وہ آبادی اونکی قدم ہی
سوا اسکی ابہی چہود سرمین میز
کہا ہنسکر کہ اے شاہ زمانہ
پی تنبیہ انبوہ ستمگار
سمجہ کم سن نہ انکو ای مکرمات
قدم چہوکر جناب لچھمن و رام
یہ بسوامتر سی بولی سر رام

وسیع و دلپسند و دلکشا تھا
بہار جانفزا تھی محو گلگشت
پلنگ و آہو و گرگ و اسد تھے
سخن سی قدرت کامل ہویدا
کہ تھا جنکا دل آزاری پہ پیشہ
و دست باد کرتی ہو کی باہم
اسیر حلقۂ درد و الم تھا
ہوا ہی خانۂ حسرت مین ادہام
گہرایا غیرت گلشن بنادون
قدم خود رنجہ فرمائی او دہ میز
نہا لا او نکو سنگہاسن پہ لاکر
جو دیکھا مینی روی عالم آرا
نہ ہوگا حلقۂ طاعت سی باہر
نہین کچھ صورت مطلب برآری
او دہ سی انکو ارشاد سفر ہو
ہوا سکتی کا عالم شکل تصویر
متاع جان اگر مانگو تو بخشون
خوشی امکان سی باہر وہ کیا ہون
جدا کب جسم رہ سکتا ہی دم سے
ہنسی کی کہیل کی کمانی کی ہی دن مین
انہین کر جانب صحرا روانہ
ہوا ہی پردۂ عالم مین اکثر
کہ ہین یہ صاحب کشف و کرامات
ہوئی تیر و کمان لیکر سبک گام
خوشی سی گئی جگ کو سر انجام

جو رنگہ کا غنچۂ خاطر گیا پھول
سنا یہ تار کا نی جبکہ احوال
مچایا شور و شر ہو کر غضبناک
ہوئی یہ فتنہ گر یونہی جفا کیش
خبر ما بیچ رہیں نی جو پائی
ہوا صحرا جفا کاروں سی خالی

ہوئی محو پرستش حسب معمول
غضب سی صورت آتش ہوئی لال
اوڑائی دشت مین جا پر و نظر خاک
گیا زیر و زبر جسدم ہوا پیش
تو ہو یونہی صورت تیر ہوائی
وہ گلشن ہو گیا خاروں سی خالی
رکھا پھر اپنی گھر با صد لطافت

گمان و تیر لیکر دونون بھائی
زبس تھی یوں تی یہ کالہ شترشہ
وہ مارا رام نے تیر سبک ایک
بنایا تو وہ خاک اوسکو پل مین
جناب رام نے ناوک وہ مارا
ہوئی از بسکہ بسوا متر دلشاد
سکھائی جملہ آئین خلافت

رہی حاضر جہاں اشتائی
دکھایا جلوہ آثار محشر
گرا دہر طرف تن بیجان میں
سولایا یعنی آغوش اجل مین
لب قلزم گرا جا کر صف آرا
دعائین دیکی بولی آفرین باد

استدعا کرنا لچھمن جی کا بشن جی خلوتین واسطے ملاحظہ کیفیت جنگ کی اور بد دعا دینا سنگا ک کا جی جیجی کو اور پیدا ہونا راون اور کمبھکرن کا اور قبضہ کرنا اونکا لنکا مین اور محصول لینا رکھون سے اور خم آلودہ خون اور گوشت بیدرد کرنا مندودری کو اور نوش کرنا اوسکا اور آثار حمل نمود ہونا اور پھر اسقاط کرنا اور دفن کرنا خم کو شہر جنک پور مین

رہی یاد جمالی رام و لچھمن
قریب اختتام نظم ہر چند
جناب بشن بمر لطف و اخلاص
بہت شکین نظر آئین بہت رنگ
کہا ہنسکر اگر ہم ہون صف آرا
کہا یون لچھمن جی نی دوبارہ
کہا ہو گا جو منظور نظر ہے
کوئی دو کس تھی اہل عز و اکرام
معزز سر بلند و اہل اخلاص
کہا خلوت مین جا بیٹھا نہین کام
کہا تم شاہد نخوت پہ غش ہو
ہوئی رخصت جہا نین دونون معزز
وہا کر پھر بغل مین بوریا واہ
عدو کو قتل فرما کرتے عرش

بسی دل مین خیال رام و لچھمن
شرح ماجرا ہو گا قلم بند
کسیدن تھی میان خلوت خاص
نگر دیکھا نہ لطف عرصۂ جنگ
تو کانپ اوٹھی دل نازک تمہارا
کہ ہی از بس مجھی ذوق نظارہ
مگر وقت و محل پہ منحصر ہے
سراپا ہی سعادت جی جی نام
نگہبان در خلوتگہ خاص
جناب بشن جی ہین محو آرام
جہان مین جا کی سنگ پہ آتش ہو
وہ ہر ناچہ اور ہرن کشب ہی شہر
تری مین سو رہا جا کر ستمگار
زمین کو پھر بچھایا صورت فرش

مدد ای خامۂ فرخندہ بنیاد
مگر کچھ مختصر یاں بھی رقم ہو
ادب سے کر کی مالش دست کو پا
کسی سی آنکھ اوٹھتے نہ دیکھا
صف آرائی مین نقصان و زیان تھے
ہر اکدم کثرت جوش ہوس ہے
سنو اب آگی روداد خرد و کل
گل شاداب نخل ارجمندی
کسیدن آئی سنگا دک و ہاں پر
غرض رو کا جو پھر دخل یابی
کرو گی بشن جی سی شہر جو آغاز
ترنگ آئی یہ ہرناچہ لعین کو
وہیں باراہ کی صورت بنا کر
ہرن کشب تھا منزوربد انجام

رقم کر کچھ شہ راون کی روداد
وصال شاہد مطلب بہم ہو
جناب لچھمن جی نے دعا کی
سوی میدان قدم پر بڑھتے دیکھا
تمہین خود تاب نظارہ کہان ہے
نزاکت کا نہین کچھ پیش و کس ہے
کہ کیا کیا نخل قدرت سی کھلی گل
سراسر مایۂ ہمت بلندی
تو اوجھی شکل گیسو حاجب در
ہوا تب اسکو جوش اضطرابی
تو ہو گی تین جنمون مین سرافراز
لپیٹا زلف سان فرش زمین کو
اڑی خود بشن جی پانی مین جاکر
سراسر دشمن نام سر رام

شبیہ راجہ رام چندر اور لچھمن جی اور بسوامتر اور کیفیت جگ اور تاڑکا دیونی کو تیرون سی مارنا



آنا سنکادک کا سری بشن ور لچھمین جی کی خوابگاہ مین اور منع کرنا جی بجی دونون دربانون کا



ہوئی پیدا وہ پیدا اوسکی گھر مین
ہوا غصہ دیت بدگہر کو
ہوئی بعد اوسکے راون کمہ کرن جو
ستم بار پھر ہوئے پیدا بداقبال
عداوت کے سبب اندوہگین تھے
جنم تینون جہان مین ہو چکے جب
سحر چمکی صعوبت کی کٹی رات
رقم اب استان جی جی کر
نظر سے جنکے شور و شر ہویدا
ہوا اک اہل شر کا کمہ کرن نام
برادر تیسرا اک اونکا تھا اور
برہنج و لشن و نارد و اندر سنکاد
کہا حاصل ہو مجکو تخت شاہی
بھبھیکھن تھا بس اہل سعادت
جو مطلب کمہ کرن نی پاکے کہویا
فلک لرزان تھا اوس سے صورت بید
وہ ہائی اوسکی بالائی فلک تھی
میان قلزم اک سونے کا گھر تھا
بلندی مین سپہ الشان فلک سے
لبالب حوض مثل دیدہ تر
شعاع قصر سے ہوتی تھی رات
نہ تھا نام خزان قرب مین جاری
شگفتہ گل گلشن مین اگر ہو
طبیعت ہوا جوش ہوس اور
رہا شکل صدف دریا کی اندر

ثمر آیا نہال سے ثمر مین
ستون سنگ سے باندھا بسر کو
قوی ہیکل جسیم و کوہ تن وہ
بہ آہم دنت بکر اور شاہ سمیال
وہ دونون صف شکن جن پر جبین تھے
بھلا بھولا ہر اک کا نخل مطلب
وہی تب بھی وہی رب تب وہی بات
مقدم منزل مقصد کو طے کر
جبین سے جلوہ محشر ہویدا
وہ راون دوسرا تھا شہرہ عام
بھبھیکھن نکتہ سنج و نا فرجور
ہوئے وان جلوہ افگن باد دل شاد
بہم ہو رتبہ عالم پناہی
ہوا وہ طالب شغل عبادت
تو سبزہ کی روش غفلت سے سویا
گھٹا تھا جلوہ مہتاب و خورشید
حکومت پاوے سے ماہی تلک تھی
بہ اسم شہر لنکا مشتہر تھا
فزون سجہ مین ایوان فلک سے
بھرے چشمے برنگ چشم ساغر
عجب تھا نقشہ سحر و طلسمات
سدا تھا موسم باد بہاری
سزاوار سزا یاد سحر ہو
کہ ہو حاصل متاع دسترس اور
نہان آتش مین تھا مثل سمندر

سدا اور ورد زبان تھا انکو ہر نام
ہوا تب جلوہ نرسنگہ اوتار
کیا خلقت پہ جب ظلم آشکارا
ہوئی جب کرشن کی رکمن سے شادی
اوٹھا لے جب فریب مکر سے سر
اونہین خدمات ماضی پر گئے وہ
سمھل ای توسن کلک سبک پر
ہوئے دو دراجیش پیدا جہان مین
ہمیشہ دلنشین تھی نیت بد
ہرن مین بیس بازو اور دس سر
ہوئے کیونکر یہ مشغول عبادت
کہا راون سے اظہار ہوس کر
جو پوچھا دوسرے نے خانمان سے
وہ جائے سرکشان صاحب جوش
ہوا ارا اون جہان مین جب تخت
جواہر بحر قلزم نے دیے نذر
ہمیشہ آب باد و آتش و خاک
بیان کیا ہون صفات قلعہ زر
کھلے روزن برنگ چشم عشاق
نکیون بالا نشین ہو شان لنکا
معنبر کوچہ و بازار سارے
نہالان گلشن مین پھل مہیا
لبسار اون وہان باصد لطافت
زبس تھا شوق امداد سدا شیو
سدا شیو پاس خاطر سے گئی جب

بہی تھا دل مین نقش کالنجر نام
کیا شق سینہ و جسم ستمگار
جناب رام نے دونو کو مارا
زبس تھا اونکو خار پامرادی
تراشے کرشن جی چکر سے سر
چھٹی اندام خاکی تر گئے وہ
کہان سے اوڑ کر اپہونچا کہان پر
پڑا لرزہ زمین و آسمان مین
قوی ہیکل قوی بازو قوی قد
کمال زور یکتائی میسر
دکھائے جوہر تیغ سعادت
بیان مدعا بے پیش و پس کر
تو مانگا خواب ششماہی بان سے
اجابت ہوئے فوراً ہم آغوش
رہا ہر دم فروغ نیر بخت
جناب اندر نے تحفے کیے نذر
مطیع حکم سلطانی تھے بیباک
حواس خمسہ انسان ہاں ششدر
فریب جفت ابروی صنم طاق
فلک تھا کرسی ایوان لنکا
مکان تھے کوچہ عطار سارے
وہ خوشبوئے غیرت عقد ثریا
قرار اوسکو دیا دار الخلافت
ہدل کی اوسنے پھر یاد سدا شیو
کہا کیون ہو غریق بحر وسواس

دعا مانگی کہ ہو اقبال یاور
سدا شیو تی تہایت ہو خورسند
برا و شورہ بختی ہے شر مچایا
شو لنکا گئے اکدن تخضار ا
یہ سنکر بروہ مضمون کیا فاش
ہلادون خاک مین ارض و سما کو
کہا نارد نے اے شاہ فا جو
بپے عبرت نمائش چاہیے ہی
سخن کا بہی بخوبی امتحان ہو
نہ دوڑ جائے تب پربت اوٹہایا
کہا راون سیو کسکو ہو یارا
سدا شیو چپ رہے غصہ مین اگر
ہو اسکل خنا دسترس ہو
سدا شیو سنکی غل جو نکے قضا
دلیر ملک سے نہین ہوتا اگر یہ
اوٹہایا پھر براہ سرکشی سر
نکالا جسنے منہ سے حرف انکا
وشنون سی کہا تو جاکی حصول
غرض جو بجز واوس بن مین قضا را
ہنستے گئے وہ پھر بیزون سے
سبھو دیکر راون سی کہو بات
بپا ہو گا فساد عام اس سے
امانت کی بجز در وجہ خاص
نہ در تھا کہ شاید گم نہو جا کے
کہ بھل پایا گلستان ابل سے

رہون اہل جہان پر حملہ آور
بنر پیرا کی دعائے آرزومند
زمین و چرخ کو سر پر اوٹہایا
اوٹہا تعظیم کو شاہ صدف آرا
ہوا گرم سخن یون ہو کے بشاش
ہلادون تختۂ تحت الثرا کو
نہین کچہ اعتبار قول شہ
مقدم آزمائش چاہیے ہر
قدم سے اونکے تو افشان نکان ہو
کہ سنگاسن تلک جنبش مین آیا
وہی ہے خادم دیرین تمہارا
جسے آسن یہ پھر زانو دبا کر
رہا تو فغان بارہ ۱۲ برس وو
کہا اون سے اے شاہ صدف آرا
کر سنگے خبر ہیمون نبخریر
وہی باتین وہی شاہی گہاتین ہی نر
ہوا اوس صعوبت مین گرفتار
کہو سے وادی صحرا کی حصول
جہان پر سبت رکھے تھو جلوہ آرا
سبھو اک پر گیا قطرات خون سے
یہ ہر سرمایۂ سحر و طلسمات
ستے گا ر اچھو نکا نام اس سے
کہ تھی وہ عقلمند و اہل اخلاص
کہ افشا ندعا ہے خم نہو جا سے
نہال قد پھلا بار حمل سے

کرون باشندگان عرش کو زیر
یہ گل پھولا قبول آرزو سے
سری تا روز بس انجام مین تھے
کہا نارد نے اے شاہ جوان بخت
دعائے سب سے وہ حاصل ہو از و
ہلال آگ سا قمر دہشت گھٹ جائے
جو ہوتا ہی کسی دن نشۂ رنگ
اوٹہا لو تختۂ کیلاس جا کر
یہ گھر دولت سے مالا مال ہو جائے
سدا شیو جونک اوٹہے دسن جب کیا اینا
اوٹہا کر آپ گردن پہ یکبار
تہ کوہ گران بار گران سے
لگے وہ نالہ و فریاد و زاری
غرور زور ہے تجکو نہایت
سپھر ایا کر رہائی وہ نگون بخت
ہزارون دختر شاہان نامی
فقیر اک یا ضعیف گش سو تو بلج
سنایا سرکشون نے حکم شاہی
رکھا بر حفاظت منہ بہ سرپوش
ہوگا گر کبھی کھل جائیگا سر
کہا جب قا صدون نے جا کی احوال
زن ہند و دری نے اوسکو بگچند
وہ بس ہند و دری تھی مایۂ ہوش
شگوفہ طرفہ تر لیکن کھلا اور

پرندون پر درندون پر ہو جون شیر
دماغ دل بسا نخوت کی بو سے
میان عاقلان بالا نشین تھے
ہلا کیا انتقام طاعت خست
مچا ہی جسکا قلزم کی طرح شور
زمین تھرا اوٹہی گردون سمٹ جائے
نو کہتے مین خلاف عقل فرہنگ
رکھو خود کشور لنکا مین لا کر
عروج نیر اقبال ہو جائے
سبب ہی سے پوچھا ہو کہ حیران
لیے جاتا ہی انکو ستمگار
دیے ہاتھ اوسکو زنگ جہان سے
کہ دریا ہو گیا انکھون سو جاری
کہ سدا شیو لطف و عنایت
ہوا لنکا مین پھر رونق و تخت
گرفتار اوسنے کین مہر غلامی
زمین سے تختۂ تحت الثرا تک
نہ دین حاصل تو کردو تاخت و تاراج
دکھایا سب طرح کینہ خواہی
یہ فرمایا براہ دانش و ہوش
تو ہوگا جلوۂ آثار محشر
ہوا مجو الم شاہ بد اقبال
میان گوشۂ ایوان رکھا بند
وہ خم کو توڑ کر بس کر گئی نوش
گل رخ کو حسن زیبائش ملا اور

جلا از یورش پانی نور تن سے
ڈرا از رعب حمل اس کے سبب سے
کہا بندوں نے ہر اک خم کدہ پر جو
نام خم جہاں راون ۱۲
کہا اوسنے کہ اچھا پر ہوش
خیال آیا کہ شاید زہر ہو پیدا
امانت کو نہ پس از فکر و حیرت چند
یہ ہو کو سے لیکے فوراً وہ سفاک
یہاں پر نگیں پوشیدہ ہی یک
مگر اس سر چشم ظاہر میں غضب تھا
لب ظاہر کو تپ غم سے گرا ہا
کیا اسقاط حمل جب بلطف کہیں کر

چمک تھی بڑھ کے سورج کی کرن سے
رکا مانند دل فرط ادب سے
یہ کیسا ماجرا پیش نظر ہے
اوسے میں احتیاطاً گر گئی نوش
مبادا فتنۂ محشر ہو پیدا
نگاہ خم میں نور آسا کیا بند
چھپایا اس گل نگینہ تو خاک
سمجھتے ہیں سخندان با دل ایک
ولیکن دل نشین باطن سبب تھا
بباطن رشتۂ دختر بس تھا
سیا پیدا ہوئیں باطن زمین سے

شبستان میں شہ راون جو آیا
گیا گھبرا کے بستر سے کنارا
مرا دل خود بخود گھبرا رہا ہے
ڈرا راون کہ اوس خم کا اثر ہے
ہوئی دہشت کہ پیکان اجل کی
وہیں دیں سب کو کہا خم کو کہیں جلد
کیا دفن اوسکو بجا کر بہت دور
کہ جب راون نے سیتا کو کیا گم
ہوئی مطلق نہ تھی اون کے دل میں
سبب یہ ہے کہ خم کو از رہ ہوش
رہیں گو جسم ظاہر سے بری وہ

تو مطلق تاب نظارہ نہ لایا
برائے ہمکناری دم نہ مارا
سر شوریدہ چکر کھا رہا ہے
ابھی سے نور قدرت جلوہ گر ہے
وہیں تدبیر اسقاط حمل کی
کرو صحرا میں پیوند زمین جلد
کنار رقبہ شہر جنک پور
رکھا انکو نہیں مثل نور مردم
بسی حسرت تھی چشم دل کی تل میں
زن راون نے اول کر لیا نوش
ہوئیں پر دختر ناد و دری وہ

ظہور فرمانا سری جانکی جی کا شہر جنک پور میں وقت قلبہ رانی راجہ جنک کے

رہی ہر روم مجھے یاد حسرت یہ رام
نظیر اوسکا نہ تھا باغ جہاں میں
چمن سر سبز و شاداب و معطر
زبان پر شہ تھا سپہر عز و اکرام
سخاوت کا بھی تھا اسقدر رنگ
کسی دن اتفاقاً بہر گلگشت
کہیں پانی نہ جز آب گہر تھا
پھرا سلطان پر وسکن جو اسا
کہا سلطان کر گرستگار ہے
خود ور تھا زیادہ ہٹ کے ایک
ہو تھا غنچہ جو تا دہن ہیں
کہ یعنی تجھمین جی کا وہ اوتار

نہ صبح دل پہ جو تاریکی شام
لیا تھا کشور غم کو ستان میں
غبار و گرد کلفت سے بھرا
شہریا مرتبت شاہ جنک نام
کف گل تھا نہ غنچہ کی روش تنگ
ہوا رونق فزا کے دامن دشت میں
جہاں خشکی کی باعث چشم تر تھا
بلایا مجمع انجم شناسان
چمن میں آئی پھر باد بہاری
تعین سب نے کی اک ساعت نیک
کہ سرسبزی جا تھی کچھ اوس زمین میں
جو اوس پردہ غم سے نمودار

جنک پورا یک تھا شہر طرب خیز
عمارت صاف آئینہ کی صورت
بھرا چشموں میں آب زندگانی
یہ تھا بحر جہاں میں عدل کا زور
صداقت کو آبرو بخشی گہر سے
جو دیکھا آب سے چشموں کو خالی
ہر اک محو فغاں تھا مثل بلبل
براہ انکساری کی گذارش
جہاں کو چین ہو خلقت ہو مسرور
شہ دانا براہ نکتہ دانی
سبکدوش ہو گیا جس دم جلا ہل
جبیں سے جلوہ گر شان کرامت

دل آرا دلکشا دلکش دل آویز
مثال چشم باطن بے کدورت
تصدق جس پہ ہو کیسا رنگا پانی
لب دریا پہ نالوں کا نہ تھا شور
بھری غنچوں کی دامن تک تر ہے
نظر آیا نشان خشک سالی
چمن میں شبنم کہہ کر کانٹا ہو گل
نمایاں ہو کوئی تدبیر بارش
تردد کشت خاطر سے ہو دور
ہوا سر گرم کار قلبہ رانی
جہاں کا عقدہ لا حل ہو احل
عیاں نور شبستان کرامت

قلبہ رانی کرنا راجہ جنک کا اور نمودار ہونا جانکی جی کا سبوچہ سے



بسوامتر اور رام و لچھمن کا صحرا مین چلنا او قدم پڑنا رامچندر کا پتھر پر او اہلیہ کا مجسم ہوکر آسمان پر اوڑ جانا



نزاکت تن سی اونکی حیا مانع ناز
سعادت شا ونکی قدموسی سرفراز

شگوفہ یہ کھلا لطف سبو سے
لبا صحرا تن اقدس کی بو سے

جو دیکھا جلوہ دیدار دختر
بہ دل شہ نی کیا اقرار دختر

اوٹھا کر گود مین اوس دلربا کو
شہ عالم بہر ادولت سرا کو

جو تھی جان پدر وہ نازک اندام
رکھا سب نے جناب جانکی نام

رہین ستیا برنگ جوش مادر
رہین بہ رونق دہ آغوش مادر

ابس سلطان دریا دل کو تھی چاہ
ہوا باران رحمت حسب دلخواہ

رعیت چین سی پھولی پھلی تھی
مٹی باغ جہان سی بیکلی تھی

قرار دینا راجہ جنک کا شادی جانکی جی کی اور پہونچنا وہان کے اور تشریف لانا سری رامچندر اور لچھمن جی اور بسوامتر جی کا اور رامچندر کے خاک قدم سی مخلصی پانا اہلیہ زوجہ گوتم کا جسم سنگین سے

رہی یاد جناب رام مجکو
بسے سرمایہ آرام مجکو

جناب جانکی بالغ ہوئین جب
پدر کو فکر شادی کی ہوئی تب

دہنک اک صورت کوہ گران تہا
پڑا اگلی زمانہ سی وہان تہا

اوسی دیکھی تو زردی رخ پہ چھائے
ہلال آسمان گردن جھکائی

فلک کا اوسکی آگی ہوش گم تہا
مثال قول مردان لاتجم تہا

کرون تھوڑا سا عرض اوسکا اگر حال
تو ہو جاوی بیان مختصر طول

کیا شہ نے یہ اقرار از رہ ہوش
دہنک توڑی وہ ہو سیتا ہم آغوش

ادای قول تک یہ سرو آزاد
رہی بی برگ نخل شمشاد

غرض چرچا قریب و دور پہنچا
زمین سی عرش تک مذکور پہنچا

شہنشاہان عالم ہوکی مسرور
چلی سب جانب شہر جنک پور

جو بو پہوئی برنگ مشک و عنبر
مقرر شہ نی کی بزم سوایمبر

گروہ رہیسان فتنہ ایجاد
ہوا حاضر بشکل آدمیزاد

بپا کر دیوتا شکل بشر سب
ہوئی بزم طرب مین جلوہ گر سب

خبر پہونچی یہ اوس نیمین قضا را
جہان تھی رام و لچھمن جلوہ آرا

یکایک قلزم دل مین ہوا جوش
کہ دیکھین محفل شاہان خوش ہوش

سری لچھمن تھی اور پرتھوی ناتہ
چلی خوش ہوکی بسوامتر کی ساتہ

ہوئی خرش اگی رستہ مین گل تر
صبا صدقی تھی انداز روش پر

چلے صحرا مین جب وہ چار فرسنگ
تو دیکھا قد آدم پارہ سنگ

بلقیس جلوہ پای درخشان
وہ تھہر نگیا لعل بدخشان

پڑی یعنی جو گرد اوسپر قدم کی
زن زہرہ جبین تھہر سی چمکی

بنای نور تھی وہ ماہ پارہ
کہ جسکی عرش پر چشمے ستارہ

نظر مین تہا طلسم جادوانہ
ہوئی صحرا سی شہر کو روانہ

جناب رام نی جوش خوشی سی
سبب پوچھا یہ بسوامتر جی سی

بیان کرنا بسوامتر کا راجہ اندر کا چندرمان سج کے سازش سے اہلیہ کے گھر جانا اور بدعا دینا گوتم کا راجہ اندر چندرمان سج اہلیہ و رانجنی کو اور پہنچنا رامچندر کا گنگا کی کنارے

کہا کہنی جو ہیچ گیان مین مشہور
در دریای وحدت چشمہ نور

اہلیا دہرم پتنی گنتی و تارا
زن ہندو ری سے آشکارا

اونہین مین اک اہلیہ نام تہی
عفیف و صاحب اکرام تہی

زن گوتم یہ ہی ای مایہ ہوش
تپ برتا وفادار عفا کوش

شنو اسکا یہ ہے نادر فسانہ
عجیب و حیرت افزای زمانہ

سری سرپت نی خلوت مین لطف اندوز
سری شوہر سی فرمایا کسی روز

سوا کون آج کل سب سے حسین ہے
تن نازک پہ ہوتی ہی گرانی
عجب گیا چندرمان جی کو خبر ہو
کہا ہاں زوجۂ گوتم ہی یکتا
جناب چندرمان جی نی کیا ستا
بنی شریت بشکل گوتم پاک
ادہر گنگا نی گوتم کو خبر کی
دعا شریت کو دی ہوکر غضبناک
جو تہی دخت اہلیہ انجنی نام
تپ غم سی جو دق سینہ مین تہا دل
پڑی ہوکر یہ شہر بر سر خاک
سنا جب یہ اہلیہ کا فسانہ
ہوی گرم سخن رکہہ سی شرم
انہین سی ہی حصول غرو اکرام

زمین حسن پر یہ بالا نشین ہے
تفاوت ہی کہان ہما یہ کہان ہوئی
کوئی زہرہ جبین پیش نظر ہو
میان پردۂ عالم ہے یکتا
بشکل مرغ دی صحرا مین آواز
درون خانہ آئی حیثیت چالاک
خبر اسی بیخبر لے اپنی گھر کے
سراپا چشم نجاسی تن پاک
عفیف و پاکدامن اہل اکرام
اہلیہ سے یہ فرمایا کہ ہو سل
زبس تہا انتظار جلوۂ پاک
ہوئی پہر صورت صرصر روانہ
کہ کیا اس چشمۂ خوبی کا نام
انہین کا ہی سری تہا گیر تہی نام
مرادین ملتی ہین و شمن گی پہلی

کہا جو ہین حسین نازک اندام
پی نظارۂ لطف شب ماہ
مکرر اندر نے پوچہا تم سے
رہی باقی غرض جب و ہدایت
گمان صبح سی رکہہ اٹہی باری
اہلیہ کہا گئی شوہر کا وہ ہو کہا
پہری گوتم او سیدہ م نی تال
مخاطب چندرمان جی کی طرف
کہا اوس سی غریق بحر غم ہو
پڑی جسدم کف پا سر آرام
بس اب فیض قدم سی ترگئی یہ
روان رستہ مین دیکہا چشمۂ گنگ
کہا یہ مائۂ نور گران ہین
تصور مین اگر درشن ہو یکبار
پر مرغ اجل جلتا ہی جل سی

نہین اونکو سری جلوہ سی کچہ کام
نکلتی ہین حسینان ہوا خواہ
کوئی شکل آجتک گذری نظر سے
گئی گہر پردۂ دریای کرامات
پی غسل سری گنگا سدا بار
لہذا آمد درسے نہ رو کا
ہوا ثابت کہ در پردہ کہلا گل
کہا حاصل تمہین فراغ کلف ہو
جہان مین نقد بدنامی بہم ہو
کری تو گلشن تحریرین م آزار
سفر باغ جہان ہی کرلی یہ
جو تہا سرمایہ نقش ہر رنگ
سری گنگا یہ مشہور جہان ہے
بشر ہو باغ شہریر کا ہزار دار

چتر بید ایش گری گنگا کا یعنی ترپون کا شہر کول مین جمع ہونا اور جل ہوکر بہہ جانا بوجہ خوش الحانی مہادیو جی کے اور جل کا برمہدیج نام ہونا

جو تہی شہر برہمن اک دن محفل عام
برنج و عجب جناب نچہمن نارد تہا
در و دیوار تہی سکتہ مین تمام [illegible]
عجب تہا نغمۂ شیرین عجب دہن
شجر سب ہو گئی تہی صورت مست
سدا شیو جی نی قدرت سے دوبارہ

شریک بزم تہی سب اہل اکرام
شریک بزم عشرت تہی اک سب
ہجوم عام تہا از خود فراموش
کہ سن سنکر تماشائی ہوئی گم
خمار جام غفلت تہا سر مست
کیا سب کو بدستور آشکارا
کمنڈل مین کیا سب آب بند
لہذا جل کا برمہدیج ہوا نام

جناب اندر تہی جم تہی برن تہی
سدا شیو جی ہوئی محو ترنم
یہ آواز ترنم کا بندہا تار
سنی جسدم صدا پردۂ ساز
بہی جل ہو کی سب حضار محفل
بہ تبخ نکتہ بین نی از رہ ہوش
کیا چشمی کو نورآسا نظر بند
جہان مین قدرتین ہین شہرۂ عام

رکہیشر البتہ اگنی [illegible] مین تہی
حواس خمسۂ محفل ہوئی گم
ہوئی حضار محفل نقش دیوار
تو اوڑنی سی پرندی رہ گئی باز
وہ دریا ہو گیا دربار محفل
کیا آب روان یکجا بغیر شتر

جمع ہونا سب دیوتون کا سُرلوک مین اور بین لیکر گانا کے مہادیوجی کا



بشن جی کا باون اوتار کہکر راجہ بل کی پاس جانا اور سب دیوتون کی سامنی راجہ بل کی پشت ناپ لینا

چرن دوسرا یعنی قدم بابا بشن کا راجہ بل کی جگ مین لیہولینا برہما کا قدم کو اسی جل مین اور بشن پدی نام ہونا سری گنگا کا

کہا رکھہ نے براہ غور سُنیئے
ریاضت سے بنا کشور کشادہ
بہ شکل برہمن فرط ادب سے
وہ دریا دل جو تہا ابر گہر بار
لیے سنکلپ یعنی پانی تہی جا
غرض جل لی کی چلو مین بطور
قدم اک بر سر فرش زمین تہا
ہوا سلطان یہ حیرت مین غرقاب
کہا باون نی تب خوش ہو کی ناگاہ
جناب بشن تہی پایندہ اقرار
سری برہما نی جب دیکہیہ اوصاف

سری گنگا کا ذکر اک اور سنیئے
ہوا افزاندہ تحت السراوہ
گذارش کی شہ عالی نسب سے
بچشم و سر ہوا بخشش یہ تیار
میان ظرف اودہر سندھ دیے راہ
زمین سنکلپ کے سلطان نی فی الفور
دو دم زینت دہ عرش برین تہا
گذارش کی جہکا کر پشت آداب
مراد دل طلب کر حسب دلخواہ
رہی دربان کیصورت در پہ چار
اوسی جل مین قدم کو دہو لیا صاف

سنو ہی اک تہا نام راجہ بل :
کیا جگ راجہ بل نی جو کیا پار
پی بسکن جگہہ بخشو قدم مین
یہ دانائی وہان کی سنکر نی تم
پر حسن ظن الکر بل نی کیا زور
سری باون نی تب پا لا کیا قد
زمین و عرش و بحر و بر اپایا :
سپے پا باقی کرد پیا لیئش پشت
گذارش بل نی کی اہی بندہ
غرض پہونچا قدم سر لوک جیب
اسی سی بشن و نارایین پدہی ہین

کرم بخشش جہان سردار افضل
رکہا خود بشن نی باون کا اوتار
کہ بخشش ہی شہنشاہونکا آئین
ہوئی حائل میان رخنہ ظفر
ہوئی چشم جناب شنکر جی کور
برون از حیطۂ اندازہ و حد
ہوئی ڈہائی قدم کا بل جو نا پایا
نہ اوٹہی تا کہ فیاضون سمس
رہو دربر مثال حاجب در
ہوا حیران ہجوم دیوتا سب
یہی مصر سر ہی بر جرندی کہین

جلنا ستی جی کا دچہ پرجاپت کے مکان مین اور اوتار کہہ کر جلوہ گر ہونا مہادیو جی کی جٹا مین

جو تراب میسر آغوش ہوگی ستی کی
ستی کی ہجر مین شیو جی کو غم تہا
ستی کی استخوان سب کہہ کی لی سر
مچا تہا غل زمین و آسمان مین
ادہید م بشن جی نی چکر مارا
وہی ہیر تچہ تو دیکہا ہین مشہور
سپہ رقت تہی ستی مین جو جالی
خیال آیا پہ عبرت سزا دین
حقیقت مین محبت ہی جو ہی سی
پس از چندی یہان آکر ہوگی

شگوفی گلشن مضمون سی چنیے
دل اقدس ہم آغوش الم تہا
لگی پہرنی برنگ باد صرصر
خلل تہا کاروبار دو جہان مین
ہوا اعجاز کا بل آشکارا :
بہ شکل مختلف سرمایۂ نور :
غم تازہ دیا نٹہیے ٹہاسے
ہجوم دیوتا کو بہی دعا دین
خلائق پر کرم کیجے کرم سے
اسیصورت سے بہر سر پر رہونگی

ستی جی اگن مین جب ہوئین بہسم
جگر مین تہا ہجوم بیقراری
بہت مدت تلک ہر سو بہری وہ
کیا سب لوتون نی بشن سی عرض
ستی کی استخوان ہو کر جدا سب
مہا شیو نے کہا تب ہو بر ہم
ہماری طرح فرقت کا ہی روگ
ستی جی تب مجسم ہو گئی آہین
مجہی تم سر پہ رکہنی سی جو ہوشاد
یہ فرما کر ستی جی حسب اقرار

ادا ہی ہو چکا سب جگ کا رسم
زبان پر نالہ و فریاد و زاری
گلستانون مین قتل ہو رہی وہ
کہی تدبیر کامل دے جب الغرض
گری فرش زمین پر جا بجا سب
دیا نا حق جناب بشن نی غم :
اونہین بہی ہو جہان مین ستی کی
گذارش کی ادب سی حسب آئین
میان گوشۂ دل ہی میری یاد
ہوئین قصر ہمالیہ مین نمودار

سزاوار پرستش نادر عام ہے
کہا شب جی سی انکا بیاہ کیجی
کہا مینا نی دختر ہو جو راضی
ہوا مینا کی دل کو صدمہ و درد
نہیں میری محبت کا اسی جوش
نہال بد دعا سی یہ لڑا پہل

پسند جان و دل گنگا ہوا نام ہے
حصول مطلب دلخواہ کیجی
نہیں مجکو مجال اعتراضی
برنگ زعفران چہرہ ہوا زرد
پی شادی ہوئی از خود فراموش
سری گنگا کمنڈل مین ہین جل
وہی شمبہو کی سر پر جلوہ گر ہین

سری نامدیو پہنچ وانند و دلشاد
ہمنچل نے کہا او دہی مختار ہے
ہنسیں گنگا قبول مدعا کر
کہا اتنی دنون دختر رہی پاس
دعا دی ہمچل کی دختر کو کہ جل ہو
غرض لاکر سدا شیو سی کیا بیاہ
عزیز دل وہ مانند جگر ہین

گئی پیش ہمنچل با دل شاد
پدر کو کہا ہی دختر سی سرکار
چلے بر ہما کمنڈل مین بہا کر
دم رخصت نہیں الفت کی بوباس
بظاہر جسم انسانی سی جل ہو
ہوئی حاصل مراد حسب دلخواہ

جلنار آچہ سگر کی لڑکون کا کپل منی کی اسراپ سی اور تپشیا کرنا بہاگیرتہہ کا اور آنا سری گنگا جی کا مرت لوک میں

مہا منی نی کہا ای جنا فکر ہے
پسر اونکی جہان مین شصت الف تہی
یہ اوسکا عالم طفلی مین تہا حال
رعیت جب ہنی شاہ کی سگر سی
ہوئی امید جگ شہ کو جو منظور
چدہر دریا صفت یہ جو بخشی ونیز
چلیں سیدہی پیادہ و قطارین
اگر او بہا کوئی یہ پژمردہ خاطر
یہ ابتر دست برد عمسی تہا حال
ہر اک کو لشکر آفت نی گہیرا
خیال آیا یہ طفلان خوان بخت
فرس جب ہو گیا غائب نظر سی
گئی ابتر تہ و بالا طبق سب
غرض کہود اسمندر ہوگی نمناک
فرس دیکہا تو بول اوٹہی شہزادی
ہوئی جب جلکی خاکستر سیرہ

جہان مین انکی آمد کا سنو ذکر ہے
جوانمرد و دلیر و سرکش تہی
جہان کا کرشت و ل کرتا تہا پامال
غبار آسا نکالا اوسکو گہر سی
فرس چہوڑا خوشی سی حسب دستور
دبی شاہان عالم صورت مور
جولی بل کی تو ترچہی ہوگی ریز
لگایا شہ رخ مانند شاطر ہے
کہ کرشت خاطر عالم تہا پامال
نہ شہ زوری سی رخ انکو پہیرا
کرین قبضہ نہ ابدزا اش ہمگی تخت
اوڑی تب ہوش یا مردو کی سر سے
برنگ گنجفہ دیکہی ورق سب
براو عقلمندے کہا گئی خاک
لگی محنت ٹہکانے رنگیا چور
رہی یکمند مفقود الخبر وہ ہے

بزرگ اک تہی تمہاری اہل اکرام
پسر اک بانوی ثانی سی تہا ام
مٹانا تہا حباب زندگانی ہے
پسر اک اوسکا تہا فرخندہ اختر
ہوئی وہ شصت الف فرزند ہمسر
پہرا گہوڑا وہ مثل باد صرصر
ہوئی خجلت سی پیلی صف بشکن
نہ بن پڑتی تہیں کچہ چالین بیست
ہوئی زچ جملہ شاہان نکو ذات
جناب اندرنی دیکہا جو یہ طور ہے
غبار آسا فرس بن سی اوڑایا
زمین و چرخ و دریا و آہن و دشت
بلند و پست و صحرا و آہن و کوہ
کپل کی گہر پہ جا پہونچی وہ انبوہ
نظر کی منی نی با چشم غضبناک
خرد ور انسان نکتہ پرور

فلک شوکت شہنشاہ سگر نام
بنام نیک آنجہنی پر از جور
بدل تہا مائل ایذا رسانی
بہ اسم انسان نکتہ پرور ہے
لئی فوج و سپاہ و خیمہ و خرگاہ
مثال مہرہ شطرنج گہر گہر ہے
دبی چیونٹی کی صورت پیل بن تن
ہر اک تہا اپنی منصوبہ مین شکست
مقام تنگ پہ کہا گئی مات
ہوا اشک خاطر عاطر کو فی الفور
کپل منی کی مکان مین جا چہپایا
ہر اکجا صورت صرصر کیا گشت
پہری ہر سو غریق یاس و اندوہ
تو دیکہا بندگی مین منی کو خاموش
ہوا جلکر وہ لشکر تودہ خاک ہے
چلا پہر تجسس مثل صرصر

بیابان مین پریشان مثلِ بو تھا
گئی دونون کپل مُن کی مکان مین
کہا مُن نی سری گنگا اگر آئین
پھر اپنی سگر وہ دل شکستہ
خرد ورز انسمان نکتہ آگاہ
پس طاعت وہ فیاضِ زمانہ
پی گنگا ریاضت کی بقصد ہوش
لگی اک اونکا فرزند جری تھا
گئی گردون کی جانب دیدۂ تر
دئی برھمانی درشن آخرکار
سری برھمانی فرمایا بصد جوش
تپسیا سی کرو شنکر کو راضی
کیا بار سی سداشیو جی نی اقرار
سری گنگا کو وان طیش و تعب تھا
گردن فرش زمین کو عالم آب
رگرین وہ یہ تصور کرکی فی الحال
نکلنی کی زبس لہراکی کی چاہ
یہ جب نیرنگی قدرت دکھائی
جو دیکھا شمبھو نی سائل کو بیتاب
سو نندا جلوہ گر زیرِ زمین ہین
غرض گنگا چلین ہمراہِ سائل
کمالِ عجز سی سائل نی فریاد
جو رکھہ کی راہ سی ہارا ہوئی ہے
پراگ آکر گئین پھر سوی گنگا سنی
ہوئی کشتِ مرادِ دل ہری سب

ہزار الفت سی محوِ جستجو تھا
بہار آسادہ پہونچی بوستان مین
نشانِ جلوۂ قدرت نظر آئین
کہا حالِ خرابی دست بستہ
ہوا اقلیمِ عالم مین شہنشاہ
ہوا عالم سی سر برکو روانہ
ہوی پھر بار ہستی سی سبکدوش
درِ بحرِ کرامت گستری تھا
کھڑی اک پاسی تھی مثلِ صنوبر
ہوئی راغب پی تفتیشِ اسرار
پذیرا کی دعا ای خستہ ہوش
رہی دل سی غبارِ دردِ ماضی
سمہالین گی جو گر سر سی بھی ہالا
دلِ فیاض مین جوشِ غضب تھا
فلک چکر مین آئی شکلِ گرداب
یہان شب نی بڑھائی زلف کے بال
نہ پائی اک سرِ مو زلف مین راہ
سداشیو جی نی پھر تھوڑی مانی
نچوڑا زلف سی اک قطرۂ آب
وہ مندا کن فلک پر جا گزین ہین
بڑھایا افتخار و جاہِ سائل
توکی رکھہ نی نوازش با دلِ شاد
لہذا نامِ اقدس جاکنھوی ہی
کہ ہی وہ مسکنِ کیلاس باشی
وہ مجرم موجِ رحمت سی ترسی سب

گذر نی جلوۂ درشن دکھایا
سنایا رکھہ کو سب حالِ گذشتہ
قیامِ کشورِ سر پر کرین جو
پس از چندی سگر بی توشۂ برگ
دلیپِ نکتہ پرور کو دیا تخت
دلیپِ نکتہ بین جب کر چکی راج
یہان بھاگیرتھ از راہ شرافت
اوسی پھر سلطنت دیکر وطن مین
ہزارون سال کی طاعت خوبی مین
کہا بس ہی ہوای چشمۂ گنگ
ولیکن رک سکی گی دہار کس سی
وہ بھاگیرتھ جو تھی سرمایۂ داد
بلا مرہم جو بھر زخمِ سائل
خیال آیا کہ وہ دکھلائی زور
سداشیو کو لئی موجِ رسا مین
سمائین زلف مین خوشبو کی صورت
پی شورش رہین پیہم وہ دریی
وہ بھاگیرتھ جو تھی اہلِ سعادت
ہوئین اوس آب تر سی تین دھار
جہانمین ہین یہ پھر بخششِ عام
کوئی رستہ مین رکہ تھی اہلِ فکر
وہین شق کرکی ان اپنی قضارا
چلین ہمراہِ سائل آخرِ کار
سری گنگا وہی پیشِ نظر ہین
سنی جب نام وگھن نی یہ و صافت

براہِ راستی رستہ بتایا
کہا ور دو کی احوالِ گذشتہ
متاعِ آرزو پائین ترین یہ
ہوا بس رہگرای جادۂ مرگ
ہوا صحرا مین محوِ طاعتِ سخت
تو بھاگیرتھ کو خوش ہوکر دیا راج
رہی رونق وہ تختِ خلافت
ریاضت کش ہوئی خود کی جا نمین
مجال غل پہ وہ چرخِ کہن مین
اسی سی غنچہ سان زبان ہو تنگ
اوٹھی گا دو جہان کا بار کس پر
ہوئی تحریرِ سنتش حسبِ ارشاد
ہوئی پھر طاعتِ برھما پہ مائل
سمندر بھی کری نالہ بصد شور
گرون مین پر وہ تحت الثرا مین
اونچہ کر رہ گئین گیسو کی صورت
نہ ہرگز نزل کا گل ہوئی طی
ہوئی پھر غرقۂ بحرِ عبادت
بہ اسمِ مختلف ہین آشکارا
سری گنگا سری بھاگیرتھی نام
خوشی سی پی گئی سب چشمۂ گنگ
وہ دہارا کی جہان مین آشکارا
ہوئین زینت فزای شہرِ ہردوار
بصد جوشِ کرامت جلوہ گر ہین
پی غسل اونکی لہرائی دلِ صاف

گنگاجی کا تین دہار اہو کر مہادیوجی کی جٹا سے نکلنا اور نوش کر لینا ایک کہ رشیر کا راہین اور پہر نمودار کرنا اپنی ان شتق کی



راجہ رامچندر لچھمن جی کا داخل ہونا شہر خشک بوڑے میں اور نظارہ کرنا زنان و مردان شہر کا گوٹھون پر سے

نہائی اودہین وہ دریائی ہنگ
چلے بعد اوسکی وہ سرمایہ نور
مہاتمن کی قدم پر سر جہکایا
نظر آئی جو روی لچھمن و رام
یہ کس بحر لطافت کی گہر ہین
شتروگہن اور کوشلیا کی پیاری
ہوئی حاصل جنک کو شادمانی
وہ گلشن پہول اوٹہا فیض قدم سے
ہوئی فصل خزان گلزار سی دور
ہمیشہ ہو سری بہگوان کی یاد
اوٹہا جب پردہ لیلای بیچون
کہ ای گلدستہ گلزار طاعت
اگر ہو مرضی اقدس تو جائین
قدم جیو کرو وہ دو نو نازپرور
نشان سربلندی جلوہ تاج
نوید آمد آمد جب ہوئی عام
جوان خوردسال و مرد و زن سب
کہلین آنکہین مثال حلقۂ در
قدم کی شدہ کسی کو تہی یہ سرکی
کوئی بولی حسین نازک اندام
جناب رام لچھمن سی بڑی ہین
وہ ہین یکتا یہی مثل جہان ہین
سمجہ اتنک نہ اونہین ہی تمیز
کہان یہ قالب نازک کہان وہ
کوئی بولی نہین کم سن سمجہو

بڑہائی آبروی چشمۂ گنگ
ہوئی پہر داخل شہر جنک پور
طریق بندگی سرسی دکہایا
گیا دل سی قرار و صبر آرام
یہ کسکی لخت دل نور نظر ہین
شہ دسرت کی ہین آنکہونکی تارے
بجا لایا طریق میہمانی
چہٹی مرغ گلستان قید غم سی

وہ بخشش کی نوازش کی نظر سی
نوید آمد آمد جب کہ پائی
غبار راہ جو تہا فرش زمین پر
کہا رکہہ سی کہ ای سرمایۂ جاہ
کہا کہہ نی کہ ای شاہ نکونام
پی نظارہ محفل قضا را
اوتارا لا کی اک گلشن مین دونو
ہوئی پرمیوہ ساری نخل بی بر

تشریف لیجانا رام لچھمن کا واسطی سیر شہر جنک پور کے

برآمد آفتاب از مطلع نور
بنا ہی گرم بازار طاعت
زمین کو تختۂ گلشن بنائین
چلی مثل خرام باد صرصر
فلک ہو جنکی نظارہ کا محتاج
ہوئی سب دیدہ سرسی سبک گام
دریچون سی ہوئی نظارہ زن سب
کہڑی بن رہ گئی بازو بگر گر
خرد نی پاون کہینچا عقل سر سے
چلو دیکہو جمال لچھمن و رام
روش پر سرو کیسو رکہڑی ہین
ضیا بخش زمین و آسمان ہین
مزاہی یہ یاہ کا جو دوسی ہین تیز
گران سی صورت کوہ گران وہ
شکست قوس ناممکن نہ سمجہو

جناب رام آئین ادب سی
برای سیر لچھمن کو ہوس ہی
کہا بہتر انہین لیجا کی ہمراہ
رکہا صندل کا قشقہ تا بناگوش
ملاحت گفتگو سی ذائقہ بر تہی
صعوبت قربت دل سی ہوئی دور
پہنسی زنجیر گیسو مین دل زار
کوئی دل حلقہ کاکل مین الجہا
نہ کہہ سکتی تہی کچہ گردن اوٹہا کر
اودہ کی رہنی والی ہین یہ سب
ہوئی یون حرف زن کہ نازک انداز
شہنشاہ جنک کردی جو شادی
کوئی بولی یہ سب سچ ہی و لیکن
جنک لیکن اگر یان بیچ کن ہو
انہین سی خم ہلال آسمان ہو

برہمن پر ہوئی لطف و کرم سے
جنک آئے برای پیشوائی
لگایا سینہ و چشم و جبین پر
یہ ہین کس آسمان کی نیر و ماہ
یہ مشہور جہان ہین لچھمن و رام
ہوئی اس سرزمین پر جلوہ آرا
برنگ روح رکہا تن مین دونو
پہلی سب سرو و شمشاد و صنوبر
نہین نرگس کی آنکہین سیاہ عنوان
ہین شب رام و لچھمن جانکی یاد
ہوئی یون در فشان نیسان لب سے
مگر بی حکم عالی پیش و پس ہی
دکہا لاؤ بہار حسب دلخواہ
لباس رنگین ہی زینت دوش
سخن مین لذت قند و شکر تہی
تماشائی ہو شہر جنک پور سب
تو پٹ سی گرپڑی جو کہٹ پہ یکبار
کوئی شانہ پہ کنگہی بن کی لگا
سکتے رہ گئی سکتی مین اکثر
روان ہین صورت باد سحر یہ
زبس ہین لائق سیتا سر رام
ہٹی دل سی غبار نامرادی
دہنک کا توڑنا ہی غیر ممکن
میان شمع و پروانہ لگن ہو
قوس گردون یہ مانند کمان ہے

یہی ہین وقت بازار ہستی
غرض سب اپنی اپنی دہیان مین مست
ہوئی رکہہ جبکہ محوِ خوابِ راحت

یہی ہین مالکِ گلزارِ ہستی
دلِ عمدید بارِ عشق سی پست
جنابِ رام نی کی استراحت

انہین نی تاڑکا کو بن مین مارا
ہوا جب دم ظہورِ ظلمتِ شام
لچھمن بہی حسبِ ارشادِ سیرِ رام
لیٹے لچھمن جی

انہین نی زوجہ گوتم کو تارا
پہری خیمہ کی جانب لچھمن و رام
ہوئی گوشہ مین جاکر محوِ آرام

سری رامچندر اور لچھمن جی کا باغ مین جانا اور جانکی جی کا گرجا کی پوجا کی واسطے آنا

جنابِ رام ادہر بہی مہربانی
ہوا یعنی سحر کا جب کہ ہنگام
بچشم و سر پئے تعمیلِ احکام
ہوا اقد دیکہکر نخل ہی پست
کہلی حیرت سی چشم چشمۂ آب
وہان اک تہی سری گوری کی استہان
جنک پور مین یہ دستورِ سلف تہا
جو خاکِ آستان سر پر ملی وہ
وہ پوشاکِ معرق زینتِ دوش
جبین پر اک نئی خوبی کا ٹیکا
جو لو اوس کا لگی تو سی لگائی
رہی بجلی ہمیشہ حلقہ در گوش
نفیس و خوشنما چنپا کلی تہے
وہ پہنچی جس سے دل خلقت کا جہابی
کڑی سختی سی گود لگی گری تہی
یہ سج دہج تہی برای چشمِ ظاہر
جلو مین ہمنشینان سخن ساز
بسنتی چنپئی گلنار گلو سے
جہان مین اونکا جب جوڑا اتہایا
لباسِ شبنمی سی ہو الگ افسوس

بہم ہو انبساط و کامرانی
پلنگِ خواب سی اوٹہی سریرِ رام
چلی خندان جنابِ لچھمن و رام
شرابِ دید سی نرگس ہوئی مست
دلِ ہر حوض اوڈا ہو کی بیتاب
تمنا بخشِ اربابِ ضرورت
اسی سی حاصلِ عز و شرف تہا
برنگِ نخلِ تر ٹہولی پہلی وہ
عروسِ سبزہ ہوا خود فراموش
اونہین کی سر تہا محجوبی کا ٹیکا
تجلی شمع سان جگنون نی پائی
قمر ہو عالمِ بالا پہ روپوش
گلِ حنا کو ہر دم بیکلی تہی
تصور ہو دل پر نقش نہ جا ہی
مگر شلِ حنا پانون پڑی تہی
سراسر غرقہ بحرِ جواہر
خوش الحان خوش گلو خوش خو خوش آواز
کہ گل ہیار سی لباسِ نو عروسی
فلک نی ہاتہ جوڑ سی سر جہکایا
بہلا چادرِ گل پڑی تو اوس

ہوا جب جلوۂ خورشیدِ خاور
مہائین نی اجازت دی کہ جاؤ
صبا صدقی ہوئی لطف و تپش
شجر ملتی تہی باہم دستِ افسوس
جدہر وہ نخلِ قد سایہ فگن تہی
کرم بخش و عطا پاش و خطا پوش
کہ ازن پیش از رسومِ کتخدائی
بشکلِ نو عروس پاک دامان
جبین افشان سی شکلِ گل زرفشان
عیان بندی سی شان سرفرازی
ادب سی محوِ سرگوشی کرنپہول
گلو مین موتیون کا ہار زیبا
درخشان دستِ نازک مین انگوٹہی
جلا بازو کو نورِ نورتن سے
حنا قدمون کا بوسہ سرکی لی لی
خرامان صورتِ بادِ بہاری
ہر اک پوشاک زنگارنگ پہنی
مضامین کیا کوئی جوڑ ذکی گہری
وہ انگی اطلسِ زرتار کی صاف
نئی چار و نظرف موتی کی جہالر

جوان بختون کا جاگا بختِ بیدار
خرامان پہول پہل گلشن سی لاؤ
زمین مین گڑ گئی سرو و صنوبر
جوانانِ چمن پر پڑ گئی اوس
ہجومِ عندلیبانِ چمن تہی
برای مجرمانِ عصیان فراموش
گری سندر مین جاکر جبہ سائی
جنابِ جانکی آئین خرامان
وہ گیسوی معنبر عنبر افشان
برای مرغِ دل چیکا تہی بندی
کرین صدقی جوانانِ چمن دل
معطر جامۂ زرکار زیبا
کہ چاندی چاند کی ہو جس پی صدقی
دلِ پیر و جوان جنتا تہا جس سے
انگوٹہی زرگری سی دل کو بہلی
تصدق جس پہ کبکِ کوہسار
بعیدِ حسنِ لباسِ تنگ پہنے
زیادہ جس قدر رنگ و وہ بہورے
فریبِ برگِ گل مغزی وہ شفاف
کہ خود عقدِ ثریا ہو پچہاور

اگر دیکھی کنارون کی کناری
بیانِ ناز نگانے کے بہانے
کوئی دکھلا رہی تھی سرو کو چال
کوئی کرتی تھی نرگس سے اشارہ
دکھائی قامتِ موزون اکڑ کی
غرض محوِ تماشا چار سو تھین
نظر آیا جمالِ رام و لچھمن
چمن مین ہین بہار و طرفہ گلگل
لبون پر خندۂ دندان نماہی
لبی گوشی مین ہین تیر و کمان لیس
غرض وہ ماہ لیکر ہاتھ مین ہاتھ
ہوئی دونون جو سرگرمِ نظارہ
کبھی بڑھ کر کبھی رک رک کی دیکھا
کبھی آنچل پلٹ کر منہ پہ ڈالا
جو دیکھی جنبشِ ابروی خمدار
ہوا اسکا نظر آئی جو صورت
سری لچھمن نی کی نطقِ گہربار
ہوئی تب رفشان ہنسکر سیر ہم
اودہر سیتا بہ غم مشکل تھا مگر دل
جلا کر دھوپ نیمید آرتی کی
جبین پر آشکارا عشق کا طور
یہ صورت دیوی نی جب دکھائی
کہ ای دانندۂ رازِ نہانی
کہا مورت نی ای سرمایۂ ہوش

تو ہو عیش و طرب سے ہمکناری
زبان پر لن ترانی سی ترانی
کوئی کرتی تھی دل سبزہ کا پامال
دلِ سرو سی کرتی دو پارہ
صنوبر رہ گیا مٹی مین گڑ کے
میانِ بوستان مانندِ بو تھین ؂
بندھا دل مین خیالِ رام و لچھمن
دلِ پیر و جوان جنبیر ہو بلبل ؂
قدم مین جلوۂ ظلِّ ہما ہے
پی صیادی ہر مرغِ جان لیس
بصد حسنِ تحمل لیگئی ساتھ
ہلا ابرو کو جنبش کا اشارہ ؂
نگاہِ شوق سی جھک جھک کی دیکھا
اولٹ کر زلفِ مشکین کو سنبھالا
تو جنبش ہو گئی اک امرِ دشوار
کہ جیسے نگین تھہر کی مورت
کہ ای بخشندۂ جرمِ گنہ گار
کہی شاید وہی یہ نازک اندام
گئین مندر مین دیبی کی مقابل
بجا لائین پرستش بھگوتی کی
نظر مورت کی جانب لی گئین اور
تو مورت نی تامل مسکرائی ؂
کرو مجھپر نگاہِ مہربانی ؂
رہو تم شاہدِ مطلب سی ہم دوش
ادہر دونو جنابِ رام لچھمن

برنگِ برگِ گل نازک بدن تھے
کوئی بلبل کی صورت نغمہ زن تھے
کوئی بی پر کی بلبل سی اڑاتی
مہک اوٹھا برنگِ عطر دان باغ
جو شوخی سے کسی نی چار کی آنکھ
کسی کی رام و لچھمن پر پڑی آنکھ
گئی وہ نازنین فرطِ طرب سی
معنبر چین زلفِ پر شکن سے ؂
عجائب مصرعۂ قامت ہی لکھا
کہا وہ کسطرف کو جلوہ گر ہین
وہان در پردہ شاخِ گل تر ہے ؂
خرامان ناز سی دونون وفاکیش
کبھی اوجہل کبھی ظاہر کبھی دور
کبھی فرطِ طرب سی مسکرائین
اودہر سکتی مین دل مصرعِ قد پر
گئین تھین وان پی کارِ پرستش
چمن مین کون یہ نازک بدن تھے
جہان مین جسکی شادی کی خبر ہے
بصد وابِ ادب وہ پیکرِ ناز
شوالہ مین وہ تھین گو جلوہ آرا
سرِ مورت پہ ہارِ گل جو ڈالا
سری سیتا نی ہو کر دل شکستہ
نمایان ہو جو ہی دل مین مری بات
قبولِ عرض سی وہ پاکدامان
ہوئی خیمہ مین اگر جلوہ افگن

نگاہِ ناز سی نظارہ زن تھے
کوئی محوِ تماشای چمن تھے
صبا کو ناز سی رستہ بتاتی
گل لالہ نی کھائی داغ پر داغ
تو جھپکی نرگسِ بیمار کی آنکھ
درِ دندانِ الور سی اٹھی آنکھ
گذارش کی جنابِ جانکی سی
خطا ہو گر کہین مشکِ ختن سے
کہ ہو شمشاد کو گلشن مین یکتا
خرامان کس روش پر ہین کدہر ہین
دکھایا جلوۂ روی منور
کبھی دہنی کبھی بائین کبھی پیش
ہی دیدار سی سرشار و مخمور بھی
لجائین شرم سی آنکھین جھکائین
اودہر مضمونِ گیسو کا تصور
ہوئین اب خود سزاوارِ پرستش
کمالِ شوق سی نظارہ زن ہی
شکستِ قوس رنگل منحصر ہے
ہوئین محوِ پرستش حسبِ اندازہ
مگر پھر پھر کی کرتی تھین نظارہ
رگرا فرشِ زمین پر جھپٹ کی مالا
دعا مانگی ادب سی دست بستہ
کہ دریای کرم ہی آپکی ذات
سو دولت سرا آئین خرامان

شبیہ راجہ رامچندر اور لچھمن جی کے باغ مین راجہ جنک کے واسطے لینے پھولون کے جانا اور جانکی جی کو وہان دیکھنا



شبیہ جانکی جی کی مع سہیلیون کے باغ مین واسطے پوجا دیبی جی کی جانا اور وہان سی بامراد پھرنا



تشریف لانا سری رامچندر اور لچھمن جی کا دہنش جگ مین اور جمع ہونا سب دیوتون کا اور نہ ٹوٹنا کمان کا کسی شخص سی باوجود متواتر کی اور ٹوٹنا اوسکا راجہ رامچندر کی ہاتہ سی اور آنا پرسرام جی کا برہم اور خشم آلودہ ہوکر اور گفتگو ہونا سری رامچندر اور لچھمن سے

رہین ورد زبان نام سری پت
بہار نو ہوئی رنگ شفق سی
بہ جاہ و شوکت و شان مباہے
وزیر و منشی و دیوان و ناظر
ہوا شاہ جنک پہرپون گہر ریز
ہوا نازل جوار شاہ گرامی
بچھی جاجم عجائب حسب دلخواہ
بچھایا درمیان بزم اقدس
کہین جسکا ہم جم جاجم نہ پایا
جہین فرش تہی چین سی معرا
تماشائی ہوئی اگر خرد و کل
رئیس و تاجر و خوشباش و چاکر
نتیجہ رہی ادا فرماکی سب سے
دلون سی تہا خیال غم فراموش
قریب آئی جو وہ نیت و عشرت
رلا سب سی براہ پاکبازی
برنگ رونق اوس محفل مین آئے
جو رخسار مقدس پر نظر کے
ہراک کو ہر طرح آئی نظر وہ
کہلی اہل نظر کی چشم ادراک
نگاہ تیز دلان مین ضیغم نر

اجودہیا سی اپت جانکی پت
تو تو شاہ فلک نکلا افق سی
ہوا زینت فزای تخت شاہی
ہوئی سب بہر تسلیمات حاضر
کہ ہو طیاری بزم طرب خیز
ہوئی محو تکلف اہتمامے
فدا تہی چاندنی پر چادر ماہ
حریر و پرنیان کمخواب و اطلس
فلک کی آنکہ کا پردہ بچھایا
غبار و گرد کلفت سی مبرا
ہر اکسو آمد آمد کا مچا غل
ہوئی رونق فزا محفل مین آکر
بٹہالا لاکی آئین ادب سی
ہراک تہا شاہد عشرت سی ہمکنار و شیر
شہنشہ نی لیا اگر لب فرش
دکہایا شیوہ مہمان نوازی
وہ نور آسا نگاہ دلمین آئی
تو آنکہین کہل گئین شمس و قمر کی
کہ ہر رنگت مین تہی خود جلوہ گر وہ
کہ تہی کحل الجواہر پاتون کی خاک
بچشم تیز دلان مرد دلاور

جو نکلا آفتاب عالم آرا
ہوا یعنی ظہور جلوہ روز
فلک داب ادب سی سر جہکا یا
جہکی افسر حضور پایہ تخت
بپا ہو محفل عام دہنش جگ
بچھایا اس روش سی نورکا فرش
عجب زیبایش فرش زری تہی
وہ فرش جاجم و زربفت و سنجاب
درون مین پردہ زرکار زیبا
وہ مسند تکیہ گاہ اہل محفل
شہنشاہان با توقیر آئے
شہنشہ نی براہ آشنائی
برای عام تہی بزم طرب خاص
مہامنی اور جناب لچھمن و رام
بصد لطف تکلم ساتہ لایا
جبین پر چشم پر سر پر بٹہالا
ہوئی وہ سرزمین ہمپایہ عرش
جو باطن مین تہی وان حضار محفل
کوئی سر حلقہ و سردار سمجہا
مبصر چشم دل کا نور سمجہے
جنہین تہا حوصلہ جنگ و جدل کا

عروس صبح کا چمکا ستارا
اوٹہا بستر سی سلطان دل افروز
زمین نی پایہ خدمت کو چوما
کہ مانند ہما تہا سایہ گستر
گرو حاضر سرانجام دہنش جگ
کہ پہیلی تہی سراسر چادر عرش
فلک کو حالت جامہ دری تہی
کہ جہپکی آسمان پر چشم مہتاب
حجاب اطلس و کمخواب و دیبا
پہسلتی تہی نگاہ اہل محفل
سپہدار و وزیر و میر آئی
ادا کی سب کی رسم پیشوائی
برابر تہا ہر اک سی لطف و اخلاص
ہوئی پہر جانب محفل سبک گام
قدم پر گر گئی ہاتہون ہاتہ لایا
ہر اک کو کرسی زر پر بٹہالا
ہوا روشن برنگ کہکشان فرش
پہڑک اوٹہی شمال دیدہ دل
کوئی مردم کوئی اوتار سمجہا
قریب دل دوئی سی دور سمجہے
وہ سرکش کہا گئی ہو کہا اچک

راون کا غائبانہ دھنک کی دُکر نا اور تھرتھراہٹ اور راجون کا یکبارگی جھکنا دھنک کی اور نہ ٹوٹنا اوس کا



شبیہ سری راجہ رامچندر کا دھنک توڑنا اور گلفشانی کرنا دیوتون کا آسمان سے اور آنا پرسرام کا



کسیکو نور قدرت کا گمان تھا
شہنشہ آ کے محفل مین پکارا
دھنک توڑی جو وہ ہو سیتا کے قابل
مجھی پر امتحان منظور ہے
اوٹھا ہر اک براہ کج ادائی
کمر کس کس کے محفل مین لچکا
خجالت جب سر محفل اوٹھائی
چڑھا کر آستین کرنے لگے زور
کیا پھر مشورہ آپس مین یکبار
کمان کو توڑنے مین گو کہ شک ہی
یہ سنکر دس ہزار اوٹھے کماندار
اوٹھی کیونکر وہ قوس آسمان رنگ
کسی جگ مین جو شیو کی بد دعا ہے
شہ راون نے اگر نخا بجانہ
ہوا از بس پشیمان وہ جفا کوش
اگر کید بل دکھانا رائگان ہے
مگر تمہید جو مثل صبا ہو
فروغ حسن پر مغرور ہو تم
سری کچھمن اوٹھے جوش غضب سے
پے تسلیم پشت جہان خم
کمان کو توڑ کے پھینکون فلک پر
جناب رام نے ہنسکر اشارا
میان غنچہ تا پھلو دل آسا
مہا من زکمال خرمی سے
دھنک توڑو کرو سیتا کو شادان

گئے دل کو نشان لینے نشان تھا
گدائی خیل جوانان صف آرا
مثال آئینہ ٹھہرے مقابل
نہیں قدرت سخن مین بال بھر یہ
کمان پر سب نے کی زور آزمائی
گرے فرش زمین پر کھا کے جھٹکا
تو مانند کمان گردن جھکائی
فغان لب پر برنگ قلزم شور
کہ توڑین ملکے سب شاہان جرار
مقام آبرو جای اشک ہے
جھکے قوس گران پر بلا یکبار
کہ سنگ اوٹھ سکے گرانی کا تھا پایاب
گرے تھی ٹوٹ کر وان اوج ہو کے
کیا نظارہ اوس کمان پر نخا بجانہ
تو بھاگا کشور لنکا کو خاموش
یہ محفل مین نشان کس شان ہی
چلو بس ہو چکی محفل ہوا ہو
چراغ صبح سا ان کا نور ہو تم
سری رگھناتھ پر جو پڑا دبدبے
ہلال آسا ہو قوس آسمان خم
بڑھے لرزہ تن جن ملک پر
دکھایا اپنے ابرو کا اشارہ
اٹھا لا لطف سے دیکھو دلاسا
پھر پا سری رگھناتھ جی نے
خوشی سے پردہ قدرت کر فاش

سپہداران شاہان زبردست
تونگر ہو غنی ہو یا گدا ہو
جب جوش شجاعت ہو وہ آئے اور
سنا جب تو سب کو آگیا جوش
کسی کو پیچ و خم گیسو کی صولت
اگر دو سرے کسی جب تیغ و پیچ
بہ کثرت گر تین گر کر کے تڑپے
کمان مطلق ہلی لیکن نہ خم وہ
جو چل جائے کمان پر گھات اپنی
خطا کچھ ہو نہ بخت ناتوان نے
اگر ہے جھٹکے سے خود فرش زمین پر
وہ شب نے دست قدرت کی کمان کو
برنگ کوہ سخت اگر پڑی تھی
سراسر دست بازو تھے تھکے شل
شہ عالم مخاطب ہو کے سب سے
کہان جاتا رہا سب جوش مردی
سمجھ کر گیا ادھر تشریف لا کے
سنا جب تو سینون مین اٹھا درد
بدولت آپکے حاصل ہو وہ
اگر ہو مرضی اقدس جا دن
ستم ناقص ہے از راہ صفائی
سنے بولو لب چشم و جبین
ہوئی از بس خجل سردار محفل
اٹھو اب باعث تاخیر کیا ہی
قدم جو کر اوٹھے گھر جو صف سے

ہر اک تھا اپنی دھیان مین مست
رئیس شہر ہو فرمانروا ہو
کمان کو توڑ کر طاقت دکھائے
سنبھل بیٹھے جوانان زرہ پوش
نہ جنبش دی سکے ابرو کی صورت
وہ جیغہ طرہ دستار سر پیچ
گرے خرمن پہ برق سار بیٹھے
نہ سر کی صورت ثابت قدم وہ
تو ہو بالا جہان مین بات اپنی
نہ جنبش ہو کہین قوس گران سے
عرق تھا عارض و چشم و جبین پر
طویل و سخت سنگین و گران تھی
کمان وہ سقف گردون سے گری تھی
نہ ہرگز عقدہ لا حل ہے اجل
پکارا بزم مین جوش غضب سے
جو ہو پرورد آغوش شرر ہی
برنگ تیغ کیا جوہر دکھائی
ہوئی چہرے پہ رنگ زعفران زرد
کہ ہے جسکا میان گنجینہ شور
جہان کو جلوہ قدرت دکھا دون
اوٹھاؤن صورت رنگ حنائی
رخ شفاف پر ابرو کی چین
پشیمان ہو گئے حضار محفل
ہوئی صورت تصویر کیا ہی
کھلی چشم تحیر ہر طرف سے

قریب قوس جب پہنچی یہ گھر پرسرام
ہوا آثار محشر ہر جگہ پیدا شور
پرندوں کے اوڑ رہے ہاتھوں کے طوطے
یقین تھا تختہ گردون الٹ جائے
بھڑکی اوٹھی جنگ ستیا ہو شاد (?)
لباس نو عروسی زینت بر
مکٹ سر پر نشان ارجمندی
ہوئے شاد ان دل ناشاد ہر سو
براہ سرکشی وہ چار بولے
کہ دینگی لڑکی انکو دل شکستہ
کوئی اقلیم ہندوستان مین تھا
صف افگن کہ صف شکن صف آرا
ہما سی قتل شاہان ستمگار
بنائے بخشش و سرمایہ نور
وہی پیش از ظہور جلوہ رام
خروشان اوس کی دوش پر کمان تیر (?)
ہر اک کا ہاتھ سے جاتا رہا ہوش
میان پردہ شکستہ کمان تھی (?)
ہوئی ساکت کہ عالم مین صف افگن
چھپے گوشوں مین جاکر اہل توقیر
وہ شیر افگن جو حاضر تھی شہنشاہ
سنبھلو کی کمان جسنے توڑی
صف شاہان سی اوٹھکر یکطرف ہو
ترا یا بود تخت و تاج گردون
گروہ دشمن ہر انجمن سی نکلے

قدم سی گرد دامن عنبر الیا تھا ہم (?)
چھپے گوشوں مین مرغ و ماہی و مور
یکایک جنگ اوٹھی دریا کی سوتی
زمین شق ہو قمر دہشت سے گھٹ جائے
خوشی سی خانہ خاطر تھے آباد
لبا عطر گلاب و مشک و عنبر
عیان ماتھے سے نشان بلندی
مچا شور چار کیسا دہر ہر سو
اگر گرتون سر دربار بولے
سپہ کوت لیکے تبلا دینگی رستہ
شگفتہ سر بسر مثل چمن تھا
شجاعت نوح جرئت سے آشکارا
ہوا تھا جلوہ گر نور نگار
عیان نور قدم سے سایہ نور
میان بحر و بر کہ دیکھو آرام
ہر ایک ذرہ زمین و آسمان مین
ہوے سکتے مین شاہان ہمہ جوش
برنگ نقش پائی جسم جم تھے
نہ تھا مطلق حواس جنگ پہ تن
عدو چلا کے بھاگے صوت تیر
وہ بھاگے دم دبا کر شکل روباہ
سزا جو کچھ ملی ان اوسکو نہ پوچھو
وہی تیر صوبت کا ہدف ہو
جنگ کو ابھی تاراج کردون
غبار آسا دل ہمدم سی نکلے

دھنک کو توڑکر پھینکا زمین پر
بزرگ و بب سے سب جی چھپا (?)
رخ خورشید پر زردی سی چھائی
بدن مین تھرتھرایا ہوئے جز و کل
بہمراہ جلیسان حسب آئین
لپیٹنے نے سر زیور پہ جلا کی
جناب رام کو قرب آ گئی فی الحال
سپہداروں نے جب دیکھا یہ عالم
نہیں اندیشہ کر تو ڈرا دہشت خیر
وہ ہنگامہ ہو گیا مضمون انجام
پرسرام وہمین کرتی تھے عبادت
پی حفظ خلائق کار کن تھے
برہمن زادہ و سرمایہ ہوش
شجاعت سی زمین پھر بار ہا کی
کمان ٹوٹنے کا جب سنا غل
نگاہ خشم کا دیکھا جو رنگ
ہر اک مثل صنوبر پائے گل تھا
جو برق آسا بر محفل مین چمکا
متاع ہوش تھا شاہوں کا تاراج
زبان ہو گئی گچھ ہو کے بیدم
پرسرام آ کے یون ہو غضب تیر
سنا سب وہ محفل سی نکل آئے
کہا شادہ جنگ سب نی جفا کار
سنا سب بھی ایسی فتنہ ایجاد
جو سبوا اللہ نے دیکھی یہ تقریر

اندھیرا چھا گیا عرش برین پر
پرندے اوڑ گئے کرونچ ہوا پر
قمر کے منہ پہ اوڑتی تھی ہوائی
تو کی اوج فلک سی بارش گل
جناب جانکی محفل مین آئین
ہوئی نو موتیوں مین موتیا کی
نہادی پھول کر پھولوں کی جیمال
غزال آسا چمن سے کر گئے رم
سیا لیجا کنگی دیکھین گی تب سیر
بگوش دل سنو ذکر پرسرام
عیان چہرہ سے آثار سعادت
چراغ خانہ جم دگن من تھے
پی عالم عطا باش و خطا پوش
گروہ خیل برہمن کو عطا کی
چلا جوش غضب سے پائمال
چھپے اہل نظر گوشوں مین افلاک (?)
نہ پہلو مین جگر سینہ مین دل تھا
قدم ٹھہرا نہ اک ثابت قدم کا
کہین جینہ کہین کلغی کہین تاج
ہوئی کچھ سہم کر شکل کمان خم
خطا سرزد ہوئی کس سے لیے ادب
عبث حضار محفل پر خلل آئی
کیا کیا فتنہ محشر نمودار
شاہوں سلطنت کی عمر و جاہ
بنگ دل ہوے اکثر غلکیر (?)

کہا خیر اب کوئی طرز عطا ہو
مجھی تنبیہ منظور نظر ہے
گزارش کی ادب سے اے نکوکار
مجھی چاہیے کہیے مہاراج
جنک کا یا سری رگھناتھ جی کا
کھچے تھے خود بخود گوشے کمان کے
بچے بار نقاہت سے جو ٹوٹے
نہیں شایان ہے یہ جرم ان سے کسیکا
رہا ایام طفلی میں یہ عالم
زیادہ تر قیامت اسمین اگر تھی
بڑے کو کچھ ادب مد نظر ہے
اگر بات میں لیتا ہے بل کی
جنک اسکو نشانا چاہ گویان سے
جہان انکو سے گویا دور ہو جائے
نہایت بے ادب ہے طفل گمراہ
تہیدہ ہے کہ جسنے سر تراشے
کیے پیچ و خم سے داؤ کی بات
نہیں معلوم کیا اسی شوخ پرفن
شجاعت ہے جہان میں آشکارا
بہ مژگان مشک صف خود بوید
سنے جب کلام عبرت انجام
جنک اسکی نگاہ شر تو دیکھو
مری گر نہیں ثابت ہے تقصیر
مروت ہے نہیں مجھکو کسی کی
عجب ہے انکی تعلیم ادب ہو

کہ تم بخشندۂ جرم و خطا ہو
تبر میرا ہے اوس سرکش کا سر ہے
نہیں شاہ جنک پر ہے خطاوار
کہ طفل و ابن غفلت میں ہوں آج
نہیں جرم اسمیں دونوں سے کسیکا
جدا تھے بند بند ان ناتوان کے
اگر سچ پوچھیے کستے یہ چھوٹے
بہانہ ہوگیا رگھناتھ جی کا
کہا میں بارہا توڑا کیے ہم
سوا اسکے آپ کو مد نظر تھی
مگر چھوٹا بنا ہے شور و شر سے
اگر خواہش ہے پیکان اجل کی
یہ حاضر ہے متاع جسم و جان سے
سحر تلبی شب دیجور ہو جائے
نہیں شاید مری طاقت سے آگاہ
عقاب موت کی شمشیر تراشے
تراشے پر سر آباؤ کے ہاتھ
کہ نسل چھتری کا ہو نہیں دشمن
کہ ہو ماد رکو بے تقصیر مارا
مگر بر عکس او عطار گو ید
تو خورشید غضب آیا لب بام
جبین بھیمن ہے تیور تو دیکھو
قضا ہے اسکی طوق آسا گلو گیر
فقط خاطر ہے بسوامتر جی کی
لبشر وہ باعث رنج و تعب ہو

کہا ایسا وہ افسون ساز ہے کون
سنے جب کلام ہیبت انجام
خطا کی صاحب تقصیر ہوں میں
سری لچھمن نے فرمایا عجب ہے
زبس قوس کہن تھی کرم خوردہ
جناب رام نے سمجھا کہ چھوٹی قوس
گران تھی زندگی سینے میں تھا جوش
مقام حیرت و جائے عجب ہے
نہ یوں لیکن کبھی برہم ہو آپ
بصد جوش غضب بولے پرسرام
بظاہر خوشنما باطن میں ہے قہر
متاع زندگانی ہو جو درکار
کہا لچھمن سے اے بیر خردمند
کہا دیکھو وہ پھر گرم سخن ہے
مجھے سیدھا برہمن جانتا ہے
سنا کر راجہسان اہل کین کو
زمین کو یکصد و یکبار جیتا
کہا لچھمن نے کسب طاقت عیان ہے
شجاعت جبین ابرو سے عیان ہے
ہو ثابت زبانی ہے فقط بل
تبر بجلی سا چمکا یا کڑکے
بہت کی دور گذر رہنی پر افسوس
اسے خود خواہش جام اجل ہے
انہیں ہی ہن طرق مکر و فن یاد
مبدل صورت جام تن ہو جاہی

کمان تو دیکھو وہ تیر انداز ہے کون
ہوئے حاضر جناب لچھمن و رام
بلا شک واجب التعزیر ہوں میں
شکست قوس میں جوش غضب ہے
پڑی تھی صورت بسمل فسردہ
کشیدہ صورت ابرو ہوئی قوس
ہوئے اب ناتوانی سے سبکدوش
عتاب بے سبب کا کیا سبب ہے
نہ ہی گو ہمکنار غم ہوئے آپ
کہ ہیں برگشتہ ان دونوں کے ایام
سبو ہے زہر میں ہو جسطرح شیر
نظر سے دور ہو جائے گنہگار
بس اب آپ اپنی آنکھیں کیجیے بند
ابھی تک ہیں ادا میں بانکپن کے
تبر مطلق نہیں پہچانتا ہے
کیا صاف اسنے دامان زمین کو
نہ چھوڑا کوئی بدکردار جیتا
نہیں کچھ احتیاج داستان ہے
دلیری تندی خو سے عیان ہے
جو گر جین گے وہ کیا برسینگے بادل
کہا یوں صورت آتش بھڑک کر
جدا ہوتا ہے دم بھر میں سر افسوس
سخن گویا یہ پیغام اجل ہے
کیا خوب اپنی شاگردوں کو استاد
لے پارس سے پر کندن نہ ہو جائے

سری لچھمن قضارا مسکرائی
تھی در پردہ ہنسا ہی گستاخ
جناب رام سی بولی کہ ای رام
اشارہ آنکھ سے پاکر تمہارا
کمان گھناتہ نی اچھی خردی
یہ نوک ادا گردون چیب بیہ
برہمن آپ ہین ای حب خدا جو
نظر آیا جمال قدرت خاص
جبکی گریہ تو شکل رفع شک ہی
ہوا ثابت کہ ہی نور برنگار
تن شاہ جنک مین آگئی جان
شہنشاہو نکی سنگ بجی ہوئی

پرسرام اور بھی غصہ مین آئی
قلم سر اسکا ہوگا صورت شاخ
برادر ہی تمہارا سخت ناکام
ہوا اسکو سخن گوئی کا یارا
خطا لچھمن کی مجہسے شدہ مدہی
نہین گنجایش راس و ذنب ہی
پرستش سی ہمین حاصل ہی بہبود
بڑہا سینہ مین جوش لطف و اخلاص
تردد صفحۂ خاطر سی حک ہو
عیان ہی پردہ عالم مین اوتار
ہوئی مشکل ہوا خواہونکی آسان
کلیجی خنجر غم سے ہوئی شق
مہامن اور جناب لچھمن و رام

لکھا اتنک وہی آبل بی ہی بات
بڑہاتا ہی ایک جوش تعجب اور
شریری ہی ادب سرکش بنی ہی بھائی
تمہاری ذات سے سارا یہ جھگڑا ہی
کڑی سی کوئی ہو سکتا نہین گم
مہاراج اب عنایت کی نظر ہو
سنا جب یہ تو ستا جاتا رہا جوش
کمان اپنی عطا فرماکی بولے
کمان سمٹی وہ مثل چین بستر
بڑہی الفت گھٹا جوش غضب وہ
برنگ غنچہ دل بہولا بدن مین
جو دیکھی محفل آراستہ وہ
گئی خیمہ کو با صد عزو اکرام

وہی جو چوق دہی ہی تو بھی کہات
سوہو تاہی رہ کر غضب در
اگر پر کالۂ آتش سی بہائی
یقین مجکو یہ نقش کالحجر ہی
کہ آہن شعلۂ آتش سی ہو موم
برادر کی خطا سی در گذر ہو
کہلی شل ستارہ دیدۂ ہوش
براہ راستی شرما کی بولی
کہچا رودہ برنگ تار مسطر
قدم چہوکر ہوئی رخصت طلب وہ
سری سیتا ہوئین داخل محل مین
اٹہی محفل سی دل بر جا و شستہ

نامہ لکھنا راجہ جنک کا راجہ دسرت کو مشعر ایفای شرط شکستگی کمان و مشعر تقرر شادی بسرت عنوان

سری رگہبر بہم ہو یاری بخت
شہنشاہ جنک نی ہو کی مسرور
جو ہون اگر شریک میہمانی
کہ آتی سر حلقۂ شاہان عالم
مہاراج الدہراج آسایش عظم
اگر گرمی یہ ہو تیغ شرربار
تھی اک عہد منظور نظر تہا
خلائق ڈہمکی یہ انی ہوئی جمع
ہر اک نی کی تعدد آزمائی
لیے دیدار لطف محفل عام

کرونمین طی سخن کی منزل سخت
بلائی جملہ سرداران مشہور
کرو تم چشم و سر سی قدردانی
کرم بخش جہانبانان و جہانعالم
بنای بخشش و زیبایش خلق
تو ہو ہنگامۂ محشر نمودار
جو لوح دل پہ نقش کالحجر تہا
پتنگی اوڑکی آہو پچی پی شمع
سر ہو قوس نی جنبش نہ پائی
ہوئی پیدا جلوہ لچھمن و رام

برنگ باغ ہی کاغذ زرفشان
کہا تیاری بزم طرب ہو
نوک خامۂ عنبر شمامہ
سپہر ارجمندی دانش آگاہ
تمہین وہ شوکت شاہی بہم ہی
وہ ہو ابر تبر سی بارش خون
سدا شیو کا دہنش توڑنی جو بجا
ہجوم جملہ شاہان سرافراز
ہوا مطلب گیا جب شعبدہ و شر سی
اشارہ پاکی بسوامتر جی سی

قلم ہی صورت طاؤس رقصان
مہیا جلسۂ شاہانہ سب ہو
بہ مضمون لکہا دسرت کو نامہ
فلک حشمت فلک شوکت ملک جاہ
کہ پشت آسمان خم کو ہنر ہی
بکاری الامان جلاد گردون
کرون دختر کی شادی حسب دلخواہ
ہوا یان شرکت محفل میں ممتاز
گری ہر دم سب آسا نظر سی
دکہائی قدرت اک فرط خوشی سی

کہ بینی رام نے توڑا کمان کو — ہوئی جنبش میں آسمان کو — ابھی شادی رقیبون کو ہوا غم — رہا ثابت میرا عہد معظم
بہم ہو جملہ سامان طرب ناک — فقط ہی انتظار مقدم پاک — مع خیل و خدم تشریف لاؤ — بہار جلوہ درشن دکھاؤ
یہی من اک بندہ ارکان دولت — جبل وابستہ دامان دولت — ملے مجھکو سروج ارجمندی — بہم ہو خاک پا سے سربلندی
تمنا ہے مری مقبول ہو غرض — کہ ہی انجام ساکہ واجب الفرض — بطرز مختصر مضمون خط ہے — تامل آمد آمد کا فقط ہے
برائے حاصل گنج مقاصد — چلا سو اوہ خط لیکے قاصد — اوڑا وہ تیز رو مانند صرصر — دکھایا جلوہ بال کبوتر
شہنشہ نے خبر سنکر بلایا — میان بزم سلطانی بٹھایا — پڑھا جب نامہ سلطان عادل — منور ہو گیا کاشانہ دل
ہوئی روح وان کو تن مین تنگی — خوشی سی تن کو پیراہن مین تنگی — نکوزاران شاہی کو بلایا — خط شادی سر محفل سنایا
دہمادی ہو گئی سب دل شاد سب نے — کہا الفاظ بہار کباد سب نے — دیا قاصد کو شہ نے خلعت زر — عقیق و نیلم والماس گوہر
جواب نامہ دیکر حسب دستور — کیا رخصت اوسے شاد و مسرور

راجہ جسرتھ کا مع سامان برات جنک پور میں آنا اور بیٹوں کا بخوشی تمام بیاہ کرکے ملک اودھ میں جانا

رہے ہر دم خیال جانکی ناتھ — قلمسو مین لگی خاک قدم ہاتھ — سنبل ای توسن فکر رسا ہو — کہ میدان مضامین زیر پا ہو
رقم وہ نقش نو ایجاد ہو جائیں — کہ مین انکھو نسے سب کے شاد ہو جائیں — وہ بوج آئین ہون مضمون حمیدہ — کہ تحریر مین ناظرین مانند دیدہ
بہار جاوداں آئی چمن مین — کہ گل پھولے سمائے پیرہن مین — در شبنم کا تن پر سج کے گہنا — لباس ارغوانی گل نے پہنا
بسے عطر حنا سے جامۂ گل — معنبر تھی سراسر زلف سنبل — عروس سبزہ کی دیکھی جو بانکی — فلک نے چادر شبنم عطا کی
چٹکنا غنچۂ رعنا کے پھول — چمن مین کھلکھلا کے پھولکر پھولا — ہر اک جانب بہار جانفزا تھی — خرام نازنین باد صبا تھی
زمین سے آسمان تک تھی مچی دھوم — نہ تھا باغ جہان مین کوئی مغموم — فراخی تھی دل چرخ کہن مین — گئی تنگی حسینون کی دہن مین
بحکم شہ منادی نے ندا دی — کہ ہے یہ موسم و ہنگام شادی — بجوش دل ہر اک محو طرب ہو — عروس خرمی سے لب بلب ہو
سر انجام طرب ہے جسکو درکار — وہ ہو ارکان دولت سے طلبگار — رعیت نے پے تعمیل احکام — بپا کی بے تامل عشرت عام
وہ آئین بہمن وارجمندی — میان شہر کے آئینہ بندی — در و بام و رواق و طاق و روزن — سنگئے رنگین رنگ صحن گلشن
منقش سب مکان شہر و بازار — جہان تھا جنس عشرت کا خریدار — مکانونسے عیان شان لطافت — دکانین نگین کان لطافت
سبھی چھت پردہ و دیوار گیری — بہم ہر جا پہ سامان امیری — در و سیمین پردہ سنجاب پر زر — مثال پردہ چشم منور
منجل لطف نگارستان چین ہو — خجالت سے جلب حسن چین ہو — جوان و پیر و معصوم و زن و مرد — ہر اک تھا شاہد عشرت کا ہمدرد
بپے مہمانی ارباب عشرت — بہم تھا ہر جگہ اسباب عشرت — جما یہ جابجا تھا راگ کا رنگ — بدل تھا طرب پیر فلک و
رباب و ارغنون چنگ و چغانہ — وہ بربط عشرت افزائی زمانہ — کوئی مائل تھا گلگشت چمن پر — کوئی راغب بہار انجمن پر

کسیکو دختر انگور کی تاک
کسی کو فصل گل مین جوش مستی
غرض سب اپنے اپنے دہیان مین مست
لکھون کس سبب بیان جشن معقول
گلستان جہان مین غنچۂ دل
پیام الفت و اخلاص بھیجے
کمال شوکت و جاہ و حشم سے
شہنشہ نے براہ سرفرازی
کیے دست کرم سے گنج تقسیم
روان تھے صورت بحر روان تخت
عجائب تخت تیلی کی وہ دلکش
کھلا تھا سنرون تک تختۂ باغ
سجے فرط طرب سے تن پہ ہتھیار
تڑپ مین برق تابان سے نہ تھا فرق
بجاہ و حشمت و شان تجمل
نظر آیا جو یہ سامان شادی
ہجوم جملہ خلقت فرحت اندوز
برات آئی جو نزدیک جنک پور
وزیر و مرشد دانا ستانند
ہوئی جب آگے مدامد شہرۂ عام
نگاہ شہ نے پایا نسخۂ نور
شتاکر شاہ نے دو اسپ رہوار
چھلاوہ تھی پری تھی یا ہوا تھی
سر تخت روان پر لا بٹھالا
عزیز و اقربا کو لیکے ہمراہ

کسیکو دیدۂ مخمور کی تاک
کوئی آمادۂ عشرت پرستی
بموجب شعر استاد زبردست
برای عرض مطلب ہو کتھا طول
شگفتہ ہو گئے مثل غنا دل
تحائف بھر خاص الخاص بھیجے
ہوئی سب جلوہ گر خیل و خدم سے
دکھایا شیوۂ مہمان نوازی
کسی کو زر کسی کو گوہر و سیم
طلائی نقرئی گوہر فشان تخت
کہ تیلی چشم مردم کی ہوئی غش
فلک کو عالم حسرت سے تھا داغ
معرق طرہ و سرپیچ و دستار
سراپا بحر زرق و برق مین غرق
جلو مین جملہ شاہان جز و کل
خوشی سے پیر گردون ذی دمادی
نشست اک تھی پہ اپنی جلوہ فرما
ہوا شاہ جنک بشاش و مسرور
امیر و اہلکاران خرد مند
ملے جاکر جناب لچھمن و رام
پھڑک اٹھا پلک چشم مخمور
کیا لبس چست و چابک انکو اسوار
فرس کہنے کو پر کیا جانے کیا تھی
کیا رتبہ سر افرازون سے بالا
جنک نے پیشوائی کی بصد جاہ

کہین نغمہ ترنم کی کہین تان
کوئی پردہ نشین در پردۂ ساز
بہشت آنجا کہ آزاری نباشد
اگر ہے مختصر مین لطف دونا
شہنشہ نے برسم خسروانہ
غریب و اہل زر کو مژدۂ عام
بچشم و سر چلو سن کے پیغام
کسی کو دیدہ و سر پر بٹھالا
بروز احسن و وقت ہمایون
سراسر خوشۂ یاقوت و الماس
وہ آرائش تھی اک آرائش شہر
سواران دلاور گرز بردوش
فرس مایہ چابک تر ہی تھے
سواری جب چلی شاہ جہان کی
بھرت اور شترہن با خوشنمائی
ہمیشہ در جہان باشی باقبال
چلا سب لشکر شاہی بصد جاہ
رئیس و جملہ سرداران نامی
سبھونکو بھر استقبال بھیجا
جھکایا سر کو آئین ادب سے
دیے دے زنخدان و جبین پر
فرس تھی یا شمیم روح پرور
ملے رستہ مین بسواہت جاکر
خبر جس دم ہوئی آویزۂ گوش
برات آئی در شاہ جہان پر

خوشی کی دھن کسیکو عیش کا سامان
بیان سوز کرتی تھی بصد ناز
کسی را با کسی کاری نباشد
ز خرمن ار سخن مشتے نمونہ
کیے چارون طرف قلمند روانہ
سر افرازونکو خط شاہونکو پیغام
ہوا ملک اودھ مین مجمع عام
کسی کو مسند زر پر بٹھالا
چلا سلطان تک سیل جہجون
گلونکی نقرئی جھولون مین ہو یا سر
وہ بالا جس سے تھی زیبائش شہر
پیادے برق رفتار و زرہ پوش
صبا چلنے مین اونکی ہمسری کی
ادب سے جھک گئی پشت آسمان کی
سوار فیل ہو جو دونون بھائی
جوان بخت و جوان و نوجوان سال
روان منزل بمنزل صورت باد
ہوا خواہ و مشیر و بتمامی
بجاہ و حشمت و اجلال بھیجا
ملے درجہ بدرجہ جاکے سب سے
لب و رخسار اور گیسو کے چین پر
نسیم صبح یا بوی گل تر
تو شہ نے دنڈوت کی سر جھکا کر
کہ آئے جملہ شاہان زرہ پوش
تجلی تھی زمین و آسمان پر

راجہ دسرت کا بشسٹ منی اور سومنتر اور سب راجون کی برات لیکر آنا



ہوا ایسا فروغ شمع کافور
جہپکتی تہی وہان چشم خور و گل ...
رخ خورشید پر زردی سی چہائی
گلون سی تہی بہارِ لالہ ہر سو
جنک نی رسم دروازہ ادا کی
اسیمین میہمانون کو اتارا
کئی حاضر جنک نی تحفۂ عام
ہزارون لولیانِ حسب صفا مانند
جہان کو صحبتِ عشرت بہم تہی
مبارک روز دل افروز ہی آج
عروج آفتاب برجی ہے
ہوئی سب برج حمل داخل ...

کہ فانوسِ فلک تہی جسکی دی نور
فلک پر مشعلِ خورشید تہی گل
اوڑہی مہتاب کی منہ پر ہوائی
دوان تہی شعلۂ جوالہ ہر سو
دلون کو فرحتِ تازہ عطا کی
ہوئی شاہانِ نامی جلوہ آرا
لذیذ و دلپسند و پختہ و خام
ہوئین محوِ ترنم حسب انداز
پیِ عاشق نگر ہر تال سم تہی
ادای رسم بہا نور ہو مدام
قرانِ ماہتاب و مشتری ہی
گئی سیارہ وان برج حمل مین

ہزارون پنچشاخی جلوہ آرا
چہٹین جب چرخیان گہبرا گئی چرخ
پشیمان ہوگئی سیارۂ چرخ
نظر آئی جو نخلِ سرو مین پہول
میانِ رقبۂ شہرِ جنک پور
رہی وان حسبِ دستورِ سلف وہ
ہزارون خوان حلوای معطر
لگین گت ناچنی وہ اس ادا پر
وزیرِ شاہ نی فرطِ طرب سی
گہڑی اچہی لگن اچہی ن چہایا
سنی جب یہ نوید روح پرور
ہو یہ جایہ جنیل دیوتا مین

کہلا تہا باغ عالم مین ہزارا
برنگِ چرخ چکر کہا گیا چرخ
دہوین سی بہر گیا غبارہ نہ چرخ
فلک گلزارِ انجم کو گیا بہول
مکان اک تہا قریبِ مطلعِ نور
ہوا گہر عشرتِ برجِ شرف وہ
نفیس و خوشگوار و روح پرور
کہ زہرہ غش ہوئی اوجِ سما پر
دعا دسرت کو دی اگر دب نی
ستہ اچہی ساعت ماہ چین اچہا
براتی آئی سب شہر جنک پر
کہی جشنِ طرب و لت اسپر

مشتری بن کی اندر بہر تماشا | ہوئی وان جلوہ انگن بی تماشا
اگن تھی اندر تھی جم تھی برن تھے | شریک انصرام و کار گن تھی
عطارد و مشتری مریخ و زہرہ | سہ مہر آئی سب تن منگی تھے
پی بہا نور جناب رام تھی | ادب سی جملہ خاص و عام تھی
ہوئی حاصل جد و کور و سعید تھے | بنائی اٹھہ کی بر جہاجی بیدی
پرستش کی لئی حاضر تھی فی الفور | سری گنپت سری درگا سری گوری
رسیا کو رام سی بیاہا جنک نے | مبارک ہو کہا پیر فلک نے
کوئی کس کتب تہاشتہ کا براد | تہین اسکی دختریں دو نیک منظر
حقوق رسم شادی سب نے بائی | بصد دریا دلی گوہر لٹائے
بشست آئی حضور شاہ ناجی | کہا اہی فخر شاہان گرامی
بعد شادی اجازت دیجی آپ | مناسب ہے کہ رخصت کیجئی آپ
نہیں مین عہد برا آئی کرم سی | سرافرازی ہوئی خاک قدم سی
کرم بخشی سی خود جلوہ دکھایا | عطا کی آبرو رتبہ بڑھایا
ہوئی تیاری رخصت محل مین | لیا مادر نے سیتا کو بغل مین
کیا سکہپال مین سیتا کو اسوار | بندہا تہا انسوؤن کا جیسی تار
ہزاروں طاقہ کمخواب و اطلس | حریر و قاقم و سنجاب و اطلس
پرستار و خواصان خوش خلاصہ | سیا کی ہمنشین و ہمدم خاص
کئے جوڑی ہزاروں شہ نے تقسیم | دئی الماس یاقوت و زر و سیم
جہیز اتہا ایک پچکیا غل | چلی شاہ اودھ براتی با تجمل
غرض سب فوج و شاہان ہم خواہ | اودہ مین ہوگئی داخل بصد جاہ
ہوئین دلشاد مکر ما در رام | ہوئی حاصل دلونکو عشرت عام

گنیش و لچھمن و سنگہا و دو مہا دیو | ہوئی شریک کی سب رونق فزا دیو
وہ کنر جچہ گندہرب اپسرا سب | ہوئی رونق وہ دولت سرا سب
ستاری جملہ آئی بہر تسلیم | فلک حاضر ہوا خود لیکی تقویم
سری سیتا کو پہر مہلا دیا یار | تو جہین تہین بس پیش و پس وراس
مزا تہا لائق و دیدہ اس جگہ کا | کہ خود گھٹ کی عوض تہین نیر
ہوئی جس جسکی سو رسم ضرورت | ہوئی پیش نظر صفا تہی کی صورت
غرض اک اور تہی دعوت شہنشاہ | سر دیست اسکا کپہن ہے کیا یاد
جنک نے رسم و دستور کہن سے | انہین بیاہا بہ عزت اور حرمت سے
جو دیکھی ایکجا چارون دولا در | شہنشہ نے کئی موتی نچھاور
بہم گو جملہ سامان طرب ہی | پر اب شاہ اودہ رخصت طلب ہے
جنک بولی کہ اہی سرمایۂ ہوش | شہنشہ مین عطا پاش و خطا پوش
بیان کب ہون صفات گر بجوشی | قلم کی لب پہ ہے مہر خموشی
سپے رخصت مجھی تکرار کیا ہی | مطیع حکم کو انکار کیا ہے
ہر اکسو تہی بپا فریاد و زاری | جگر مین سوز ہے آنکھونسی جاری
جہیز اتنا دیا شاہ جنک نے | نہ دیکھا تہا کبہی چشم فلک نے
ہوا دار و فرس فیل عماری | روش سی ہو خجل باد بہاری
دم رخصت براہ مہربانی | شہ دسرتہ نی کی گوہر فشانی
لٹائی اسقدر انبار گوہر | کہ سستا ہو گیا بازار گوہر
زبانوں پر صفات قدر دانی | جنک کی یاد تقریر زبان نے
سیا کو قصر شاہی مین اوتارا | محل کا ہر محل جہکا ستارا
رہی چارون بہ ادر شاد و خرم | انیس و محرم و ہمراز و ہمدم

شروع اجودھیا کانڈ راجہ دسرت کا راجہ رامچند کو سطی سلطنت اودہ تجویز فرمانا اور بن باس ہونا رامچند کا بوجہ کیکئی کے

سدا نام سیاپت بر زبان ہو
بہم تعد نشاط جاودان ہو

ازل سی تفرقہ پرداز ہی چرخ
پی دو دل یہ افسونساز ہی چرخ

زبس پیر فلک ہی فتنہ پرداز
کہی اسکا خمیر کینہ و شر

ہزارونکی شادی گہر فلک نے
دنی مثل صبا چکر فلک نے

گلونکی تھی مین ہی یہ صورت خار
نہین لطف و محبت کا روادار

کہ جیسی رام و سیتا کا بیاہ
دل گردون کو گردش سے کچھ بھی چاہ

مگر جو نیدہ پایندہ جو ہی نقل
نکالا تفرقہ اک از رہ عقل

لباس زعفرانی زینت دوش
سراپا دانش و سرمایۂ ہوش

نوید آمد آمد جب کہ پائے
جناب رام جی کی پیشوائی

کہا نارد نے ای سرمایۂ ہوش
کیا قول کہن شاید فراموش

مخالف بر سر تلبیس و تعب ہین
ہجوم درد مندان جان بلب ہین

کیا وعدہ وفا بیشک کرینگی
حروف غم دلونسی حک کرینگی

نہان اک دلمین امر دلنشین تھا
یہ آنا خالی از علت نہین تھا

ہجوم بندگان بادشاہی
کھڑا تھا سامنی با صد مباہی

بعید آئی نظر کچھ تار کاکل
سراپا سرو تھا بازار کاکل

دل اوبما حلقۂ گیسو کیصورت
شکن دل مین پڑی ابرو کیصورت

یہ تاج و تخت شاہی رایگان ہے
چمن مین آمد فصل خزان ہے

شب گیسو مبدل ہی سحر سی
مسافر غافل ابتک ہی سفر سی

رہونین گوشۂ دنیا مین دلگیر
کرون کچھ توشۂ عقبی کی تدبیر

کہا رکہ نی زہی قسمت زہی تخت
اگر بخشو جناب رام کو تخت

سنا جب تو رکہ کو لیکی ہمراہ
شہ بیبی دولت سرا آیا شہنشاہ

کہ کل ہوگا ظہور قشقۂ رام
طلوع صبح تک سب ہے سرانجام

بہ تجویز بشسٹ اہل ادراک
منگایا جملہ سامان طربناک

وہ زینت دی مقام تختگہ کو
ہوئی حیرت نگاہ مہر و مہ کو

تلک کا شور و غل گردون تلک تھا
یہ ذکر آویزۂ گوش فلک تھا

خوشی تھی سبکو دولت سرا مین
تردد تھا ہجوم دیوتا مین

شہ راون کرے خلقت کو تاراج
جہان ہو گردش گردون سے محتاج

کہا گر رام یان شاہی کرینگے
اسیر بد دعا کیونکر رہینگے

یہ پہنچین رام تا ہم بادشاہی
سحر کو جانب صحرا ہون راہی

جہانکو اسکی گردش سے خلل ہے
کہا تھا گویا یہی ضرب المثل ہے

یہ تھا اندیشۂ چرخ سیہ مست
کہ ہاتھ آئی کوئی پہلو سر دست

کہ یعنی اکدن نارد قضارا
ہوئی ملک اودہ مین جلوہ آرا

صدای بین فریب نکہت بنیان
پسندیدۂ گوش حسینان

خوشی سے اپنی محفل مین جگہ دی
اٹھا لا آنکھہ پر دل مین جگہ دی

ہوا ہے جس لیے عالم مین اوتار
نہین ابتک کوئی صورت نمودار

فروغ قدرت کامل عیان ہو
پی بیچارگان شکل امان ہو

کلام دلنشین کہہ سنکی باری
سری نارد قدم چہو کر سدہاری

روایت ہے شہ دسرت کسی روز
ہوئی تخت شہی پر جلوہ افروز

خیال زینت کاکل جو آیا
مقابل رخ کی آئینہ منگایا

چمک دیکھی جو شل تار مقیش
مکدر ہو گیا آئینۂ عیش

خیال آیا تصور مین کہ افسوس
نہال نوجوانی پر پڑی اوس

بہار کاکل مشکین ہے کافور
بنا مہر کی مرمر سنگ بلور

مناسب ہے کہ بخشون رام کو راج
کہ ہین وہ فی الحقیقت لائق تاج

بشسٹ نکتہ بین کی پاس جا کر
سنایا راز دل گردن جھکا کر

مبارک روز ہین فرخندہ ایام
کرو سامان شاہی کا سرانجام

یہ فرمایا وزیر نکتہ بین سے
ہوا خواہ و مشیر و ہمنشین سے

سنا جب حکم شاہ بحر و بر سے
ہوئی وہ مستعد سب چشم و سر سے

تمامی تیرتھون کی جل منگائے
ہر اک صحرا کی پھول اور پھل منگائے

ہوئی خوش باغ عالم مین جزو گل
سب اپنی تہمین پہولی صورت گل

مچی ہر کوچہ و بازار مین دہوم
ہوئی شادان جوان و پیر و معصوم

خیال آیا کہ ہو گر رام کو تخت
کرین شورش دیتیان سیہ بخت

جناب سرستی جے کو بلایا
مفصل مطلب خاطر سنایا

نمایان ہو کوئی تدبیر کامل
شگفتہ جس سی ہو ہر غنچۂ دل

سنی جب سرستی جی نی یہ کتھا
گئین ملک اودہ مین چار پایہ

۲۷۵

میان رقبۂ شہر دلاور
جدہر دیکھو صدای چنگ و دف ہے
چہارسو پانی کی عکس اسکی زائل
ہر اک جانب ہی بزم عشرت عام
مثال دیدۂ مردم بہری وہ
بہرت کو شہ نی منزل سی نکالا
خبر کوچہ بکوچہ مشتہر ہے
بباطن شہ ہی کو شیلیا پہ مائل
غضب سی کیکئی بولی کہ بدبخت
اگر ہون مالک افسر سر رام
بہرت سی رام کو الفت ہے جیسی
نہی قسمت نہی تقدیر یاور
برا اتمنی میری بات کو نکا مانا
کنیزی چہوڑ کر رانی نہ ہونگی
کرو بہتر جو اپنی حق مین جانو
خصوصاً جسکہ ہی صاحب تاج
اگر سمجھی شریک حصۂ مال
کہا تب منتہرا نی بادل زار
سحر سی رہگذر کرین صحرا مین آرام
تپ رقت سی پیراہن کیا چاک
گری ذرہ کی صورت بر سر خاک
نظر آیا عجب اک عالم ہو
غبار گرد خاکستر سی تہین
ہوا یون جوش رقت سی سخن ساز
اگر روح روان مانگی تو بخشون

نظر آئی بہار فرحت انگیز
چمنستان کا عالم ہر طرف ہے
ہوئی سیر و تماشا پر وہ مائل
زبان زد ہی نوید قشقۂ رام
زمین پر خود سرشک آسا گری وہ
غبار آسا تہ دل سی نکالا
ظہور قشقہ ہنگام سحر ہے
دل دانا ہی طوق آسا حمائل
زبان سی کیا نکالا کلمۂ سخت
مجھی ہو حاصل اعزاز و اکرام
نظر چشم تصور مین لڑی ہی
کہاں ہی قوت بازو برادر
نہین شاید کہ نیکی کا زمانہ
جہان مین آپکی ثانی نہونگی
صلاحاً کہدیا مانو نہ مانو
برادر کو کری عالم مین تاراج
کری مثل حنا قدمون سی پامال
کہی تہی شاہ نی دو قسمی اقرار
بہرت یان بادشاہی کا کرین کام
برنگ برگ گل دامن کیا چاک
بنی زہرہ سی برج غضبناک
خزان کی گلشن ایوان مین تہی نو
مثال مہر تابان ہی گہن مین
ستایا کسنی ای سرمایۂ ناز
متاع جسم و جان مانگی تو بخشون

زمانہ کو حسد سی کچہ نہین کام
کنیز کیکئی اک تہی بد انجام
جو نکلی بی حجابانہ محل سے
سراپا بحر حسرت مین ہوئی غرق
کہا رانی سی ای جان شہنشاہ
ملی گا رام کو اورنگ شاہی
نہ ہو سلطان پہ ہرگز بر سر ناز
اسیکا ہی فریب و مکر و نیرنگ
بہرت اور رام مین ہین سود پیار لیسے
بہرت کو ہو حصول ارجمندی
بڑہیگا آستان بوسی ہی پایہ
یہ سنکر منتہرا بولی کہ ہیہات
کوئی شہ ہو کوئی ہوا اہل اکرام
تم اب سمجہو نہ سمجہو لکی شک سے
برادر سا کوئی دشمن نہین ہے
کہا نکی رسم کیسی آشنائی
سنی جب یہ کلام آشنائی
مناسب ہے کہ آج اسرار کیجے
سنی جب یہ کلام وحشت انگیز
کہی گیسو پریشان مثل سنبل
ہوئی جب ظلمت شب آشکارا
کہ یعنی کیکئی با دیدۂ زار
شہنشہ نی جو دیکہا حال بانو
قسم ہی رام کی مانگی جو پیاری
کسی مارون کسی بخشون زر و گنج

ہر اک دل ہی ہوا خواہ سر رام
سیہ کار و سیہ دل منتہرا نام
تو دیکھی جشن سلطانی کی جب
جلی نار غضب مین پا سی تا فرق
نہین تو مرضی سلطان سے آگاہ
بہرت پر ہوگا آثار تباہ ہے
یہی سب ظاہری الفت کا انداز
کیا لخت جگر کو زیب و رنگ
برابر ہین میری آنکہو کی تاری
بہم ہو افتخار و سربلندی
پڑیگا دامن دولت کا سایہ
حماقت کی جو کچہ تمسی کہی بات
مجہی اپنی پرستاری سی ہی کام
ادا مین ہو چکی حق نمک سی
ملی موقع تو مار آستین ہے
خوشی کی بات ہی بہائی بہائی
ہوئی دلکو ہوائی کج ادائی
وفای وعدہ پر تکرار کیجے
زبس نار حرارت ہو گئی تیز
ہوئی محو فغان مانند بلبل
ہوا سلطان غمگین جلوہ آرا
زمین پر تہی برنگ نقش دیوار
ہوا فرط الم سے سر بزانو
ابہی بخشون براہ انکساری
کرون کسکو اسیر حلقۂ رنج

کسی دون رتبۂ فرمانروائی — کسی دون قید کلفت سی رہائی
کہا تب کیکئی نی بادل زار — گئی تہی آپنے وہ مجسی اقرار
بہرت ہون زینت اورنگ شاہی — بہم ہو رتبۂ عالم پناہی
نہ ہرگز پاس خاطر سی رہین پاس — برنگ بوی گل بن مین کرین باس
گری سبزہ کی صورت بر سر خاک — گریبان کثرت غم سی کیا چاک
نہین ہی رام کو کچھ خواہش تاج — وہ کب فرمانروائی کی ہی محتاج
فلک ہی انکی آگی دست بستہ — زمین ہی اک مطیع و سر شکستہ
یہی گر تجکو منظور نظر ہے — انہین تخت شہی سی درگذر ہے
خوشی سی بادشاہی کا کرین کام — نہین لیکن گوارا فرقت رام
وہ ہین ناواقف گرمی و سردی — نہین ہین لائق صحرا نوردی
مناسب ہے کہ اس سی درگذر تو — نہ کر ہر لحظہ اصرار سفر تو
کہا اسنی براہ اعتراضے — مناسب ہی وفای شرط ماضے
صداقت کی سبب عرش برین ہی — ستادہ اک پاؤن سی گاو زمین ہے
سخن کرتی نہین اہل صفا رد — مثل ہی قول مردان جان دارد
تہ دل مین شک بیشک بہر ہے — حباب آسا ہی کچھ بیشک بہرت ہے
ہوا جسدم گریبان سحر چاک — عروس شب چہپی وہ مین غمناک
اراکین و مشیران ہوا خواہ — ہوئی حاضر میان کورنش گاہ
ستودہ منت دانش آموز و خرد ور — گیا دولت سرا مین ہو کی مضطر
دعادی دست بستہ شہ کو فی الحال — ترقی پر رہی خورشید اقبال
شنین گر بندگان بادشاہی — کرین کوشش براہ خیر خواہی
تب اسنی رام کو جاکر خبر کی — کہی حالت شہ والا گہر کی
کہ سلطان صورت ماہی طپان ہی — برنگ مرغ بسمل نیمجان ہی
گذارش کی بآئین ادب سی — ہجوم درد و غم ہی کس سبب سے
میری جانب سے گر کچھ حرف شک ہو — تو نوک کارد شفقت سی حک ہو
نہین کچھ تخت سی آرام مجکو — فقط ہی بندگی سی کام مجکو

کرون شل حنا پامال کسکو — کرون دولت سی مالامال کسکو
یہی بس آپکی خدمت مین ہی عرض — وفای عہد اب ہی حسب الفرض
جناب رام جا بین بہر گلگشت — رہین چودہ برس آوارۂ دشت
شناخت سخن غارتگر ہوش — شہ و حسرت ہوئی از خود فراموش
کہا رو رو کی ای سرمایۂ شر — سخن کسطرح کا لائی زبان پر
انہین پروا شہنشاہی کی کیا ہی — قدم کو رتبۂ ظل ہما ہی
میرا دم ہی فقط اک انکی دم سے — بندہی ہی دولت دنیا قدم سے
بصد آئین و انداز شرافت — بہرت ہون وارث تخت خلافت
سو اسکی ابہی کچھ سن نہین ہے — پہرین صحرا مین یہ ممکن نہین ہے
کہان پای حنائی شل گل نرم — کہان ریگ بیابان آتش گرم
کرون رخصت انہین کیونکر بیابان — انہین سے قالب خاکی مین ہی جان
زبان شہ بدل سکتی نہین ہی — زمین گردش سی ٹل سکتی نہین ہی
صداقت سی بنای شش جہت ہے — بظاہر ہی ستون گردون کی چہت ہے
سوا مد نظر ہے الفت رام — یہ نقش کالحجر ہی الفت رام
ہوئی حسرت یہ سنکر خود فراموش — گری فرش زمین پر ہوکی بیہوش
امیران مبارک ذات آئی — ادب سی بہر تسلیمات آئی
ظہور صبح صادق تک بناکام — رہی امیدوار قشقۂ رام
شہنشہ کو بروی خاک دیکھا — برنگ گل گریبان چاک دیکھا
نصیب دشمنان کیا درد دل ہے — طبیعت بی سبب کیون مضمحل ہی
کہا تم رام کو لاؤ یہان جلد — روان ہو صورت روح روان جلد
جناب رامچندر آئی بہ یاس — نظر آئی عجب اک صورت یاس
نہ طرہ ہی نہ کلغی ہی نہ سرپیچ — پڑی ہین شل گیسو پیچ در پیچ
کسی سرکش سی ہو گر خوف انکی — تو کردون کشتۂ تیغ شرربار
رہی قسمت جہان مین اس اسیر کے — رضا جوئی کرے مادر پدر کے
زبس تہی زندگانی ناگوارا — نہ تہا شہ کو سخن سنجی کا یارا

جگر مین صورت دریا اٹھا جوش
رہا مثل صدف پھیلا کے آغوش
بہ مشکل رام کو کھینچا بغل مین
کیا نقش محبت کو عمل مین

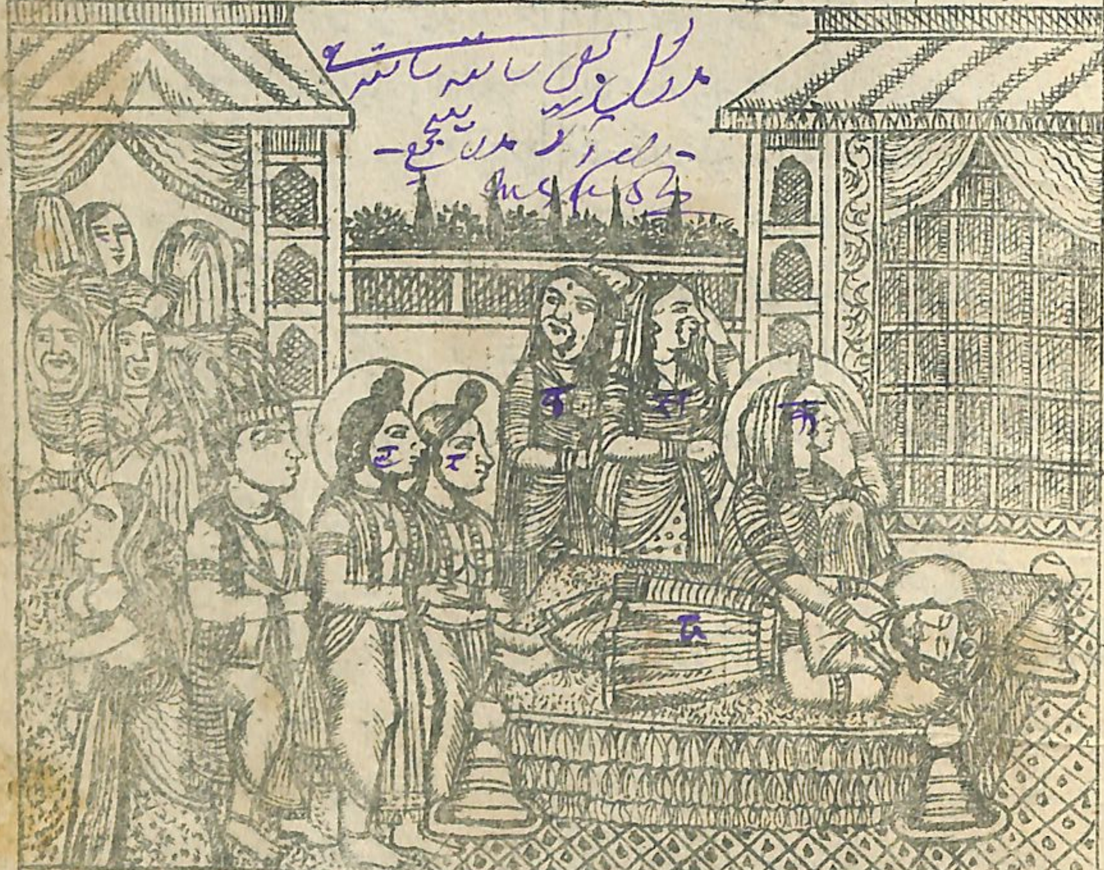
کہا تب کیکئی نے چار ناچار
کئے تھے شاہ نے دو وچن مجھسے اقرار
خلاف بادشاہان وفاکیش
وفا ہو وعدہ مین اب بے پس و پیش

اگر چاہو جہان مین نیکنامی
کرو تعمیل ارشاد گرامی
جو فرزند سعادت مند ہو تم
وفائی وعدہ کے پابند ہو تم

بھرت ہوون زینت اورنگ شاہی
خوشی سے تم ہو صحرا ہو راہی
کہا صحرا نوردی ہی جو مرغوب
بہت بہتر بہت اچھا بہت خوب

چلے رہبر قدم چھو کر ادب سے
ہوئے رخصت شہ رخصت طلب سے
مچا اک بارگاہ شہ مین کہرام
ہوا عشرتکدہ مین ماتم عام

سری رام چندر اور لچھمن اور جانکی جی کا رخصت ہونا جنگل کو اور بیتاب ہونا راجہ بھرت کا



یہان پیچیدہ گیسوی سخن ہے
جبین صفحہ پر تابت شکن ہے
ورق ہی صورت مسطر کشیدہ
دوات آسا قلم ہے آب دیدہ

بیان رخصت و عزم سفر پر
حروف تازہ خاک افشان ہین سر پر
جناب جانکی نے جب سنا حال
تو جوش گریہ سی آنکھین ہوئین لال

ہوئی آسایش خاطر فراموش
اڑا اوج ہوا پر طائر ہوش
نہ تھا ضبط شکیبائی کا یارا
ہوئی شوہر کی فرقت ناگوارا

حیا ذات کے گو دامن لیا تھام
مگر جوش محبت نے کیا کام
خیال آیا کہ ہمراہی مین ہے ہے
صبا بنکر ہوا خواہی مین ہے ہے

پڑے پابوسی خورشید امن خاص
ہوئین حاضر براہ لطف و اخلاص
کہا مجکو بھی ارشاد سفر ہو
کہ تسکین دل و جان و جگر ہو

سنی جب ہم یہ خورشید امن ذی
کیے دامن کے پرزی جیب کے تار
کہا رو کر کہ ای سرمایۂ عیش
بنالیے نازسے کے [illegible]

تمھین قالبِ خاکی مین ہی جان
مکان بادشاہی مین کرو چین
سفر مین حاصل ہیم ضرر ہے
کہان یہ چہرۂ پرنور کا نور
گران ہی جب کہ خوشبوئے گلِ تر
کرو صحرا نوردی مین تامل
کہ ہی صحرا نوردی کی مجھی چاہ
حیات وجہ ہی شوہر کی دم سے
کہان فرقِ زن و شوہر بہم ہو
بیابان پنجۂ مژگان سے جھاڑون
بہار آسا نہین جس سر زمین پر
یکایک شاہ دسرتھ نے سنا غل
جنابِ جانکی جی نے زنانا
سے گئے پیشِ پدر باآہ و زاری
بجالاؤن مین رسمِ شہریاری
رہون آمادہ کارِ غلامی
نہین ہے اوسمین بوے آشنائی
شہنشہ نے رکس کی آہ و زاری
جو پہلو مین دلِ محزون کو دیکھا
سنت صاحبِ عقل و خرد سے
چلے گھر سے جو وہ سر تا بہ پاہوش
لبِ دریا یہ تھو رقت سی نالے
یہ اشک چاہ سے منزل پہ تالاب
ز بس رقت مین آئے چشمہ بند

تمھین سے مشکلِ لاحل ہو آسان
رہو دل مین مثالِ مردمِ عین
حقیقت مین سفر مشکل سفر ہے
کہان وہ ظلمتِ شبہائے دیجور
سہو گے کب غبارِ بادِ صرصر
نہ چھوڑو دامنِ صبر و تحمل
رہونگی سایہ سان قدمون کی ہمراہ
چھٹے کیونکر غبار آسا قدم سے
قدم سے کب جدا نقشِ قدم ہو
قدم سے دامنِ صحرا کو جھاڑون
بچھا دون پھول کر فرشِ گلِ تر
بلایا جانکی کو بے تامل
ہوئین مسکن سے صحرا کو روانہ
گذارش کی براہِ انکساری
بچشم و سر کرون خدمتگذاری
کرون حاصل متاعِ نیکنامی
رفاقت جسکو بھائی کی نہ بھائی
رہا کوئی نہ بہرِ غمگساری
زمین دیکھی کبھی گردون کو دیکھا
یہ فرمایا کمالِ شد و مد سے
تماشائی ہوئے از خود فراموش
حباب آسا پڑے پیرون مین چھالے
نظر آتا تھا کوسون عالمِ آب
ہوا چشمِ صدف مین موتیا بند
پریشان کاکلِ سنبل نے کئے بال

تمھین ہو رونقِ کاشانۂ دل
متاعِ ننگ و ناموسِ شہنشاہ
کہان پایِ حنائی رشکِ گلزار
رگِ گل پاے نازک مین جو گڑ جائے
مناسب ہے کہ دلداری کرو تم
جنابِ جانکی طرزِ سخن سے
وہی ہی زوجۂ اہلِ صداقت
زنِ عفت گزین ہے سایۂ مرد
تمنا ہے کہ رہیے رام کی ساتھ
روش سے ہر قدم زیرِ کفِ پا
نہین کچھ خارِ کلفت کا مجھی داغ
نصیحت کی براہِ نکتہ بینی
سری لچھمن نے وان سمجھا جو یہ رنگ
اجازت ہو مجھی بھی اے شہنشاہ
نہین لطفِ وطن سے اب مجھے کام
برادر ہی وہ بیشک دشمنِ جان
یہ کہکر صورتِ اشکِ پدر وہ
ہوئے آنکھون سی سخت دل روانہ
کہا اے آسمانِ فتنہ پرور
دیکھا کر چار دن سیر انکھون مین
در و دیوار پر چھائی اداسی
بڑھین جھیلین قدمبوسی کو سر سے
کیا موجون نے دریا سی کنارا
رخِ گلشن پہ تھا آثارِ زردی
ہوا سبزہ ہوائے غم سے پامال

تمھین نورِ چراغِ خانۂ دل
کرو غارت نہ بن مین جا کی ہمراہ
کہان نشتر صفت نوکِ سرِ خار
جبین چین جبین شکن ابرو مین پڑ جائے
ادوہ مین رہ کے غمخواری کرو تم
ہوئین شکرفشان تنگِ دہن سے
کری سختی مین شوہر کی رفاقت
لباس و زیور و پیرایۂ مرد
کہ نقدِ دولتِ عظمیٰ لگے ہاتھ
بچھا دون پردۂ چشمِ مصفا
بیابان ہی سراسر تختۂ باغ
ہوا مانع پئے صحرا نشینی
کیا مسکن سے ہمراہی کا آہنگ
کہ جاؤن دشت مین بھائی کے ہمراہ
کہ ہے عین سعادت خدمتِ رام
نہ ہو گر وقتِ مشکل مین نگہبان
چلے آنسو بہا کر چشمِ تر وہ
بلا آنسو بہانے کا بہانا
سنکے کیا کیا ستم جانِ حزین پر
مری پھولون کو آنا چمن مین
ہوئی خلقت کو مسلوب الحواسی
بھرین چشمون کی آنکھین آب تر سے
سرِ شوریدہ کو پتھر سے مارا
صبا کو بھی ہوائے کوچہ گردی

شفق زِ صبح سان پھاڑا گریبان
جدائی رام کی از بس ہوئی شاق
بد اقبالی سے دل تنگ کی کھائی
ہر اک محو فغان مثل جرس تھا
سومنت و لچھمن و سیتا سری رام
جناب رام نے بار آشنائی
کرو تم دل غربت کی ہوس دور
اگر دم ہے تو اکدن آملین گے
ہوئے مثل جرس محو فغان اور
جو سوئے سبزۂ ساحل چلے وہ
جو ہنگام سحر آیا او نہین ہوش

ہوا دن غیرت شام غریبان
کھلین حسرت سے چشم روزن طاق
شگوفون نے کیا صورت اوس کھائی
ہوا ہر دل سے پران مثل خس تھا
ہوئی شب کو نہین ہر محو آرام
ہر اک کو آکے سمجھایا کہ بھائی
نہ ہم دور عرصہ ہین جو دہ برس دور
تمہاری غنچۂ مطلب کھلین گے
اوڑائی سر پہ کچھ ریگ روان اور
جبین سے صورت صحرا حولہ
دلون مین بحر حسرت نے کیا جوش
دکھائی آسمان نے گردش سخت

ہوئے جس دم وہ دروازے سے باہر
سر راون سے لنکا مین گرا تاج
رکاب رام مین طفل و زن و مرد
جہان تھا فرقت رہبر سے مغموم
ہجوم واقفان لذت غم
وطن کا چھوڑنا اچھا نہین ہے
خوشی سے ہوا اودھ مین جا کے آباد
سنے جب قافلہ نے کلمۂ ہوش
دکھائی رام نے قدرت یہ جا کا
لبالب گوہر حسرت سے دامان
پھرے مثل صبا صحرا مین ہر سو
پھرے ملک اودھ کو صورت بخت

گرا غش کھا کے فوراً سایہ ور
ہوا اوسکا متاع ہوش تاراج
چلے سوئے بیابان صورت گرد
ہجوم دیوتا مین تھی مچی دھوم
پڑا فرش زمین پر مثل شبنم
یہان کیا ہے اودھ مین کیا نہین ہے
ہماری گوشۂ دل مین کہو یاد
دلون مین بحر الفت نے کیا جوش
ہوئے سب نشۂ غفلت سے سرشار
قریب سیر پور آئے خرامان
نہ اون کو تھی چشم کی بلی بو

آنا گہادھر دم صحرائی کا راجہ رامچندر کے پاس اور راہ بتانا جنگل کا اور رخصت کرنا سومنت وزیر کو اور تشریف لانا رامچندر کا چترکوٹ پر بعد ملاقات کھیشرون کی

رہے ہر دم سری گنگا جی کی یاد
ہمیشہ مائل چندے دو دوام
فرید آمد آمد سن کے بن مین
ادب سے آکے پکڑ بان پھر اوہ
سومنت نکتہ بین سے تا بہ چار
نہ ہو میرے سبب سے خانہ بر دوش
سومنت یار و فائب ہو کی مضطر
تماشا چار دن کھلا کی بن مین
پھلے سلطان کا نخل زندگانی
کہا سنکر کہ سب سچ ہے و لیکن

کہ دل ہو مجلس کلفت سے آزاد
دل شوریدہ مین یاد سری رام
برنگ گل جو پھولا پیرہن مین
قدم پر رام کے اشک آسا گرا وہ
سری رگھبر ہوئے سر گرم گفتار
خراب خستہ و از خود فراموش
ہوا اون در فشان با دیدۂ تر
بنے جس طرح سے لانا وطن مین
پڑی سوکھی ہوئے ہاتو مین پانی
پلٹ جانا مرا ہی غیر ممکن

تہا دا اک تھا کوئی مرد جہان گشت
وفادار و وفا کار و وفا کیش
پئے خویش و عزیز و اقربا ساتھ
جو تھا واقف وہ سیاح جہان گشت
رہو جا کر اودھ مین شاہ کے پاس
ملین گے پھر اگر قالب مین ہے دم
دم رخصت یہ تھا حکم شہنشاہ
بس اب تشریف لیجائے مہاراج
ضعیفی مین نہ شہ کو دیجیے داغ
قدم راہ وفا مین دھر چکے ہم

شکار افگن بیابان جا امین دشت
مثال قلب آئینہ صفا کیش
ہوا پابوس خدمت باندہ کر ہاتھ
ہوا وہ رہنمائے جادۂ دشت
نہ سمجھو گر غریق قلزم یاس
وہی تم ہو وہی گھر ہے وہی ہم
رہو تم سایہ سان قدمون کے ہم
اودھ ہے آپکے درشن کا محتاج
وطن کو کیجیے پھر غیرت باغ
بس اب عزم حضر کر چکے ہم

اوودہ مین ہم جو پھر جا کر رہینگے
غرض سمجھا بجھا کر کلمۂ پند
مثال خاکیان تن پر ملی خاک
یہ مضمون صفا و راز ادب ہے
بڑھائے سایۂ آسا تار گیسو
لباس قاقم و سنجاب و دیبا
بہار آسا کنار گنگ پہونچے
کوئی بولا ادھر آکر نہاؤ
کوئی یہ کہلی کر رہا تھا اشارے
کیا اُن سب کو مالا مال زر سے
کہا ملاح نے اے بندہ پرور
مری کشتی جو ہو گردون گواہی
قدم سے ہر طرح خوف و خطر ہے
سنے جب یہ کلام آشنائی
اسی دم آزمائش کی نظر سے
برنگ موج تر ساحل پہ پہونچے
سری سیتا نے وان جوش طرب سے
کرونگی مین بدل پوجا تمہاری
پس از چندی ہم آغوش ظفر رام
وہ یون سوچ سے فی جلوہ گر تھے
میان ہر دو چشم اک نور تھین وہ
یہ تیرتھ ہی عجب ہندوستان مین
ہے تربینی اسی سے مشتہر نام
بھردواج ایک تھے وان جلوہ گر تھے
رہے شب بھر شریک میہمانی

سلاطین زمانہ کیا کہین گے
کیا رخصت وہ دستور خردمند
بظاہر کر لیا خاکی تن پاک
وہ رخ محتاج زیبائش کا کب ہے
نزاکت سے گران تھا بار گیسو
برنگ زعفرانی تن پہ زیبا
براہ سرعت و آہنگ پہونچے
مہاراج اس طرف تشریف لاؤ
ہمین ہو ان بزرگون کا تمہارے
ہر اک دامن بھرا لعل و گہر سے
زہے خاک قدم سے ہے مجھے ڈر
رہو نہ کہین غرقۂ بحر تباہی
مقدم امتحان مد نظر ہے
تبسم کر کے فرمایا کہ بھائی
قدم کو اُسنے دھویا آب تر سے
سفر طے ہو گیا منزل پہ پہونچے
سری گنگا کی پوجا کی ادب سے
مثال خادمان خدمتگزاری
اوودہ مین ہونگے جا کر جلوہ گر رام
ہم گویا دل و جان و جگر تھے
نگر قرب و ولی سے دور تھین وہ
نظیر اسکا نہین باغ جہان مین
جہان مین قدر دانی مین ہے شہرۂ عام
گرامی رتبہ و عالی گہر تھے
سنائی رکھ کو سب اپنی کہانی

رہینگے باپ پر اہل سخن سب
جناب رام نے بدلا ادھر روپ
بدن کو حسن زیبائش ملا اور
نگہبان حسن کا پایہ بڑھایا
لگون نے کی کھٹ پاتنگ سائی
غرض تینون بہم شکر فشان وہ
یکایک آمد آمد کا مچا غل
ہر اک گردون سے عزت مین ہے گنگا گھاٹ
نہائے پھر وہ دریای لطافت
بر آئی الغرض حاجت جو سب کی
جہان مین قائم منا سے شہرہ ہے تا قاف
مری ہر روز کی روزی ہین [illegible]
قدم تم کو دون تپتا ہے جھکا کے نکو ذات
وہی کر جو تہ دل سے ہو منظور
کیا پھر کشتی نے چوبی پہ اسوار
کیا خوش ہوئے کشتی سے کنارہ
دعا مانگی کہ جس دم لچھمن و رام
ندا فورا لب ساحل سے آئی
ندا سنکے ہوئے گرم سفر وہ
سیا جی تھین میان لچھمن و رام
پراگ اک ہے مقام طاہر و پاک
ملین ہین سرستی گنگ و جمن سے
وہان جا کر وہ دریا دل نہائے
ہوئے ساکن پراگ مین جلوہ آرا
بر آمد جب ہوا مہر شفق پوش

رہینگے تا قیامت مطمئن سب
کہ چمکی جسکے پرتو سے ہوئی دھوپ
ہوئی آئینہ رخ پر جلا اور
جلا کو خود جلا پا کر جلایا
کہ جو مین تختۂ پل سے جدائی
روان تھے صورت موج روان وہ
برہمن دوڑ کر آئے جز و کل
نگاہ اہل عالم بر ستیہ گھاٹ
ہٹی ور لب سے وہ سب گرد کلفت
تو کشتی خود بخود [illegible] طلب کی
غبار پل سے تھر اوڑ گیا صاف
شگوفہ آپ کا [illegible] خلل ہو
وہی شاید کہ دھو کی نہو بات
کہ شک آئینہ خاطر سے ہو دور
چلا مانند موج بحر زخار
ہوئے ریگ رواں پر جلوہ آرا
وطن کو بن سے جا ملنے یہ آرام
کہ ہوگی مجلس غم سے رہائی
چلے لگ کے بڑے مثل قطرہ
دل و روح روان لچھمن و رام
ہوئے وارد وہان پر جست لاکے
بہم روح روان ہیں جان تن سے
ادا کی ڈنڈوت کو سر جھکا کے
ہر آن رکھ کا چک کیا استارا
ہوئی شمع قمر گردون پہ خاموش

چلے آگے جناب لچھمن و رام
بصد شادی گیے دونون برادر
شکار و میوۂ شیرین کیے پیش
بنام چترکوٹ اک ہی یہان کوہ
روان ہی اک سری گنگا کی دھارا
طبیعت پر نہ ہو گر ناگوارا
نظر آیا عجب لطف نیستان
روان با صد لطافت چشمۂ صاف
جناب رام نے دیکھا جو یہ رنگ
پڑا جس دم غبار پاے والا
فروغ ذرۂ خاک قدم تھا

ہوئی داماں صحرا مین سبک گام
حضور بالمیک نکتہ پرور
کہ برگ سبز ہی سوغات درویش
پسند خاطر اہل جہان کوہ
نشیب کوہ مین ہی جلوہ آرا
رہو چند ہی وہان پر رونق آرا
پرستان تھا پی عشرت پرستان
لطیف و دلکش و دلچسپ و شفاف
نو صفا آئینۂ دل سے مٹے زنگ
ہوا اوس کوہ کا رتبہ دوبالا

لب بحر چمن پھونچے وہ ذیجاہ
ادا کی مُن نے سب رسم مدارات
کہا جوش محبت سے کہ اے رام
شکار و سبزہ و دریا ہی موجود
رکھیشر جابجا ہین اہل فرہنگ
خوشی سے اُٹھہ کے ہنگام سحر وہ
پھلے پھولے یہان نخل ثمر وہ
ہر اک شاخ گلستان جھومتی تھی
غبار آسا اوڑا سب درد و اندوہ
زمرد کا رخ سبزہ پہ تھا رنگ

کیا رخصت تبھا دانش آگاہ
براہ آشنائی کی ملاقات
گروہ چند سے بہین پرہ کی آرام
گلاب و عطر و مشک و عنبر و عود
نہان ظاہر مین مثل آتش سنگ
ہوئے مثل صبا گرم سفر وہ
شگفتہ تازہ و سیراب و تر وہ
صبا غنچہ کا عارض چومتی تھی
ہوئے رونق فزای دامن کوہ
بنے لعل بدخشان پارۂ سنگ
وہ صحرا مشرقستان سے نہ کم تھا

پھر آنا سومنت کا اودھ مین اور کہنا راجہ دسرت کا

حکایت سوز دل کی کوشلیا سے اور جان دینا رام کی فراق مین اور آنا بھرت جی کا اپنی نانہال سے

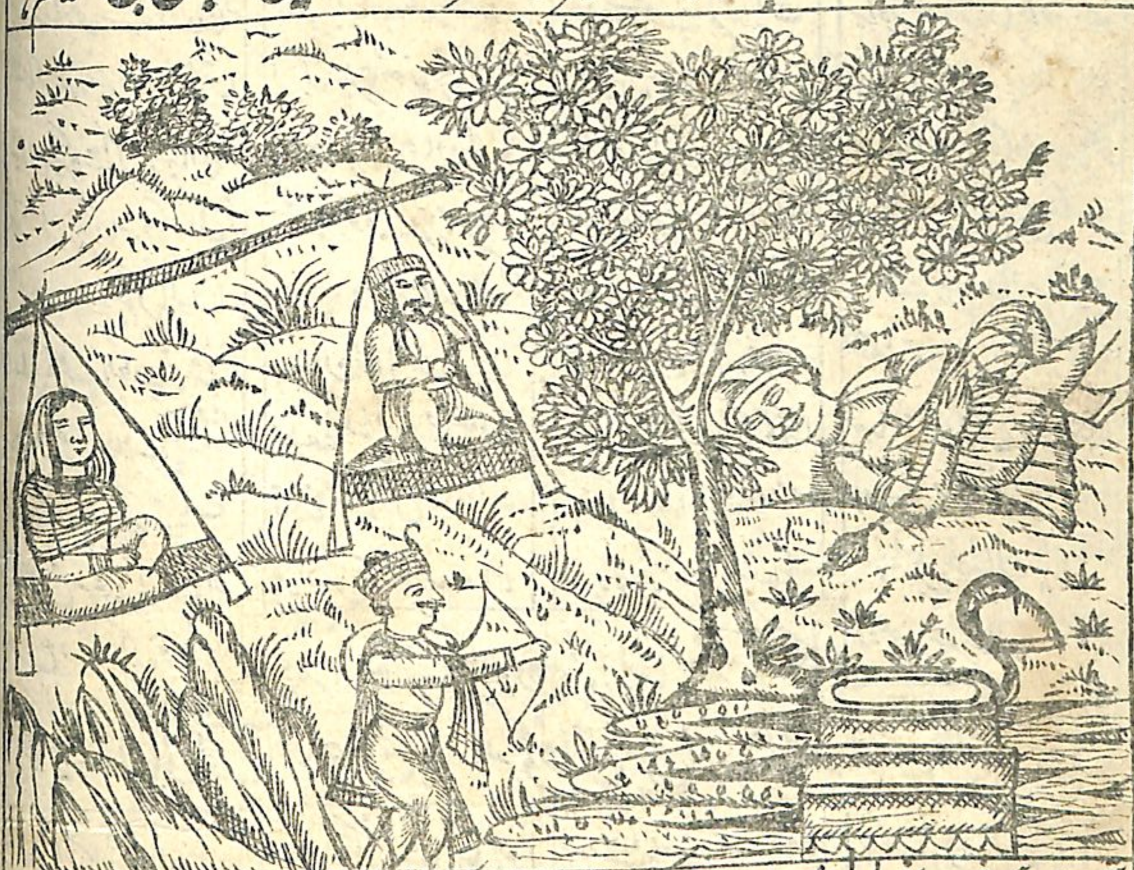
تصور رام کا شام و سحر ہو
فغان لب جگر مین شدت درد
سومنت آیا اودھ مین مچگیا غُل
دل پر غم مین طاقت نے کیا جوش
جناب رام کی تھی انتظاری
سر بالین طلب کی روح خاص
کہا تب شہ نے سب حال گذشتہ
پڑا جب پردۂ ظلمت جہان پر
ہوا مجکو یکایک وہم نخچیر
پڑا ہی خاک پر با صد تباہی
مرے ماں باپ دونون ہین ضعیفی مین
ہوئی وہ تشنگی سے بسکہ بیتاب

خیال جانکی نقش جگر ہو
گل عارض برنگ زعفران زرد
ہوئے محو فغان سب مثل بلبل
ہوا سلطان خموش از خود فراموش
رہا کرتا تھا محو دم شماری
کہ تھی ہر دم شریک لطف و اخلاص
سنایا رو کے احوال گذشتہ
ہوا وارد کنار چشمۂ تر
خطا سے مینے مارا اُس طرف تیر
طپان ریگ روان مثل ماہی
ضعیف و ناتوان با چشم تر مین
ادھر مین ناگہان آیا پئے آب

سومنت آیا جدا ہو کر جو بن سے
دل مضطر مین جوش بیقراری
ہوا آکر وہ پابوس شہنشاہ
کمال ضعف سے وقف زمین تھا
فقط مہمان تھا وہ دیوانۂ رام
وہ بیٹھی آ کے مثل نقش قالین
کہا مین تھا کسیدن جانب دشت
سُنی مینے صدای شورش آب
قریب آیا تو دیکھا آدمی زاد
کہا اوس نے کہ سرون ہی مرا نام
چڑھا کر زلف سان شانے پر انکو
خطا کی بخطا پر تیر مارا

برنگ بلبل نالان چمن سے
فغان لب پر سرشک آنکھو سے جاری
کہی سب داستان درد جانکاہ
وہ دم گویا کہ وقت واپسین تھا
چراغ صبح تھا پروانۂ رام
بنی پروانگی سے شمع بالین
سحر سے شام تک کرتا رہا گشت
ہوا دل مضطرب مانند سیماب
برنگ مرغ بسمل محو فریاد
گیا ناحق اسیر درد و آلام
لیے پھرتا ہون با چشم و سر انکو
غضب ہی مجکو بے تقصیر مارا

سرون کا ماں باپ کو بٹھا کر پانی لینے آنا اور تیر راجہ دسرتھ کا کھا کر زار روتا اور جان بحق تسلیم ہونا



تجھے واجب ہے با جوش مہربانی
کمال غم سے بھر کر کوزۂ آب
صدائے تیر سنکر دونوں بیتاب
کہا تب بیٹے رو رو کر سب احوال
دم آخر کہا یوں با دل زار
وہی ان ہو بس اب راحت جان
غرض رو رو کے چھوڑا قالب خاک
پریشان ہو کے سب سنبل کی صورت
بھرت اور ستر گہن دونوں اور
خبر پائی اشبشت نکتہ دان نے
کہا چارہ نہیں حکم اجل کا

پلاؤں دونوں بیتاب ہوں کو پانی
گیا اندھوں کے آگے سخت بیتاب
ہوئے سکتے میں شکل نقش دیوار
قدم پر انکے اشک تر دیدہ ڈال
کہا دسرت ہمیں ناحق دل افگار
حباب آسا کوئی دم کا ہوں مہمان
سو شہر گئی روح تن پاک
ہوئیں محو فغان بلبل کی صورت
بحکم شہ جد فاسد کو تھے گھر
کہ ٹوٹا باغ شہ باد خزان سے
شہ دسرت کا ساغر بھر کے چھلکا

ہوا آخر وہ کہکر آخر کار
کہا آہستہ با صد ناتوانی
کہا تو کون ہے سرون کدھر ہے
ہوئے وہ تشنہ لب بیہوش دونوں
ہوئی ہم جسم کی پیری میں دلریش
فراق رام میں پھر بھر گئے ہیں
وہ کوشلیا سمترا کیکئی سب
رعیت تھی کف افسوس ملان
کسی کی آنکھ سے آنسو بہائے
تشفی کی اشٹ م آ کے در پر
شکیبائی مناسب ہے بہر طور

ہوا ہیں خنجر غم سے دل افگار
پلایا ہوں میں دریا سے پانی
کہاں ہے کس طرف با چشم تر ہے
اجل سے ہو گئے ہمدوش دونوں
غم فرزند ہو تجکو بھی درپیش
ہر اک سو حسرتوں سے کیں نگاہیں
ہوئیں جوش الم سے نوحہ برلب
پریشان مضطر و مغموم نالان
کسی نے غش پہ غش سن سن کے کھائے
رکھا مرہم ہر اک زخم جگر پر
ہر اک ہے مبتلا ہے گردش دور

غرض سمجھا کی باصد حسرت یاس
سنانا نا کے گھر جب بھرت نے حال
بصد جوش فغان دونون برادر
کہا یون کیکئی سے ہوکے مضطر
کہا تقدیر سے چارہ ہے کسکو
نہ تھی تاب فراق رام لچھمن
تمھین بخشا پدر نے تاج شاہی
پریشانی سے نوچی سر سے بال
الم بیفائدہ غم رائگان ہاے
اجازت سیر دانا سے جو پائی
فراغت رسم ماتم سے ہوئی جب
خیال خواب تھا پچھلا فسانہ
زمانہ کو کرم سے شاد کیجے
غضب ہے رام ہون صحرا کو راہی
بہ شان شوکت عز و شرافت
ہوئی حضار محفل سنکے ششدر
عجالک وہ دہ مین عمل یہ ناگاہ

گیا قاصد روانہ بھرت کے پاس
پریشان صورت سنبل کیے بال
ہوئے داخل اودہ مین رہ مضطر
یہ گذرا صدمہ جانکاہ کیونکر
قضا ہے فاش سے یارا ہے کسکو
شہ عالم نے چھوڑا جائیہ تن
اودہ سے خود ہوئے سر کو راہی
طپانچون سے رخ گلگون کیا لال
مناسب ہے طرح ضبط فغان ہے
چلے لاشہ اٹھا کر دونون بھائی
ہوئے مصروف کار دینوی سب
یہی ہر دم ہے نیرنگ زمانہ
دل ویران خلق آباد کیجے
خوشی سے مین کرون یان بادشاہی
کرون زینت وہ تخت خلافت
کہا صد آفرین شاباش شاباش

رکھا لاشہ میان روغن تر
چلے نانا کے گھر سے بنوا سے
نظر آیا سبستان مین اندہیرا
کہان سیتا کہان لچھمن کہان رام
بحکم شہ جناب لچھمن و رام
بھر ادریا صفت پیمانہ عمر
بھرت نے جب سنا احوال جانسوز
نصیحت کی وششٹ نکتہ دان نے
امانت ہے ابھی تک لاشہ شاہ
اگن دیکر لب سرجو نہائے
وششٹ صاحب آتش یہ تکرار
کرو ملک اودہ مین بادشاہی
بھرت جی بول اوٹھے تب بھر کر آہ
ارادہ ہے کہ کل صحرا کو جاؤن
مثال کفش برداران دلسوز
کسی نے بھرت کے حق مین دعا کی

کف غنچہ مین سونپا کیسہ زر
پریشان کثرت آہ و بکا سے
کہ گھر تھا ظلمت آفت سے گھیرا
کہان ہے لاشہ شاہ دلارام
ہوئے سیر بیابان کو سبکگام
کہانی ہوگیا افسانہ عمر
ہوا سینہ پر اک تیر جگردوز
دکھائیان یہ جور آسمان نے
جلا بخشو پے رسم اگن داہ
خروشان قصر سلطانی مین آئے
بھرت یون ہوئے سرگرم گفتار
رعیت تا نہ ہو محو تباہی
نہین تاج خلافت کی مجھے چاہ
جناب رام و لچھمن کو مناؤن
غلامی مین ہون حاضر شب و روز
فراست پر کسی نے داد دی
بھرت جانیکے صحرا کو سحرگاہ

جانا بھرت اور شترہن کا مع مادران و عزیز اقارب کے واسطے لانے رامچندر کے اور نہ آنا انکا اور کاروبار سلطنت کرنا شترہن کا اور بیٹھنا بھرت جی کا گوشہ مین ریاضت کے واسطے

رہے ہون ہر دم فدا ہے پا کہ گیست
بھرت اور شترہن دونون برادر
براہ بندگی و قف مین تھی
محافون مین چڑہین رو کر ماور
بھرین اشکون سے آنکھین صورت جام
وہ سب کشتی شکستہ پا بجوگی

بچشم و سر چین فرسا کہ گیست
چلے سوئے بیابان مثل صرصر
سہیل آسمان داغ جبین تھے
جلو مین اقربا خویش و برادر
دلون مین خواہش پابوسی رام
نسیم آسا سبک رفتار ہو کے

سحر کو جب کہ خورشید جہان گرد
ہلال آسا بر تسلیم خم تھا
برنگ سایہ گرد اگرد تھی ہر گام
بصد زینت وششٹ نکتہ دان ساتھ
روان مثل نسیم گرم آہنگ
شہنشاہ جنگ تھا انکا تقدیر

ہوا تا بندہ بار خسارہ زرد
وہ فرق بندگی جای قدم تھا
دل شوریدہ مین یاد سیر رام
ہوا خواہ و مشیر و ہمنشین ساتھ
ہوئے وارد کنار چشمہ گنگ
ہوا رستہ مین بھارت نے تفلگیر

زبس تھا شوق دیدار سِری رام
خیال آیا بھرت ہین دشمن رام
ارادہ ہی کہ لے کر فوج جرار
بلایا اُسنے سب خویش و برادر
نہین ہی یہ مقام چشم پوشی
دلیرون نے سُنے جب کلمۂ ہوش
بڑھے جس دم وہ مردان صف آرا
بھرین سے کہ ہم ہین فتح و شادانی
دل مضطر یہ دیتا ہی گواہی
نکھاد پیر بولا سُنکے گفتار
غرض وہ غرقۂ دریائے وسواس
بھرت نے صادق الالفت جو پایا
نکھاد پیر پیراہن مین پھولا
بھرت سے رام و لچھمن کا کہا حال

چلا ہو کر شریک مجمع عام
بچھایا ہی فریب و مکر کا دام
کرے صحرا نشینون کو گرفتار
رفیق و ہمنشینان دلاور
گروہ دشت و نما ہین سرفروشی
تو دریائے شجاعت نے کیا جوش
تو با ہین سخن یہ چھینک آئی قضا را
ہم آغوش عروس کامرانی
بھرت کو ہی ہوائے عذر خواہی
مین جاتا ہون پے تفتیش اسرار
برائے امتحان آیا بھرت پاس
بچشم و سر قدم سے سر اٹھایا

نکھاد پیر نے دیکھی جو یہ فوج
کیا قبضے مین ملک و افسر و تخت
بھرا دل مین غبار بُغض و کین ہی
کہا یارو یہی ہی موقع جنگ
جو سر آئے جناب رام کی کام
براہ سرکشی چونکے وہ سرکش
براہ عقلمندی بول اُٹھا ایک
ہوا بلبل صفت اک نغمہ پرداز
عجب کیا ہی او وہ سی جانب گوہ
جو بل ظاہر ہوا لوح جبین سے
جھکائی گردن طاعت قدم پر
ہوئے طرز محبت سے سخن سنج

تو لہرایا غضب سے صورت موج
نکالا رام کو بے توشہ و رخت
یہ لشکر خالی از علت نہین ہی
بھرت پر عرصۂ ہیجا کرو تنگ
کرین سب کشور شہر برین رام
سنبھالے آپ نے اپنے تیر و ترکش
شگون عطسہ ہی فرخندہ و نیک
صف بھارت سے ہین رونگی آواز
منانے کے لیے جاتا ہو انہوں
تو کھہ دونگا اشارے سے ہین اُنہین
رکھا پاے بھرت پر دیدہ و تن
دل غمگین سے کھو یا صدمۂ رنج
برنگ گل لباس تن مین پھولا
شروع سے تا انتہا حال

آنا بھرت اور ستر گھن کا مع عزیز و اقارب رامچندر کے پاس



بلا کر سب وشیشٹ و مہان گشت | تھا خود رہنمای جادۂ دشت
بھرت حاضر ہوئی پیش بہروراج | کہ تھی وہ نکتہ آراؤن کی سرتاج
سری بھارت ہوئے رخصت سحرگاہ | بیابان کو چلی لشکر کی ہمراہ
نکھاد پر تھا فرخندہ فرجام | ہوا اتّرہ کر قدمبوس سر پر کم
سری لچھمن جتی نی جب سنا حال | تو سرخ آنکھین ہوئین و کھڑے بال
بھرت کا سب عتاب و شور و شر سی | فساد تازہ منظور نظر ہے
اجازت ہو اگر مجھکو مہاراج | کرون سب لشکر بھارت کو تاراج
سنی جب خوب حضرت نی یہ گفتار | تو کی خوش ہو کی تقریر گہربار
بھرت سی سینۂ بی کینہ ہی صاف | میرا دل صورت آئینہ ہی صاف
بھرت ہین جان و دل سی ہمکو پیاری | بھرت ہین قوت بازو ہماری
ہی یکسان باطن و ظاہر بظاہر | نہین وہ حلقۂ طاعت سی باہر
جناب رام نی دیکھا بعد غور | بھرت ہین مبتلای گردش دور
بھرت اور سترگھن دونون برادر | گری اگر سرشک آسا قدم پر
عجب وہ جوش رقت کی گھڑی تھی | دو رو یہ ابر نیسان کی جھڑی تھی
گری مثل سرشک دیدۂ تر | جناب جانکی جی کی قدم پر
سری رگھبر نی چومی پای مادر | ہوئی سر سی جبین فرسای مادر
دعا دی جب تلک شمس و قمر ہین | زمین پر گلشن و شاخ و شجر ہین
شگفتہ سر بسبز باغ امل ہو | جگر مین الفت اور بازو مین بل ہو
سومترا کی قدم پر سر جھکایا | ادب سی شیوۂ طاعت دکھایا
ملی ایک ایک سی با صد لطافت | دلون سی دور کی گرد کسافت
ہوا لشکر فرو کش بر سر کوہ | ہما سب آستان کو سی اندوہ
کہا ای لائق تاج خلافت | ادھر پر چھا گئی ہی فوج آفت
جو تھی از بس تجھی فرقت سی غمناک | لباس زندگی شب کی کیا چاک
یہ جوش آنکھون نی رقت کا دکھایا | سرشک تر کا اک دریا بہایا
یہ بستی میہانون سی بسی ہی | سحر کو وقت رخصت لی بسی ہی

نسیم آسا چلا ہمراہ بھارت | کہ تھا دل سی ترقیخواہ بھارت
مہائن نی بصد حسن لطافت | وہان کی جملہ لشکر کی ضیافت
غرض خیل بھرت با حالت غیر | قریب چترکوٹ آیا سبک سیر
ادب سی پانون پر گردن جھکائی | نوید آمد بھارت سنائی
جناب رام سی آ کر یہ کی عرض | کہ تعزیر بھرت ہی واجب الفرض
پئے شاہی کیا خارج وطن سی | اڑایا عندلیب آسا چمن سی
اسی دم صورت نخچیر سب کو | کرون یان سی خدنگ تیر سب کو
بھرت پر ہی میری چشم عنایت | نہین لب پر کبھی حرف شکایت
بھرت قالب مین مرے مثل دم ہین | جدا ظاہر ہین باطن مین بہم ہین
بسا ہی تن بدن الفت تو مین | پڑا ہی حلقۂ شفقت گلو مین
یہ فرما کر غبار دل ہٹایا | سری لچھمن کو پہلو مین بٹھلایا
زمین پر سر بتسلیم خم ہے | نہایت شوق دیدار قدم ہے
جناب رام نی دست کرم سی | اٹھایا سر نظر آیا قدم سی
ہوئی پھر بھرت لچھمن سی بغلگیر | ملی دونون برنگ شکر و شیر
دعا سیتا نی دی حاصل ہو آرام | ترقی پہ ہو ہر دم الفت رام
سری لچھمن نی بھی گردن جھکائی | تسلی خاطر مادر نی پائی
سر گردون پہ جب تک ہین ستارے | رہین دونون میری آنکھون کی تارے
ہوئی محظوظ لشکر دونون بھائی | حضور کیکئی کی گردن جھکائی
ملی دونون وشست نکتہ بین سی | مٹایا غم دل اندوہگین سی
بصد دلجوئی و خاطر نوازی | ہر اک پہ کی نگاہ سرفرازی
سری بھارت وشست اہل اکرام | ہوئی خلوت مین پابوس سری رام
جدائی سی ہر اک وان نیم جان ہے | بہ فرط درد و غم محو فغان ہے
سنی کیفیت مرگ پدر جب | ہوئی دونون برادر نوحہ بر لب
وشست نکتہ ور بولی مہاراج | جہان ہے موت کے جوگی سی تاراج
کسی چارہ ہی منظور ازل سی | بچا ہی کون آغوش اجل سی

ہوا جو کچھ مقدر سے ہوا خیر
نہیں کچھ غم اگر سر پر نہیں تاج
مگر پالون جو ارشادِ پدر کو
کرون گا جو کہا شہ نی زبان سے
بھرت ہون سوتی دربارِ شاہی
بھرت نی رو دیا فرطِ الم سی
بھرت کو رام نی مضطر جو پایا
عطا کی پنجۂ اقدس کے نعلین
رہو تم منتظر چودہ برس تک
نہ ہو اب صدمۂ فرقت سی دلگیر
ہوا میعاد سی گذرا جو یکروز
لباسِ زندگانی چاک ہوگا
ہوئی بھارت سرشک آسا روانہ
گئی سوی اودہ با دیدۂ تر
بنایا شترھن کو کارپرداز

بس اب باغِ اودہ کی کیجئی سیر
بھرت کو ہین فقط جا بی پدر آپ
دلیری ہو ہر اک فرد بشر کو
پھری کب تیر جو نکلا کمان سی
کرین سب انتظام کارِ شاہی
کہا دم ہی اسی نور قدم سے
میانِ گوشۂ پہلو بٹھایا
کہ ہو حاصل دلِ بیتاب کو چین
ورد دل پر خوشی کی ہوگی دستک
مشیت پر ہو شاکر تن بہ تقدیر
اُٹھی گی دل سی اک آہِ جگر سوز
غمِ فرقت کا قصہ پاک ہوگا
ہر اک آنسو بنا موتی کا دانہ
خراب و خستہ و بیتاب و ابتر
کہ تھی وہ اہلِ توقیر و سرافراز

مناسب ہی بھرت کی سرپرستی
کہا بیشک بھرت لکھنو کی ہین نور
دروغ و مکر کی خلقت ہو عادی
مناسب ہی کہ چھوڑ دو آہ و زاری
رعیت پر خلل آنی نہ پاوے
تمنا ہی کہ صحرا مین رہون تا
لیی بوسی لب و چشم و جبین سی
ہوئی گویا بصد شیرین زبانی
گذر جائیگی جب ایام میعاد
گذارش کی بھرت نی وقتِ رخصت
تجسس مین ہی گی روح بی جسد
غرض نعلین جو بی رکھہ کی سر پر
چلا سب قافلہ با حالتِ زار
بھرت جی نی براہِ عقل و فرہنگ
بھرت اک گوشۂ مسکن مین بیٹھا

کہ ہی یہ شیوۂ اقلیمِ ہستی
قریبِ دل ہین گو ظاہر مین ہین دور
سخن کی ہو سیری بی اعتمادی
کرو چودہ برس تک انتظاری
متاعِ آبرو جا سے نہ جا دی
مثالِ خادمان باندہی ہو ہاتھ
سرشکِ تر کو پوچھا آستین سے
تسلی کو یہ کافی ہی نشانی
کرینگی ہم اودہ قدمون سی آباد
کہ اے منزل رسانِ پاشکستہ
پھری گی شکلِ مردم مردمِ چشم
بجائے جیغہ و تاجِ منور
پریشان مضطر و شوریدہ دل افگار
وہ کی نعلین جو بی زیبِ اورنگ
جدا شکلِ رکھیشر تن کی بیٹھی

آغاز ارن کانڈ راجہ جینت کا چتر کوٹ پہ سیر کرنا اور آنا جینت راجہ اندر کے بیٹی کا بہ شکلِ زاغ اور منقار مارنا جانکی جی کی پاؤن مین بہ نظرِ آزمایش اور تیر مارنا راجہ جینت کا اور بھاگتا پھرنا جینت کا تینون لوک مین اور مجبور ہو کر گرنا رام چندر کی قدم پر

جنابِ رام اور چشمِ عنایات
سری سیتا سری لچھمن سری رام
کہین سبزہ زمرد پوش دیکھا
گئی سیرِ چمن سی کلی پھول
پئے سیرِ گل و سرو و صنوبر
بنا عقل و ہنر سی صورتِ راز
قدم تک کر کی زلف آسا رسائی

کہ ہی دریای بخشش انکی ذات
ہوئی اک دن بیابان مین ہمکلام
گل و بلبل کو ہم آغوش دیکھا
ہم دامانِ صحرا سی چُنی پھول
ہوئی زینت فزا فرشِ حجر پر
اور اگر دو یہ مثلِ بلبلِ باغ
مین دیکھون رام کی نور از ما...

یہان سی اب ہی آغازِ ارن کانڈ
زبس محوِ تماشای چمن تھی
کہین بلبل خوشی سی نغمہ خوان تھے
گلو نکا پھول کر زیور بنایا
جینتِ نگنہ پرداز و خردمند
خیال آیا یہ دلمین بی تحاشا
گرایا ہی سری سیتا پہ یکبار

زبان ہی کاشفِ اسرارِ ارن کانڈ
گلونکی رنگ و بو پر خندہ زن تھی
کہین پر فاختہ رطب اللسان تھے
تنِ نازک پہ سیتا کی نہایا
سری شریت کا فرزند جگر بند
کہ دیکھون زورِ قدرت کا تماشا
چبھوئی شکلِ نشتر نوک منقار

ہوا زخمی جو پشت پای گلگون
تو جاری ہو گیا فوارۂ خون ❊

جناب رام نی دیکھا جو یہ حال
کمال طیش سی انکھین ہوئین لال

بصد حسرت پدر کی پاس پہنچا
حضور مالک کیلاس پہونچا

اوڑا اوج ہوا پر صورت ہوش
ہوا تحت الثری مین جا کی روپوش

غرض ہر سو جو سرگردان پھرا وہ
بہ مجبوری قدم پر آ گرا وہ ❊

تمہین نی رچھسو کو بن مین مارا
براہ مہربانی سبکو تارا

نہنگ جانستان سی فیل بی زور
چھڑایا درمیان قلزم شور

سنی جب رام نی یہ گریہ ہوش
تو دریای ترحم نی کیا جوش ❊

پی عبرت مگر اک گور کی چشم
کہ تھی شوخی پر اس تشنہ رگی خشم

ہوئی سرخی عیان مثل گل تر
حنا قدمون کو ہاتھ آیا مہاور

کیا گوشہ سی تیر جانستان سر
شتابی گردن اوڑا زاغ سیہ پر

سری برہما کی ور پرچی وہانی
رہائی تیر آتش سی نپانے

یہ طاقت تھی کسی بجز رام و سیتا
جو زخم اس طائر بی پر کا سیتا

کہا رو کر کہ ای سرمایۂ ہوش
خطاپوش و خطاپوش و خطاپوشتر

قدم مین قدرت کامل بھری ہے
اہلیہ زوجۂ گوتم تری ہے

خطا ہی دیدہ و دانستہ میری
ولیکن اب ہی چشم دستگیرے

امان دی اسکو تیر تیز سی
بچایا شدت درد جگر سے

امان پائی تو وہ مرغ قوی پر
قدم چھو کر اوڑا اوج ہوا پر

چلنا رامچندر کا چترکوٹ کی پہاڑ سی طرف صحرا کی اور مارنا ایک راکھس کو اور ملاقات ہونا رکھیسرون سے اور مقام کرنا بیچ پنچبٹی اور ڈنڈک آرن کی اور چند مدت تک رہنا معہ سیتا جی اور لچھمن کے ❊

سری رگھبر برای یادگاری
سخن کو میری بخشو پایداری

بیابان در بیابان لچھمن و رام
پی سیر و تماشا تھی سبک گام

عیان تھا مہر کا دورن تین پھیر
قریب اترا پہونچی شبگرد

جگہ دی گوشۂ مسکن مین انکو
بہار آسا رکھا گلشن مین انکو

گئی پھر وان سی فوج و صاحب جاہ
حضور بالمیک نکتہ آگاہ ❊

مہیا تھی ہر اک آرام کی شی
وہین پر منزل شب کی کی طی

ہوئی رخصت وہ تینون نازپرور
سوی صحرا چلی با دیدۂ تر ❊

بچھا دیتی تھی ہم انکی غزالی
سراسر سنگ تھی روئی کی گالی

نظر مین پر وہ نخوت جو تھا فاش
ہوا اگر مقابل پھر پرخاش

اٹھا کر لیگیا سیتا کو یکبار ❊
کیا زینت دہ دامان کہسار

کبھی گرجا کبھی تڑپا جہان گرد
اوڑا گھبرا کے سوی آسمان گرد

سری لچھمن نی ماری تیر جند
عداوت سی نہ باز آیا تنومند

مہاراج الدہراج آئی غضبناک
کیا اک تیر سے آغشتۂ خاک

گل مضمون مین ہو توحید کی بوباس
قریب تختۂ گلشن ہو قرطاس

جدہر مثل صبا کی گلگشت
مہک جاتا تھا سارا دامن دشت

رکھیشر نی جو دیکھا جلوۂ پاک
قدم کی لیکی ماتھی پر ملی خاک

بصد جوش نشاط و شادمانی
ادا کی اسنی رسم میہمانی ❊

مہا منی نی براہ چارہ سازی ❊
دکہایا شیوۂ مہمان نوازی ❊

مسافر خانۂ مشرق سی جس دم
ہوا مغرب کو راہی مہر اعظم ❊

ہوئی جس سرزمین پر سایہ افگن
وہ رشک باغ و بستان ہو گیا بن ❊

کوئی رچھس تھا رستہ مین سیہ کار
ستمگر مردم آزار و ستمگار ❊

کمان کی طرح تھا مائل کجی پر ❊
گرا آپے جناب جانکی پر

نمایان پھر ہوا پیش سر رام
عیان کی رزمگہ مین ظلمت تمام

کبھی ظاہر ہوا میدان مین گہ گم
چھلاوہ کی طرح غایب ہوا گاہ

سر ہو گہہ شرارت مین تھا فرق
تڑپتا تھا مقابل صورت برق

گرا جسدم شتر شکل آسمان وہ منہ زور
مچا گردون پہ جی جی کار کا شور

چو تھی چشم حصول عز و اکرام
ادھر لچھمن سری سیتا کو لائی
زبس تھی پژمردہ مانند گل تر
ہر اک کی آتش الفت نی اکبر
جو رکھہ نی سوزش الفت کی کھائی
جھکایا سر براہ خاکساری
چلی آگی وہ پھر سرمایۂ جاہ
کہیں پہ اک مکان صاف دیکھا
اگست اک رکھہ ہان تھی جلوہ افروز
مہامن نی نہ بس کی مہربانی
زبس تھی جستجوئی لطف اخلاص
کہا رکھہ نی کہ ڈھونڈ کے نہیں بنے
چلی دو نو برادر شاد و مسرور
ہر اک جانب ہجوم وحشی و طیر
جھکی ہر شاخ تر ابر و کیفیت
مقام جانفزا تھا بہر آرام
جناب لچھمن و سیتا سری رام
کبھی تھی مائل صید و دد و دام

دم مرگ اُنسی کی یاد سری رام
ہوئی شادان قدم آگی بڑھائی
گھڑی اک پاسی تھی شغل صبوحی
ہوا سوزان تن انکا صورت خس
چلی آگی خرامان دو نو بھائی
قدم زن ہوئی بجوش اشکباری
سو لچھمن سایہ سان تھی ہمراہ
مثال آئینہ شفاف دیکھا
ادیب و اوستاد نکتہ آموز
بجا لائی طریق میہمانی
میر اظہار ہی تمہیں مطلب خاص
خرامان گوشہ گلشن مین ہی
تر و و گوشہ دل سی ہوا دور
شکار و سبزہ و دریا کی تھی سیر
مسلسل حلقۂ گیسو کی صورت
میان شش جہت تھا پنچ بٹی نام
ہوئی وان جلوہ افگن بہر آرام

جناب رام نی جوش خوشی سی
ملی سر بہنگ نام اک رکھہ نیکو ذات
جو پایا نقد دیدار سری رام
پتنگی کی طرح جل کر ہوئی خاک
سو لچھمن نی سُنی جب آمد پاک
جو دیکھا در طاعت مین سبھی طاق
گرفتار اپنی حال زار مین تھی
قرینہ سی قطار نخل موزون
جو پابوسی کو آئی وہ نکو ذات
زبان نرم سے بولی سری رام
کر ہمسی ہمکو بتلا وہ تدبیر
خوشی سی کیجیی اس بن مین آرام
نظر آیا وہ صحرای لق و دق
شجر پنچ اک جگہ آئی نظر سبز
پہلین شاخین کی تھی گھنی چھان
نظر آیا بیابان مین جو یہ رنگ
خرامان گہ سر کہسار پر تھی

جگہ سر سبز مین بستی تھی
نسیم و صاحب کشف و کرامات
قدم پر گر پڑی وہ اہل اکرام
شعاع حسن انور پر ہوئی خاک
گرا اگر قدم پر خشیت و جالاک
مہاراج اُس سی پیش آئی بہ اخلاق
خرامان دامن کہسار مین تھے
دل آرا تھی بہار نخل موزون
تو پائی وہ لب لطف ملاقات
کہ ای دانا دل و فرخندہ فرجام
کرون تا قصہ ایجاد و تعمیر
پھنسی گا طائر مطلب تہ دام
کہ ہو رنگ بیابان عدم فق
مطرا تازہ و سیراب و سرسبز
مجسم سایۂ رحمت تھی جہان
ہوئی شادان وہ تینون اہل فرہنگ
کبھی محو تماشای شجر تھے
بصد جوش طرب گرمی تھی آرام

آنا سُرپنکھا ہمشیرہ راون کا اور عاشق ہونا اُسکا رام چندر پر اور ناک کٹنا اسکا لچھمن جی کی ہاتھ سی اور جانا اسکا کھر دوکھن کی پاس واسطے فریاد کے

رہی ہر لحظہ یاد پرتھوی ناتھ
جہان پر رام و لچھمن کا گذر تھا
غریق بحر نخوت پاسی تا و ق
بچشم دل جو دیکھا جلوہ رام
پھنسا دل حلقۂ دام بلا مین

کہ راہ و نظم کی ہو لطف کی ساتھ
وہان ہمشیرہ راون کا گذر تھا
بلای آسمانی صورت برق
اوڑا مرغ قرار و صبر و آرام
اوٹھا کر رنگیا زلف وہ تا بنیر

بیان راوی شیرین سخن ہی
جسیم و زشت باطن مثل پیکان نام
کشیدن آتفاقا بہر گلگشت
قدم دیکھا تو صاف عشق اسکی
جو دیکھین نرگسی آنکھین وہ مخمور

وہی یان تازہ مضمون کہنی ہے
برنگ گیسوی مشکین سیہ فام
ہوئی وارد میان عرصۂ دشت
ہوئی زخمی وہ شمشیر نظر کے
تو دل جام بلور آسا ہوا چور

بڑھا دریا ہی جوش بیقراری
فریب جلوۂ ماہ دو ہفتہ
وہ قد رشک قد سرو و صنوبر
وہ جام بادۂ گلفام آنکھیں
وہ تل میزان دانش میں جو تل جائے
میں ہوں شاہنشہ راون کی ہمشیر

بڑھا زور و پہ شوق ہمکناری
کہ ہوں اہل نظر از خویش رفتہ
قیامت خود کرے تعظیم جھک کر
فریب دیدۂ بادام آنکھیں
تو آنکھیں چرخ کی تارہی کھل جائیں

بنی وہ اہل فطرت پیکر حسن
وہ گیسو غیرت گیسوی سنبل
سخن رشک نبات و شکر و قند
وہ ابرو رشک تیغ اصفہانی
غرض بنکرہ محبوب دلارام

آنا ہمشیرہ راون کا رام و لچھمن کے پاس اپنے شادی کی لئی اور ناک کٹنا اسکا لچھمن کے ہاتھ سے

سر چرخ نزاکت تیر حسن ہے ❁
پریشان ہوں اسیر موی سنبل
زبان بلبل کی گویائی کری بند
نظر گویا بلائے ناگہانی
ہوئی یوں نغمہ زن پیش سری رام
سری اہل جہان کرتی ہیں توقیر



فلک ہر دم ہے زیر رتبہ سی کم ہی
بپا شور محبت کر رہی ہیں
مگر یکگونہ ہاں تیرے ہوں مائل
رہیگی گرمی بازار الفت
ہوئی گرم سخن یوں جب وہ ناکام
بنیگی کس طرح ای مایۂ ہوش
حصول خود ہی ہے غم و رنج ❁

ہلال آسمان طاعت کو خم ہی
حباب آسا میرا دم بھر رہے ہیں
پسند آئی مجھے حسن و خصائل
کہ تم ہو واقف اسرار الفت
تو بولی خندہ فرما کر سری رام
کہ تو ہے گوشہ نشین میں خانہ بر دوش
زبس ہیں زیرک و دانا سخن سنج

بہت ہی تم حسینوں کو سری جاہ
بہت گو خوش ادا قوم بشر ہی
رہیں باہم کلام گر مجھ سے تمکو
ہیں اہل حسن ہوں تم مہ خصا ناز
نہیں ہی مجکو اس دولت سی بہرہ
سری لچھمن کے ہاں قدردان ہیں
کہی انسے جو اسرار نہانی

تب فرقت سی ہر دم تب میں ہیں آہ
نہیں مجکو کبھی مد نظر ہے
حباب آسا نہ کیجی چشم پوشی
کند ہمجنس باہمجنس پرواز
کہ ہوں آوارۂ صحرا بصحرا
جوانمرد و شکیل و خوش بیان ہیں
عجب کیا گر ہیں کچھ قدردانی

گئی تب جانب لچھمن وہ دلگیر
کہی کیجی اگر خدمتین مقبول
ہمیشہ بندگی سی ہی مجھی کام
اُونہین سی پھر بیانِ مدعا کر
کہا رگھبر سنی اے سرمایۂ نور
ہو وصلِ مدعا سی وُہ ہون بین
اُنہین سی پھر گذارش کر قدم لے
نہ زلف آسا سخن کو طول دیجی
کہ ہو نہین ہمرکاب رام و سیتا
اُنہین کی پاس جا اے صاحب اقبال
زبس جب آمد و شد سی ہوئی تنگ
کہا تمنی نے مجھے دیوانہ سمجھا
جا سی مکر و تزویر و دغا ہو
اُمید مر کر کی لچھمن نی گرفتار
غضب سے اشک ریزان با دلِ زار
قریب نکتہ سنجان عقل سی گم و
زبس تھی کان خوبی نی ناپاک
سنائی سب مفصل اپنی روداد
جا قدمون سی ہی رنگ حنائی
وہ دل جا اگی گیسو کی تو سی
لی تیر و کمان پھر ہین نہین
تن نازک مین پوشاک منعرق
قدمو سی سی مہندیکی رہی نشان
گئی تھی مین شعو صحرا خرامان
تہین گو مینی دی سو مرد و کی وہ

دکہائی مطلب باطن کی تصویر
سدا عرض محبت گو رہی طول
مین ہون پابند ارشاد سیر ام
لجاجت کر سماجت کر دعا کر
میری شان فراست سی ہی دور
ہوس سب کچھ ہی پر مجبور ہون مین
اُنہین کی دامن الفت مین دم لے
غلامی مین مجھی مقبول کیجی
ہوا خواہ جناب رام و سیتا
اُنہین سی کر مکرر عرض احوال
تو جا جی سی ہوئی باہر وُہی تنگ
چراغ حسن کا پروانہ سمجھا
حقیقت مین سزاوار سزا ہو
تراشی بینی و گوش گنہگار
ہوئی تن سی گریزان سے کہسا
کہر دو و کہن جی نخوت سی مخمور
گئی پاس اُنکی با چشم غضبناک
مچایا فرط غم سے شور و فریاد
گہرنی آبرو دانتون سی پائی
نہ آدلجی دل بلا جی چار سو سی
نسیم آسا خرامان ہین چمن مین
کہ خورشید افق کا رنگ ہو فق
تن زیور مین گویا پڑ گئی جان
کبی سب چیزی جیزی جب وہ دامان
مدد کو یہ کوئی پہنچا نہ جان باز

کہا اِس حلقۂ گیسو کی صدقی
کہا لچھمن نی ہنسکر ای نکوکار
اُنہین زیبا ہی سب ای پیکر ناز
گئی پھر شپ نکھا قرب سر رام
گریبان میرا دستِ غیر مین ہے
ابھی کم سن ہین لچھمن چشم بد دور
گئی وہ پیش لچھمن با دل زار
کہا لچھمن نی ہنسکر ای وفا کیش
سیا کی ای وجود با تمیزی
غرض یونہین گئے آئی کئے بار
خروشان جانب لچھمن گئی وہ
جلایا دل لگی کر کرکے جیکو
جناب رام نی ہنسکر قضارا
گئی جب شپ نکھا کی بینی و گوش
وہان رہتی تھی دو اسکی برادر
کمال زور نخوت تھا سلف سے
گئی رو کر بہ رنگ ابر پُر جوش
کہا دو آدمی آئی ہین بن مین
صفا لوح جبین پر برملا ہے
اودہ کی رہنی والی لچھمن و رام
عجب اک نازنین کم سن ہی سات
بہم پوشاک کو رونق ہی تن سے
وہ زلف پر شکن ہی سایۂ نور
پکر گر مجکو رستی مین بصد جوش
نہ دیکھی جانبری اپنی کسی طور

بہار جنبش ابرو کی صدقی
نہین مجکو یہ گستاخی سزاوار
کرین مجکو جو خدمتین سرافراز
پریشان صورت زلف سیہ فام
کہ زنجیر تعلق پیر مین ہے
بد نسی ہی فروغ شعلۂ نور
ہوئی رو رو کی یون سرگرم گفتار
مجھی اس امر مین تشبیہ ہین پس و پیش
گوارا مجکو کب ہو گی کنیزی
بر آئی پر نہ امید دلِ زار
غضب آندہی کا جھونکا بنگئے وہ
بجھایا پر اس دل کی لگے کو
کیا ابرو سی لچھمن کو اشارا
برنگ برق تڑپی وہ جفا کوش
بنای نخوت و پیرایۂ شر
مقرر تھی وہ راوَن کی طرف سے
بنای بینی و حال بنا گوش
غضب ور تو انائی ہی تن مین
مجسم نور سانچی مین ڈہلا ہی
بیان مین شائق صید دو دام
تصور مین نزاکت چوم لی ہات
جلا زیور کو ہی نور بدن سی
یہ اسم جانکی سرمایۂ نور
تراشی بی تامل بینی و گوش
گریزان ہو کی یان آئی ہین الغو

مقام حیرت ہی جائی عجب ہی
سراسر دامن حرمت ہوا چاک
اگر شاہنشہ لنکا کا ڈر ہو

بشر غصّہ کرین مجھ پر غضب ہی
شل ہی کیا ہی جب کٹ گئی ناک
تو مانند سپر سینہ سپر ہو

تم ایسی جسکی بھائی ہون زبر دست
اگر کچھ پاس غیرت ہی تو بھائی
لگی گی پھر نہ ایسی نازنین ہاتھ

وہ ہوویں صورت نقش قدم پست
بیری جلدی کرو زور آزمائی
رہو گی رکھہ کی بالای جبین ہاتھ

کہر اور دوکہن کا چودہ ہزار راچھسون کو لیکر مقابل آنا اور مارا جانا سبکا رام وچھمن کے ہاتھ سی



جو نام رام وچھمن ہے زبان پر
چڑھا دو روبیہ دریای حرارت
لیی چودہ ہزار افسر زرہ پوش
جو دیکھی شورش فوج سیہ کام
سیتا کو دامن کہسار میں جم
غرض لیکر سری سیتا کو ہمراہ
اسیر حلقہ خواہی نہ کیجی
یہ کہکر الغرض بیک تیز گام
کرو اگر او بیاسی جبہ سائی

و داغ خامہ ہے آج آسمان پر
چلی شورش کو از راہ شرارت
یہ چلی جو شان خروشان گزر دوش
سری لچھمن سی یون بولی سری رام
کرو پنہاں برنگ نور مردم
گئی کہسار میں لچھمن بصد جاہ
غریبون کی دل آزاری نہ کیجی
کیا کہر نی روانہ جانب رام
اجل سی در نہی مشکل ہائی

سنی یہ شیپ نکھا سی جبکہ روداد
کماندار و دلیر و ناوک انداز
گئی بن میں وہ سب ہمپایۂ دیو
مخالف صورت مژگان بے دیو
کرو نہیں دشمنون کو کشتۂ تیر
بہو جمکر دان کہا دوکہن نے کہر سی
بہ آسانی جو مطلب ہاتہ آئے
کہا قاصد سی کہدینا خبردار
بسی وہیں جو بوی شور و شر

جلی نار غضب سی فتنہ ایجاد
صف افگن صفدر و سرکش ستم ساز
ہوا گویا چمن پر سایۂ ابر
چمن پر آگئی ابر آسا گھری تیر
کہ واجب ہی گنہگاروں کو تعزیر
نہیں ہی فائدہ جنگ و سری سی
تو کیون ہو گشت ...
کہ آپہونچی سپاہ گرز بردار
نہیں شاید شہ لنکا کا ڈر ہے

وہ راون ہی شہنشاہ زبردست
اُسی راون کی ہم ونون یا بہن کہنا ہی
کہاں نخوت کہاں صحرا نشینی
بلا سر پر نہ لو بیٹھی بٹھائے
شہ دسرت کی ہم لخت جگر ہین
زبس صید افگنی کی دلمین تو ہے
شہ لنکا زبس ہی خود فراموش
اسیصورت اُسی ہی آخر کار
ہر اک جانب سی کی تیرون سی بوچھار
کہینچی میان سے خنجر نکالا
سوار سنگدل گہوڑونکی زین سے
جو بہاگی کچہ دئیتان صف آرا
ہوئی غرق تباہی فوج ناکام

ہجوم دیو تا جسنی کیا پست
مُسلّح ہین پی زور آزمائی
تراشی اُسکی خود بینی سی ہی بنی
کرو سیتا کو راون کی حوالی
بہ اسم رام و لچھمن مشتہر ہین
تمہین سی آہوونکی جستجو ہے
عروس خود پسندی سی ہم آغوش
کرینگے گشتہ تیر شرربار
ہوا میدان سراسر تیرہ و تار
کہینچی سر کے بل بہالا سنبھالا
رگری جل جل کی تیر آتشین سے
اُنہین رن مین تعاقب کر کی مار
پہری جوش تبسم سی سرِ رام

بلا قامت غضب سے زور جسکا
اُسی شہ کی وہ سب بیکہا ہی ہمشیر
حیات اپنی اگر ہو تمکو منظور
سُنا جب قاصد کہرتی پیغام
پی صید پلنگ و آہو و شیر
در مطلب بلا بیٹھی بٹھائے
پر از نخوت فراست سے ہی خالی
کہا جا کر یہ جب قاصد نے کہرسی
کوئی بہڑکا بہ رنگ آتش تیز
جو دیکھی رام نی تیرونکی بوچھار
گری کٹ کٹ کی دوش و بازو و سر
سوارون نی زبس کی تیزدستی
اودہر لچھمن بہری سیتا کو لائی

مچا ہی بحر و بر مین شور جسکا
شرارت سے جس کی بی جرم و تقصیر
نکبر گوشۂ دل سی کرو دور
زبان نرم سے بولی سرِ رام
میان کوہسار آئی ہین دلیر
کہ آہو سوی صحرا گہر کر آئی
مناسب اُسکے ہی اب گوشمالی
چلین جوشان صفین آئین ستمگر
کوئی گرکا بسان برق خونریز
برابر سر کئے تیر شرربار
کہین جیغہ کہین کلغی کہین سر
و لیکن ہو سکا جانبر نہ کوئے
بلے باہم قدم سر سر جھکائی

جانا سُنپ نکہا کا راون کے پاس فریاد کیواسطی اور آنا اُسکا مارِیچ جس کو لیکر پنچبٹی مین اور ہرن بنا ماریچ کا اور شکار ہونا رامچندر کے ہاتہہ سی اور لیجانا راون کا سیتا کو لنکا مین برہمن بن کر اور اُتارنا درمیان اپنی باغ

خیال جانکی صبح و مسا ہو
کمال درد سی کہینچی دوہائی
خروشان محفل راون مین آئی
سرِ نخوت پہ بہیم زر افشان
جما تہا رنگ جشن خسروانہ
یہ دیکہا جبکہ سامان طربناک
گئی راون کی آگی فتنہ ایجاد
جہان مین ہی ہم آغوش کون
غضب سے تجہ پہ آزار و ستم ہے

یہ دل بہی تصور سی بسا ہو
پریشانی سی سر پہ خاک اُڑائی
غبار آسا دل راون مین آئی
مغرق پر تکلف گوہر افشان
سرود و نغمہ و چنگ و چغانہ
غضب سی سب نکہا جلکر ہوئی خاک
دوہائی دی کہا فریاد فریاد
الم سی ہو رہا ہی جان بلب کون
تری جیتی تری خواہر کو غم ہو

گئی میدان مین جب راونکی ہمشیر
تڑپ کر پہر برنگ برق تابان
شہ راون می نخوت سی ہوشیار
اراکین دست بستہ صف بہ صف تہی
بہم نقل و کباب و ساغر و مے
جلایا آتش قہر و غضب نی
تجہی کچہ کار دنیا کا نہین ہوش
طلوع نشۂ ہستی ہے کسی پر
میان گوشۂ بزم حمیدہ

کہر دو دو کہن کو دیکہا گشتۂ تیر
گئی بن سی سوی لنکا شتابان
سریر زر پہ بیٹہا تہا بصد جوش
حشیر و اہتمامی ہر طرف تہی
رباب و ارغنون چنگ و دف و نے
عجب نالہ مچایا جان بلب نے
ہی نخوت سی ہی از خود فراموش
ستم کسپر زبردستی ہی کسپر
دکہائی بینی و گوش بریدہ

ہوا راون یہ سنکر بسر طیش
کردن جا کر خدنگِ تیر کسکو
فلک تک جلوۂ نور قدم سی
خطا سی ذاتِ انسان سے بری ہین
یہ اسمِ جانکی سرمایۂ حسن
تری خواہر سمجہ کر ای شہنشاہ
پکارا سرورِ لنکا کہ ہیہات
ہوئی گرم سخن راون کی ہمشیر
بضربِ تیر آتش ای وفا کوش
پڑا راون کی دل مین غم کا چہالا
اٹہا خود بزم سلطانی سے بیتاب
اٹہا بستر سے راون با دل زار
کئی تاجِ مرصع زینت سر
یہان لچھمن سحر کو حسب معمول
سزای سرکشان مد نظر ہی
سہو تم اگن مین تا مدت چند
تن آتش مین آئین صورت شمع
سری لچھمن پہری جب توڑ کر پہول
ادہر راون سرِ رنج سے سرشار
از سی ہمدم و غمخوار ہے تو
او دہ سے وہ برادر لچھمن کا رام
تکبر سے ہوئی ہین خود فراموش
مدد کو میری ہمراہی مین چل تو
کہا بس ای شہنشاہ وفا کوش
دلیر و صفدر و مرد زبردست

پڑا رونہ میان محفل عیش
دکہاؤن ترش شمشیر کسکو
کمال قوت بازو یہم ہے
شہ دسرت کی فرزند جری ہین
کف پا سے ہی انکی پایۂ حسن
دیا مجکو نہایت دردِ جانکاہ
نہ کیون تو نی کہی درکہن ہی یہ بات
وہ پہلی ہو چکے ہین کشتۂ تیر
کئی تن سرکی بوجہ سی سبکدوش
تسلی دیکے خواہر کو سنبہالا
ہوا داخل شبستان بہر خواب
سرور بادۂ نخوت سے سرشار
لیے ہاتہون مین تیر و گرز و خنجر
گئی بن مین خرامان تو نئی ہوں
جہان جنکی ستم سے چشم تر ہی
تن آتش مین نور آسا رہو بند
سمایا نار مین نورِ مجسم
برادر نی کیی لطف آئینہ سے بدل
گیا نزدیک یار ستمگار
شریکِ محنت دا آزار ہے تو
ہوئی ہین صورتِ حرص سگ کام
تراشی جسپہ نکہا کی مینی و گوش
دکہا گیسو صفت بل کر کی چل تو
نصیحت کر میری ای زادہ گوہر
کرینگی سرکشون کا حوصلہ پست

کہا ایسا وہ کون آیا جوانمرد
کہا دو تن بنام لچھمن و رام
سخن پہ ور او وہ کی ہین دو والی
زنِ پردہ نشین ہے انکی ہمراہ
قضارا درمیان دامن دشت
کہی کو نالہ و زاری بصد جوش
پہنچکر خون ستمگار و نگاہ بہتی
مدد کو جب میری پہنچی وہ جوشان
ہوئی گو آبرو برباد میرے
ہوا از بس اسیرِ حلقۂ رنج
سحر کو جبکہ خورشید جہانگیر
بصد چستی سلاح جنگ پہنی
بصد شوکت وہ رتہ پر ہوا سوار
سری سیتا سے یون گویا ہوئے رام
جہان تک ہین ستمگار زمانہ
رسیا جی نے سپے تمیل ارشاد
مجسم سایۂ سیتا بصد جاہ
سیتا کا جسم آتش مین سمانا
کہا ای نکتہ آرا و قوی تن
مہم اک سخت ہے درپیش مجکو
نہایت سر پہ زلف آسا چڑہی ہین
سزای کار گستاخی ہی لازم
سنا راون سے جب نام سری رام
وہ ہین نور مجسم دو نو بہائی
وہی ہے ہین جناب لچھمن و رام

کیا جسنے اسیرِ حلقۂ درد
ہوئی ہین شوہری ڈہونڈہکی بن گام
چلین سیدہا بظاہر بہولی بہالی
کہ جسکی نقش پا مین تیر دراہ
گئی تہی مین خرامان بہر گلگشت
زبردستی تراشی مینی و گوش
کبہی مردون کو بی جیتی نہ چہیتی
جناب رامچندر آئی خود شتابان
مناسب ہے کہ سن فریاد ہمشیر
ہوا دل غرق دریای شش و پنج
چمک اٹہا کرن کی لیکی شمشیر
لباس صاف و رنگارنگ پہنی
چلا لنکا سے صحرا کو صبا وار
کرو چندی تن آتش مین آرام
کرو دکہا سبکو ناوک کا نشانہ
کیا کاشانۂ آتش کو آباد
رہا دامن صفت شوہر کے ہمراہ
سری لچھمن جتی نی بہی نہ جانا
کمانِ دار وو دلیر و ناوک افگن
مدد دی اسی محبت کیش مجکو
برنگ موجۂ دریا بڑہی ہین
مین ہون انکی گرفتاری کو حاکم
برنگ بید کانپ اٹہا وہ ناکام
نہ کر تو خواہش زور آزمائی
جنہون نی مار ڈالا ہے ہزارہا

وہی یہ ہین سمجھا کم نہ ان کو
انہین نے ناوک اک مارا جھٹ ادھر
ہوئی تیر گران سے تنگدل ہون
اسی مین خیریت ہے ای شہنشاہ
سنا تاریخ سے جب یہ تب انکا
یہ سُنہ کس کا کہ اگر سُنہ دکھائی
پرندے سب رہے خوف و خطر سے
خلاف عقل کی تقریر تو نے
سُنی جب یہ شہزادون کی تقریر
فتادہ در کشاکش یاس پا بدان
کہا دل مین کہ گو ہے شرط سنت
بعد افزائی ملی گی مینے جانا
ادہر جنگل مین بیشس لی کہ دو تین
غرض دو نو وہ بدبخت سیہ کام
فروغ حسن لاثانی تہا بس مین
نظر آیا سبدل چہرہ پاک
یہ صورت دفعتہ دیکھی جو بن ہی
کہا یہ سی ای پیر خوش اسلوب
یہ ہون او جبل جو صحرا مین نظر کو
مُعرق دوش پر نکیا پڑی جھول
معرق نیلم و الماس و در سے
روش سے فتنہ محشر ہویدا تہا
قریب جا کی اہو جب آیا
عجب کچہ اسکی رامش کا چلن ہے
اسی وحشی کو تنہائی مین پاون

بلا لائی تھی تب سو ام تر جنکو
زگر ایمن درمیان قلزم شور
نحیف و ناتوان و مضمحل ہون
ابھی سید ہی طرح سی گہر کی لی راہ
ہوا گیسو صفت برہم سیہ کار
دکھائی سُنہ تو بیشک سُنہ کی کھائی
ورنہ چپ ہی گو سُنو نہین ورسے
خطا کی واجب التعزیر تو نے
یکایک تہر تہرا اُٹہا وہ دلگیر
نہ روئی رفتن و نی رای ماندن
مگر کچہ ہی طلوع کوکب بخت
قدمبوسی کا ہاتہ آیا بہانہ
ادہر مرنی مین تارا این کیعو
گئی قرب جناب لچہمن و رآم
چمک تہی پردہ چرخ کہن مین
مہیب و دہشت انگیز و غضبناک
پڑا ارتعاشا ساراون کی بدن مین
کہ اس میدان مین پیر خوش اسلوب
ملی پہل باغ مطلب کی شجر سی
بشکل دلکش و دلچسپ و مقبول
چمک تہی جلوہ گر چاندی کی گہر سی
شرارت اسکی عین انکہونسی پیدا
نظر مین نقشہ حیرت سمایا
نمایان ہر ادا مین بانکپن ہی
غم صحرا کسی حیلہ سی کہاون

شریر و فتنہ گر باری نہین نے
اُمیدان سی بدن ہی چور میرا
تصور سی لبون پر ہی دم سرد
خیال سرکشی کر دل سی باہر
کہا ہی لائق زور آوری کون
مری ہی ساکنان عرش تک دہوم
نہین ہرگز مجال آدمی زاد
اگر ہی تجکو ہمراہی سی انکار
پڑا اک مصرعہ خاطر مین سمکتا
متاع زندگی سی ہاتہ دہو کی
پس مدت مقدر یار ہوگا
اگر بخشین تو ہی صدق ارادت
دہان ہی ہر طرحسی شکل بہبود
نظر آیا جو نور عارض پاک
سنبھل کر دفعتہ خواب غشی سی
یہ چہائی ظلمت شبہا سی شتابت
قدم رعب تجلی سے نہ مارا
اُٹہین صید افگنی کو لچہمن و رام
سُنی جسدم شہزادونسی یہ بات
عیان سر پر بہار شاخ زرین
خجل اُس سی غزالان ختن ہون
غرض یون بن کی وہ آہوی خوش رنگ
کہا شوہر سی ہنسکر ای مہاراج
زبس آہو ہی مرغوب دل زار
اگر زندہ نہ ہاتہ آئی یہ نخچیر

کئی کشتون کی پشتی اری ہین ان نے
لڑون پہر یہ کہان مقدور میرا
ابہی تک ہی جگر مین شدت درد
کہ زور انکا میری دلیری ظاہر
مقابل ہو وہ ہی ایسا سی کہو تم کون
ہوا قبضی مین جنکی آتش ہی محکوم
اگر مرکے مجھسے ہے مانند شداد
کرونگا کشتہ تیغ شرربار
رہا سکتی کی عالم مین سسکتا
چلا زادون کی ہمراہی مین رو کے
میسر شربت دیدار ہوگا
دگر بارین تو ہی علین سعادت
بہم در اصل ہوگا گوہر مقصود
گر اغش کہا کی ہر اون بر سر خاک
نظر کی پہر دوبارہ سرکشی سی
قد موزون نظر آیا قیامت
رہا آگی نہ پہر چلنی کا یارا
مین یان سیتا کو لیکر ہون سبک گام
بنا فوراً وہ آہوی طلسمات
تجلی تھی نثار شاخ زرین
ہرن کی نشہ غفلت سر ہون ہو
ہوا میدان مین سرگرم تگ و پوی
یہ دیکہا آہو زرین عجب آج
کسی حکمت سی کر دیجی گرفتار
تو لا جا دی سی کیمی کشتہ تیر

بنی گا مرگ چھلاوہ بہت خوب | نفیس و خوشنما دلچسپ مرغوب
بیان ہین سرکشانِ فتنہ ایجاد | طلسم و شیوہ افسون کی استاد
غرض جب جانکی جی نی یہ مانا | ہوئی اُٹھکر بہ مجبوری روانہ
دوبارہ جبکہ ناوک نی خطا کی | ہوا رُخ پر ظہورِ خشمناکی
وہ گم یون اوس کی ہوتا تہا نظر سے | پرندہ جسطرح پران ہو پر سی
کبھی ظاہر کبھی غائب تہا مستور | کبھی رک رک کی پاس آیا کبھی دور
تبسم کرکے یون بولی سی رام | نہین اسکی اسیری سی ہی کیا کام
نہین معلوم کیا نیرنگ و فن ہی | ہوا ہی یا چھلاوہ ہی ہرن ہی
کیا تیر اوسپہ سر نی محنت و غم | زمین پر گر کی آہو کر گیا رم
سہ بارہ پہر کمان سی تیر مارا | ہو اگم آہوی زرین قضا را
یونہین کچہ دیر تک بن مین چلا چال | نہ چھوڑا آرام نی آہو کا دنبال
گئی کچہ دور جب ہمین وہ نیچاہ | برآیا مدعای حسبِ دلخواہ

جانا رامچندر کا صحرا مین واسطی شکار ہرن کی اور لیجانا راون کا جانکی جی کو بفریب برہمن کے



رگرا یعنی وہ زخمی ہو کی بیدم | غزال مہوح دانا کر گیا رم
کہ ای لچھمن نہایت چشم تر ہی | خبر لو شدتِ دردِ جگر ہی
سری لچھمن سی فرمایا کہ سن ہین | کہ یکسی بوی رقت ہی سخن مین
کہا لچھمن نی ای فرخندہ فرجام | نہین ہرگز یہ آوازِ سیرام
ظفر خود انکی نوکِ تیر مین ہی | شجاعت قبضہ شمشیر مین ہی
کہا سیتا نی ای سرمایہ ناز | نہ ہو ہمدرد یون حیلہ پرداز
زبان رام سی با سحر و انداز | دم مرگ آ سنی دی رو کے آواز
صدای گریہ و آوازِ پر جوش | ہوئی سیتا کی ناگہ حلقہ گوش
نصیبِ دشمنان آفت ہی آئی | فلک نی تازہ کچھ گردش کہائی
نہین خوف انکو فوج صف شکن سی | نہین کہٹکا طلسم و مکر و فن سی
کسی کا دم حباب سا روان ہی | شکارِ جان بلب محوِ فغان ہی
رہی ہر دم شریکِ گرم و غمی | نہین سختی مین واجب چشم پوشی

برادر کی لئے گھر بار چھوڑا ۔ ہجوم مونس و غمخوار چھوڑا

کہا انکو نہین مطلق خطر ہے ۔ یقین مجکو یه نقش کا اثر ہے

مدور خط بشکل ہالهٔ ماه ۔ دیا کھینچ اسجگه پر بھر کی اک آه

برنگ روح تم اس تنمین رہنا ۔ بدن کی طرح پیراہن مین رہنا

ہدا کید اسطرح سمجها کی باری ۔ سہری لچھمن سوی صحرا سدہاری

بدن مین جامهٔ زرتار زیبا ۔ گلو سے تا کمر زنار زیبا

گیا قرب سہری سیتا خرامان ۔ دعا می عمر دی پھیلا کی دامان

کرم کر مجپه ای فخر زمانه ۔ گئی دن سی ہین ٹہنی آب و دانه

جو کچه موجود ہو ای کھتا داد ۔ عنایت کر مجھی با خاطر شاد

یه بخشش جو کھولا بھگوتی نی ۔ دعا دیکر گذارش کی جتی نی

بہارانی نی کچه دیکھا نه بهالا ۔ قدم کو نقش کی باہر نکالا

نہین واجب طریق کج ادائی ۔ خبر لیمی براه آشنائی

مگر جب کیا سیتا نی اصرار ۔ چلی شوہی بیابان چار نا چار

کہا اس حلقهٔ خط مین لیسن اے اتم ۔ رہو پنہان مثال نور مردم

محافظ ہی یہی نقش مدور ۔ قدم رکھنا نه اس حلقه سی باہر

مگر گوشهٔ صحرا سی راون ۔ مبدل ہو گیا شکل برہمن

بہار قشقهٔ صندل جبین پر ۔ غبار آلوده گیسو کل جبین پر

کہا سیتا مہا مائی کی جی ہو ۔ مہیا جسکی خواہش ہی وه شئے ہو

اسیر حلقهٔ درد و تعب ہون ۔ غم فاقه کشی سی جان بلب ہون

سنی جسدم برہمن کی یه آواز ۔ اٹھی بہیل لی کی وه سرمایهٔ ناز

مجھی حلقه سی باہر ہو کی دو بہیل ۔ تمہین بہی تا که بہیل دینی لگا ہو

بغل مین لی کی سیتا کو وه خوش ۔ ہوا صحرا سی غائب صورت ہوشتر

آگاه ہونا جٹائی کرگس کا اور جنگ کرنا راون سی اور مارا جانا اُسکا اور پہنچنا رام و لچھمن کا تلاش جانکی مین جٹائی کی پاس اور کریا کرم کرنا اُسکا اور تشریف لیجانا وہان سی سیوی کی مکانمین

جناب رام ادہر ہو چشم اخگر ۔ کرہ تا بحر مضامین مین مچی اصر

اُسی پر تہا مقیم اک کرگس پیر ۔ مبارک طلعت و فرخنده تقدیر

جٹائی نکته آموز و سخنور ۔ شه شاہین و شہباز سبک پر

سنا نعره جو اسنی عرش سا بر ۔ اُوڑا مانند بو شاخ شجر سی

طپان دیکھا جناب جانکی کو ۔ ہوئی آشفتگی کرگس کی جی کو

نه لد اکر غضب سی جوش مین آی ۔ سہل جامی مین ہنسی اہوتن مین آی

متاع حکمت کی دانا ہی ہین ۔ جناب جانکی ماتا ہی ہین

غبار پا بس ای اہل ستم لی ۔ پرستش کر ذرا جہک کر قدم لی

کہا راون نی جب ای ہی مشقت ۔ شرارت سی لبس اپنی ورگذر تو

سنی باری جو یه کرگس نی گفتار ۔ سر راون پر باری اوڑ کی منقار

رہی آدہیرش کا مل جو و تادیر ۔ یه تہا کرگس دانا کسی زیر

اُسی رستہ مین اک نخل کہن تہا ۔ زمین پر دور تک سایه فگن تہا

قوی ہیکل جسیم و نکته پرداز ۔ ہمای اوج و آتش عشق پرواز

سدا دلمین تہی اسکی رام کی یاد ۔ عروج نخل پر رہتا تہا دلشاد

عقاب آسا لب و چنگل کئی باز ۔ سر راون پہ جا پہنچا وه طناز

مقابل آکی بولا ای نگون بخت ۔ زبون عقل و زبون کار و پور بخت

یه سیتا مین کرم بخشش یگانه ۔ عطا پاش و خطا پوش زمانه

یہی سب دیوتون مین ہی سر افراز ۔ زمین ہی انکی پابوسی سی ممتاز

نہین سیتا سی ہی گر دست بردار ۔ سہل مین سر په آپہنچا خبردار

نہین مجکو خیال و خوف انجام ۔ ترا تن ہی فقط اک لقمهٔ خام

ادہر راون نی بڑه کر سر کیا تیر ۔ جہکا ضیغم صفت بالای نخچیر

بدن نوچا دبوچا پر سر جنگ ۔ غریق خون کئی سینه خنج و جنگ

تن شہ پر وہ ماری انی شمشیر
بصد چستی سیتا کو فارغ البال
غشی سی خاک پہ آیا جو کچھ ہوش
سراسر شکل کی بال توی بال

غبار آسا گرایا خاک رہ پر
اٹھا لایا نہ نخل کہن سال
اٹھا راون غضب سے ہوگی جیسی شیر
تن کرگس ہوا تیرو نسی غربال

ملوک تیر منقار صف آرا
کمال جوش شفقت سی ٹہا کر
بھڑک کر مثل آتش سر کئی تیر
گرا فرش زمین پر ہو کی بیہوش

کیا زخمی تن راون وہ بیچارا
مقابل پھر ہوا راون سی اگر
کیا باری غریق آب شمشیر
غشی تاری لب شیرین تھی خاموش

لرنا جٹائی کا راون سے وقت ہر لیجانے سیتا جے کے درمیان راہ کے



زبس تھا اشتیاق لچھمن و رام
تڑپتا تھا بہ فرط درد جانکاہ
سیتانی کی زبس فریاد و زاری
کبھی کہتیں ہوا سی ای ہوا خواہ
پرندوں سی کبھی کہتیں کہ پردار
روان گو بر سر عرش برین تھین
کہیں انگشتری پھینکی کہیں چمن
لباس زعفرانی لی کی تن سی

گران بار فراق لچھمن و رام
دم آنکھوں نہیں لبوں پر نالۂ آہ
کوئی پہنچا نہ بہر غمگساری
پتا جا کر بتا دینا سر راہ
خبر جا کر مری کرنا خبردار
مخاطب جانب فرش زمین تھیں
کہیں زیور کہیں پیرایۂ تن
مری سیتانی پھینکا عقل و فن سی

جو تھی اظہار مطلب کی ضرورت
ادھر راون سری سیتا کو لیکر
کلیجی میں طپش لب پہ فغان تھا
بیان کرنا یہ حال اضطرابی
کبھی کہتیں کہ ای آہ شرر ریز
پہنچ کر ہر جگہ با چشم نمناک
نظر آیا کہیں بالائی کہسار
غرض راون نی پوشیدہ اور

کھلیں آنکھیں رہیں ناری کی صورت
اڑا مانند بوا اوج ہوا پر
قفس میں طایر روح روان تھا
کہی مانند کاگل پیچتا بے
پہنچ وان تک اگر چلنی میں ہر
نشانی اپنی پھینکی بر سر خاک
ہجوم خرس و میمونان گراہ
بٹھا لا کشور لنکا میں جا کے

سپری ستیا کو گلشن مین جگہ دیکر
خبر کو کوئی تا آسکے نہ پائی
حروفِ غم سی خاک افشان درِ قفس
اُدھر جب عنقریب جلوۂ شام
کہا ای پیر گردون خیر کیجی
کہان چھوڑا سپری ستیا کو تنہا
کہا گلچین نی ای عصیان و تقصیر
نصیحت کی زبس لیکن نہ مانا
بس اقبال آپ کا کافی فقط ہی
پھڑکتی بی سبب کیون چشم تر ہی
ملی تصویرِ حیرت جا ہی ستیا
کیا بس بجلی سی چاک دامان
صبا کی طرح ہر سو خاک اُوڑا کے
سدِ نظارہ انکو چار سو ہو
کبھی پھولون سی کہتی تہی تا کل
کبھی کہتی تہی ای صحرا کی اہو
نہ تہا ہوش انکو خود رفتگی سی
چلی آگی تو دیکھی ترکش و تیر
کہا گلچین سی یان پیکانِ خدنگ
کہا ہی کوئی یان اے چشمِ تر ہی
زبان پر نالۂ درد و ستم ہی
کہا رقت سی ای سرمایۂ خیر
مری آنکھ نہ تہی مطلق جدائی
نہ تہی تاب صبا ہی مہر افلاک
سنبہالا جا کی ہینی نصف دہ

سروان کو گوشۂ تن مین جگہ دی
پرندہ کیا صبا آتی نہ پائی
جگر شق ہی قلم کا رنگ فق ہی
ہرن لیکر پہری بن سی اسیر رام
غمِ فرقت نصیبِ غیر کیجی
سبب کیا وجہ کیا باعث کیا ہی
مین اس بار خطا سی ان مسکد شہر
ہوا تب مین بہ مجبوری روانہ
برا بہرِ حفاظت نقشِ خطا ہی
شگونِ بد نما پیشِ نظر ہی
نہ پایا کچھ نشانِ پای ستیا
کمال درد سی پہاڑا گریبان
چلی پہر تجسس دونون بہائی
تبادہ جستجو ستیا کی تو ہو
چراغِ رنگ و بو پہر کر تہو گل
کہو کچھ غنچہ آسائش سی تہو تو
نشان کیا دین ہرن ستیا ہم کی
شکستہ قبضہ و پیکان و شمشیر
علامت آشکارا ہی پہر نگ
کسیکو شدتِ دردِ جگر ہی
حباب آسا فقط انکھون مین نم ہی
طپان ہی کسیلیی با حالِ غیر
سد انہا اتفاقِ آشنا سے
پہری فرطِ غشی سی جانبِ چاک
اُٹہا لا بر سر اورنگ شمشیر

نبت نوح و تیان بد جہت سبز
لکہا سب اس طرف کا حال جانسوز
سیاہی ہی رنج کا غذ چہائی
سپری گلچین ہی پاس رستہ مین ناگاہ
سپری گلچین سی فرمایا کہ بھائی
بیان ہر سو ستمگارون کا ہو گر
صدای غم سی ستیا کو ہوئی یاس
نہ کیجی آپ کچھ دلمین تشویش
کہا سچ ہی برای فرخندہ کردار
غرض باہم ہی کرتی ہوئی ذکر
گیا زخمِ جگر غنچہ صفت کہل
ہوئی بی اختیار از خود فراموش
کبھی نخلون سی پوچھا اشک تر ڈال
کبھی تیرون سی کہتی تہی تپا دو
تمہاری بو ہی مطلب پر نظر ہی
کبھی سرو و گل کی فریادی بصد درد
غرض آگی بڑہی دونو جو محزون
کہین صحرا کو دیکھا خون مین تر
تجسس کو بڑہی آگی جو ناگاہ
غرض آیا نظر اک کرگسِ پیر
بصد شفقت سرِ بالین پہ جا کر
کہا کرگس نی بہر کر نعرۂ آہ
کیا اُس لوگ کی لینی کا جب عزم
قضا را مین عروجِ شاخ پر تہا
خوشی لاکی برت پر اتارا

برای پاسبانی کین مقرر
اُدھر کا اب سُنو ذکرِ زبان سوز
نہین چشمِ قلم مین روشنائی
تو فرطِ غم سی کہینچی رام نی آہ
عنانِ عزم کس رُخ کو اُٹھائے
بلا و سحر و افسون کا خطر ہی
بہ منت مجکو بہیجا آپکی پاس
نہین وان کوئی جا سکتا بجاتش
وصالِ جانکی ہی امرِ دشوار
گئی بن مین وہ دونون جستجو کر
رہی دونون برادر تہا کر دل
پریشان ہم نجو دیکتی ہین منتظر
ریاضت سی ہو تم اور ہی جہابل
نشانِ غنچۂ مطلب تبا دو
کہو کچھ جانکی جی کی خبر ہی
خبر دو ای غزالانِ جہان گرد
تو دیکھی خار و خس پہ قطرۂ خون
کہین بازو کہین نوچی ہوئی پر
تو آئی اک صدای نعرہ وآہ
زمین پر ہی پریشان زخمی تیر
رکہا سر اُسکا زانو پر اُٹہا کر
جٹائی ہو نہین حسرت کا ہو لخوا
شوی اوجِ فلک پہنچی پی زرم
تماشا سب یہ میرے پیشِ نظر تہا
کیا سب مینی دانائی سی جا

پہ دن سی دی ہوای سرد بیٹھی
مسلسل اب ہوا تار محبت
بنی تا زندگانی بات باہم
پی ستیا ہوا ہین بر سر جنگ

مہیا کی دوای درد سینے
پڑا اگر دن مین زنار محبت
ہوئی گیا کیا نہ احسانات باہم
گرا لیکن زمین پہ ہو کے دلتنگ

شہ دسرت کو جب آیا ذرا ہوش
غرض اسے دن سی ای فخر زمانہ
ستیا کو لیکی اک راہ پس قضا کا
گرا غش کہا کی مین فرش زمین پر

گلی مل مل کی فرمایا بعد جوش
رہی سب اتحاد خانہ بانہ
اسی رستہ سی نکل نکلا ستمگار
وہ ظالم اور گیا عرش برین

جانا رام و لچھمن کا جٹائی کی بالین پر اور سر اسکا اپنی زانو پر رکھکر استفسار حال کرنا



جو تہا عین اشتیاق و چشم ویدار
سنی جبت جناب رام نی بات
تمہاری دید سی اک دلکو تہا چین
اگر جینی کی ہو رغبت جلا دون
تو وقت ایسا پہر آئی کا کبہو
چہٹا مرغ رواں قید بدن سی
بہری فرط الم سے نعرۂ آہ
چلی آگی تب رقت سی نالان
جناب رام نی دیکھا جو یہ طور

دم اکہتا ہیان دیدۂ زار
لی دست تاسف کہکی ہیہات
منور ہو گیا تہا خانۂ عین
پی آئینہ قدرت جلا دون
دم اک کہڑی آپکی قدمونپہ ہی ذات
پہڑک کر اور گیا بلبل چمن سی
ادا کی آخر شرسم الگ واہ
پی گرگس کف افسوس نالان
تو فرمایا سری لچھمن سی فی الفور

لی درشن لبس اب عزم سفر ہے
کہا ای رونق گلزار ہستی
تمہاری جانکنی سی ہے یہ غم ہی
کہا گرگس نی رو کر ایمہاراج
یہ کہنا تہا کہ آنکھین ہو گئین بند
بہت رو رو کی دی دونون بہنی آنسو
بزرگ اپنا سمجھکر بادل زار
کمند اک راچس اظلم ستمگار
بہ نرمی اسکو سمجھا دو بجہادو

کہ ہر دم شدت درد جگر ہی
کریگا کون اب ایسی سرپرستی
غم مرگ پدر گویا کہ کم ہے
تہا کی کچہ بھی خواہش نہین اب
شوہر مر گیا مرغ خرد مند
نہ لیکن دیدۂ گرگس ہوئی بار
کرم سی بر لب دریا کی گرم
ہوا این مین مقابل ہر جگہ پر
سمجہ جاہی تو کیون ہتی وکہا کر

طبیعت سست سے تیزی نہیں خوب
بصد نخوت کہا چھپنی ہنسکے
جناب رام نی دیکھا جو یہ رنگ
گرا بس مثل اشک دیدۂ زار
دعا ہی دی سی دربا ساکی ناچار
برنگ موجۂ باد روان وہ
نظر آیا کسی جا وقت گلگشت
کوئی سیوری زن فرخندہ بنیاد
لہذا وہ زن پاکیزہ داماں
کمال مہربانی سی کسی روز
قدم بارہی چہوئی گردن جھکا کر
خبر سیتا کی پوچھی ذوق دل آہی
ہوئی رخصت وہاں سی چھمن و رام
کہی باید چال رام و چھمن
سنبھل ای توسن کلک سبکرو
بحج انور سیہ تہا آثار زردی
چلا ہر مثل صبا کرتی ہی گلگشت
نہالان کہن گو سون ہری تھے
جھکیں سب جہو لکر شاخ گل تر
اسی صحرا مین اک کوہ گران تہا
بہار جانفزا دیکھی عجب وان
کہین رقصان تہی طاؤسان طناز
کہین تہی قمری و شمشاد باہم
شنا ایک رکھہ وہا نیر تہی فروکش
چلی آگی کہ سیاح سبکرو

کسیکی نیت خونریزی نہین خوب
جیسو گی کب مری پنجہ مین بچکی
بہ مجبوری ہوئی آمادۂ جنگ
ہوا بامشکل نورانی نمودار
ہوا مین اک دیئت مردم آزار
اوڑا کہکر بسوی آسمان وہ
مکان اک درمیان دامن دشت
اسی دشت لق و دق مین تہی آباد
سحر کو شتین جاتی خرامان
ہوئی وان خود بدولت جلوہ افروز
بر شیرین کہی پیش اسکی لاکر
کہ تہی فرقت مین غنچہ کی ضمحل سی

کہا لچھمن نی جا کر تیتی سے
شکار تازہ ہاتہ آیا یہ مشکل
کیا غصہ سی تیر آتشین سر
جھکایا سر تفاخر کی نظر سے
مجی تہی آپکی عین انتظاری
ادہر رخصت ہوا وہ اہل اکرام
مصفا سر بسر سینہ کیصورت
شنا تہا اسنی صحرا مین قضارا
پی دعوت بر شیرین جو پاتے
مقرر دفعۂ سیوری کا چکا
نہال اسکو کیا پہل چکہ کی یکتا
کہا یان دشت پنپا سی نزدیک

عداوت کر نہ رستی مین کبھی سی
کرونگا انتقامی آتش دل
گرا جل کر عدو فرش زمین
کہا مین گنبد ہر پ تہا پیشتر سے
ہوئی اب صورت مطلب برآری
بڑہی آگی جناب لچھمن و رام
منور صاف آئینہ کیصورت
کہ ہین یان رام و لچھمن جلوہ آرا
و فور شوق سی جن جن سے لاتی
بلا ہٹی ہوئی درشن قدم کا
نہال مستمندی کا دیا بار
ملیگا آپ کو اسمین تیا ٹھیک
ہم آغوش عروس دو آلام
بسی دل مین خیال رام و لچھمن
صبا کیطرح تہی ہر سو شبک گام
گریبان تحمل سر بسر چاک
شب ظلمت مین مثل نو پہنچی
کہین تہا نغمہ والحان بلبل
روان صحرا مین آجب کو دیکہا
ہوئی زینت فزای دامن کوہ
روان تہی موجۂ باد بہاری
کسی جانب بہار نسترن تہی
ہوئی ہمراہ مین محو گلگشت
ادا کی رکہہ نی تعظیم و مدارات
دل محو بہار دلکشا تہے

آغاز کرنا کبندا کا نہ پہنچنا رام و لچھمن کا صحرای پنپا پور مین

بیابان سخن مین کرتک دو
قدم کو صدمۂ صحرا نوردی
مہک جاتا تہا سارا دامن دشت
سراسر میوۂ ترسی بہری تہی
بہار سبزہ و سرو و صنوبر
بلندی مین نظیر آسمان تہا
تصدق جسپہ ہو تکلف گلستان
کہین تہی نغمہ زن مرغ خوش آواز
کہین تہا جمع مرغان فراہم
نہان کوہ گران مین مثل آتش
ہوئی محو بہار نخل خودرو

بے سیتا جناب لچھمن و رام
فراق جانکی مین چشم نمناک
خرامان سوی پنپا پور پہونچی
کہین نسرین کہین لالہ کہین گل
کہین جوہی کہین شبو کو دیکہا
جناب رام و لچھمن باصد وجد
مثال اشک نرگس جشمی تہی جاری
کہین کیفیت رنگ سمن تہی
جو دیکہی رام نی کیفیت دشت
جناب رام نی جب کی ملاقات
خرامان ہر طرف مثل صبا تہی

وہاں بندر تھا اک سگریو نامی ۔ نوی اندام و سردار گرامی
برادر اسکا تھا بالی قوی بال ۔ سر عز و کرم خورشید اقبال

زبس آئینۂ دل میں تھے جو زنگ ۔ اسی وہ غنچہ ساں کرتا تھا تنگ
اسی کی خوف سی وہ دل شکستہ ۔ چھپا تھا بن میں اگر خوار و خستہ

کئی ہیمون تھی ہمراہی میں اسکے ۔ رفاقت میں ہوا خواہی میں اسکے
انہیں میں تھی برادر عزت و شان ۔ جناب کیسری نندن ہنومان

احوال پیدائش سری ہنومان جی کا یعنی راجہ اندر کا گوتم رکھہ کی مکان پر آنا اور بد دعا دینا رکھہ کا اہلیہ اور انجنی اور راجہ اندرا اور چندرمان جی کو اور ظہور فرمانا ہنومان جی کا انجنی کی بطن سے

سرھی رگھبر ادھر خشم کرم ہو ۔ کہ سرسبز ہی یہ تا شاخ قلم ہو
سمھل ای خامۂ فرخندہ تقدیم ۔ رقم کریان کچھ احوال تھا بر

کہ جبدم پردۂ سیرت ہوا فاش ۔ دل گوتم تھا زخم جگر پاش
دعا ہی بدنی یہ دکھلا دیا رنگ ۔ ہوئی یعنی اہلیہ پارۂ سنگ

ہوئی داغ اندر کی جسم و جگر میں ۔ کلف کا لگ گیا دھبہ قمر میں
جو تھی اک دخت گوتم اہل اکرام ۔ عفیف و پاکدامن انجنی نام

اسے بھی صفا گوتم نی دعا دے ۔ کہ ہو تجھکو حصول نامرادی
دعا کی ہیل سی حرمت کا لٹی باغ ۔ میان چادر عصمت لگی داغ

زبس تھی انجنی دریای فرہنگ ۔ رہیں جا کر کنار چشمۂ گنگ
بنایا اک مکان بہر عبادت ۔ ریاضت کی بہ آئین سعادت

بظاہر چند ہر جانب سی گہر تھا ۔ نہ ممکن پیک صرصر کا گذر تھا
رہیں مثل گہر بطن صدف میں ۔ چھپا مہر سعادت الشرف میں

رہیں چند ایمین بکمیدت ذیشان ۔ میان جسم خاکی صورت جان
نہ تھا واں سایۂ خورشید کا دخل ۔ نہ پاتا طایر عقل رسا دخل

فقط اک روزن منفی تھا در میں ۔ نہ آتا تھا مبصر کی نظر میں
بہ فرط تشنگی ہوتیں جو بیتاب ۔ اسی روزن سی پیتیں قطرۂ آب

یہ پیچ ہی لاکھ تدبیر و خرد ہو ۔ مگر کب ہونی والی بات رد ہو
بشر ہرچند تدبیریں کری سب ۔ حروف نقش پیشانی تھیں کب

کوئی راجہ پس تھا بھسماسر جفا کوش ۔ سراسر بادۂ نخوت سی مدہوش
سدا شیو کی بذوق دل جو کی بار ۔ دیا درشن کہا بس آفرین باد

بیان اس جانفشانی کا سبب کر ۔ خوشی سی مدعای دل طلب کر
پھری گوری بھی تھیں ہمراہ شنبھو ۔ انیس و ہمدم و دلخواہ شنبھو

فروغ حسن گوری پہ ہوا عشق ۔ لگا دی عشق نی سینہ میں آتش
ہوا آشفتہ گوری وہ بدخواہ ۔ نہایت ملزم دلمیں ہوئے چاہ

خیال آیا کہ اب کیجی وہ تدبیر ۔ عروس مدعا ہو جسسی تسخیر
سدا شیو سی گذارش کی کہ ناتہہ ۔ جلی وہ جسکی سر پر میں رکھوں ہاتھ

سدا شیو ہیں جو بھولے ناتہ مشہور ۔ تامل گوشۂ خاطر سی ہے دور
کمال مہربانی سی کہا خیر ۔ نہ سمجھی ہونیوالی ہی کوئی بیر

قبول آرزو سی وہ زبردست ۔ شراب خودپسندی سی ہوا مست
خیال آیا یہی بہر نمایش ۔ کروں شنبھو کی سر پر آزمایش

رکھوں ہر دم سر گوری کو ہمراہ ۔ بر آئی آرزوی حسب دلخواہ
زبس تھا نور نخوت سی چڑھا وہ ۔ بڑنگ سایۂ شنبھو بڑھا وہ

جو دیکھا شنبھ نے یہ حال عجائب ۔ ہوئی مانند بو صحرا سی غائب
رہا ہر تی مثل قدرت جلوہ گر وہ ۔ روان تھا صورت پیک نظر وہ

زبس آمادۂ شر تھا جفا کیش ۔ کبھی وہنی کبھی بائیں کبھی پیش
یہ تھا دلمیں سر اقدس کو چہو لوں ۔ نسیم آسا گل مطلب کو بو لوں

سدا شیو جی بصد وسواس و اندوہ ۔ چھپی جا کر میان دامن کوہ
جو تھا پیش نظر وقت مسرت ۔ ہوئی خود کیسری ہیمون صورت

جناب کشن نی دیکھا جو رنگ — کہ شمبھو دست بستہ پاس ہین دلتنگ
ادا سی کرکی ابرو کا اشارہ — کہا ہنسکر کہ ای سرو چمن آرا
بلی دل زین سخن آگاہ باشد — کہ دلدار از دلدار آگاہ باشد

سری گوری کی صورت کنکی بہنچی — خراماں سامنی دشمن کی بہنچی
سری ہمکو تو مجھکو ہی تری چاہ — شتل ہیچ ہی کر دلکو دلسی راہ
کری کیا کوئی گر دو دل ہون منضم — نہین دخل کلام اعتراضی

تعاقب کرنا ہنسا سُر کا پاربتی جی کیواسطی اور شدید ہونا مہا جیکا بیہار مین اور آنا کشن جیکا پر دو بکار اور جہانا ہنسا سر کا اور مہر کشن ہاتہ رکہکر وہ جلجانا



مجھی خود بعبث شب حذر ہی — فقط لیچ انکا منظور نظر ہے
وہی جلسا و کہانی گر گوئی اثر — مطیع حکم ہون اسکی بہر طور
وہ ناری یہ تن خاکی بہبولا — کہ سب اندیشۂ انجام بہولا
دکہا کر کشن اعجاز عجائب — ہوئی خود دفعتہ نظرون سی غائب
گذشتہ سرگذشت اپنی سنائی — شبیہ قدرت کامل دکہائی
وہی صورت وہی ہو لطف انداز — وہی تیور وہی چتون وہی ناز
دکہایا عارض تابان کا پرتو — برنگ شمع ہر تیلی نی دی لو
جلا نقد تحمل صورت خس — بہا بیساختہ تخم تقدس
نا بس تہا دلمین جوش عشق گلگون — اسی چوٹا میان چشمہ گنگ
ہنک قطرہ کی لیکن جارسو تہی — کہ گو سون عنبر جارا کی بو تہی

شرین و سر پہ رکہکر نازسی ہاتہ — وہ گاتی ہین عجب انداز کی سات
کہا گر ہی یہی مرضی تو خیر — وہی گت ناچتا ہون دیکہیی پہر
رکہا ہاتہ اپنا جب فرق سیریں — تو جلکر گر پڑا فرش زمین پر
خراماں بر سر کہسار پہنچی — قریب شب سبک رفتار پہنچی
کہا شب نی براہ عقل و فرہنگ — مجھی وہ یک نظر دکہلا دی رنگ
جناب کشن نی بدلا وہی روپ — شعاع رخ سی پہیکی پڑ گئی دھوپ
جو دیکہا شب نی وہ حسن دلارام — گہٹا جوش شکیبائی بڑہا کام
جناب کشن جی نی مسکرا کر — لیا قطرہ کو اک برگ شجر پر
تہا پانی مین لعل بی بہا وہ — درخشان سر بسر مثل شہادہ
تہا قطرہ غرض نور صفا سی — ہوا باہم عروس دلربا سی

روان قرب اس سیاوتنگہ کی پہنچا	مکان انجنی تک بہ کی پہنچا
پیا جل زخنۂ دیوار کے راہ	گیا تخم مقدس منہ مین ناگاہ
جو گذرا عہدہ معمولی قضا کار	ہوئی تشی انجنی نندان نمودار
نکر جل سی جو بہ کر قطرہ ترشح	گیا منہ مین نزور باد صرصر
بہ پیش انجنی فرط طرب سی	جھکایا سر کو آئین ادب سی
جو دیکھی شکل فرزند جگر بند	ہوئین وہ محو حیرانی دم چند
کہا بارہی کہ ای فرزند دانا	نظر جو سرخ پہل آئی وہ کہانا

حفاظت انجنی نی کی تہی ہر چند	گر چشم بصیرت ہو گئی بند
رہا گوہر وہ آغوش صدف مین	فروغ مہر تہا بیت الشرف مین
عیان چہرہ سی آثار کرامت	طراوت بخش گلزار کرامت
ہوئی شرکت صبا کی لشت ازبام	یون تہا اس سبب سے ہو گیا نام
گذارش کی براہ نکتہ دانی	غذا بخشو بفرط مہربانی
خلاف جنس انسان تہی صورت	ہوئی آئینۂ دل پر کدورت
بوقت صبح دامان افق مین	طلوع مہر تہا رنگ شفق مین

جست کرنا مہابیرجی کا انجنی کی پاس سی آسمان تک اور دبالینا سورج کو اپنی منہ مین اور بجر مارنا راجہ اندر کا غضبناک ہو کر



یکایک ساغر جرات جو چہلکا	ہوا دہوکا بسر کو لال پہل کا
لیا مہر درخشان کو دہن مین	مچا غل یہ وہ چرخ کہن مین
اچنبہ دیوتا ششدر تہا ہر مین	خلل تہا کاروبار دنیوی مین
جو مارا بجر بجرنگی کی تن پر	پڑا وہ ناگہان چاہ ذقن پر
پڑا تہا پردہ ظلمت جو ہر سو	پریشان تہا ہر اک مانند گیسو

برنگ شعلۂ آتش وہ لپکی	گئی گردون پہ برق آسا تڑپ کے
اندہیرا چہا گیا چرخ سماپر	زمین و طبقۂ تحت الثرا پر
جو دیکھا شور و غل بالائی افلاک	سری شترحیت ہوئی ازبس غضبناک
ذقن کج ہو گئی ضرب گران سی	گری فرش زمین پر آسمان سی
گذر وجہ ہوتا ہی زہس لال	کہلایا دیوتون نی لاکی فی الحال

طریق صلح دائم مین سخن سی
اسی ساعت بنا دشمنا کی
ہوئی خلقت غریق قلزم غم
ہوئی بی حس طیور و مرغ ماہی
تعاجب سی دکہایا لطف تقریر
ہوئی حاصل جہانکو شادمانی
ہجوم دیوتانی با دل شاد
غرض خوش ہو کی آئین تحسین
رکسینی بل دیا اس صف شکن کو
مہابیر جری با خاطر شاد

لچہرایا مہر تابان کو دہن سی
کشش کی سر بسر باد صبا کی
پون کی روک لینی سی تکادم
جہان تہا غرقہ بحر تباہی
کیا داب ادب سی عذر تقصیر
بلا سب کو متاع زندگانی
پون مست سی کہا تب فریاد
ہر اک نی دی دعا اپنی طرف سی
عطا کی سخت سنگینی بدن کو
ہوئی پہر جا کی نیپا پر مین آباد

آ دہر جب ظلم سرپت کا سنا حال
دکہا کر صورت افسوس اندوہ
ہر اک تہا خنجر غم سی دل افگار
غرض سب دیوتا ملکر بصد یاس
پون جی نی جو دیکہی حالت زار
ہوئی جاری امور زندگی سب
موثر ہو گوئی حربہ نہ تن مین
رکسینی دی دعا کی مرانی
کلام آشتی کہکر زبان سی
محبت سی سی ہمراہ سگریو

پون جی صورت آتش ہوئی لال
رہی جا کر میان دامن کوہ
رہی طاقت دم لینی کی زنہار
سر کہسار پہنچی پون پاس
رہائی دی صبا کو چار ناچار
ہوئی پہر چست و چالاک و توانا
بڑہی زور توانائی بدن مین
رکسینی دی حیات جاودانی
ہوئی سب دیوتا رخصت وہان سی
وفادار و ترقی خواہ سگریو

آنا مہابیر جی کا رام چندر کے پاس حال دریافت کرنے کیواسطی سگریو کی حکم سی

جناب رام تشخص کی نظر ہو
جو دیکہی رام و لچہمن بر سر کوہ
تجسس مین ہوئی آکی ادہر
کہا گر ہون یہ جاسوس راون
مبدل ہو کی شکل برہمن وہ
سبب کیا ہی کہ با خسارہ زرد
کہا سر حلقہ خیل بشر ہین
پدر کی حکم سی از بہر گلگشت
پہری مثل صبا صحرا مین ہر سو
پون مست نی یہ آگاہی جو پائی

سخن کا طی بہ آسانی سفر ہو
ہوا سگریو دانا محو اندوہ
صبا کی طرح سرگرم سفر ہین
تو کہہ دینا اشارہ مین سمجہکر
ہوئی یون رام سی گرم سخن وہ
تشبگل جوگیان پہرتی ہو کیون
ہری دسرتا کی ہم نور نظر ہین
ہوئی تہی روز اک راجا نب دشت
نہ پائی اس گل گم گشتہ کی بو
بدل کر صورت اصلی دکہائی

سنبل ای تو حسن گلک روان تو
گمان بد ہوا دل مین یہ فی الحال
پئی تفتیش مطلب جا بجا نہ
یہان سی تاکہ مین فوراً اون ہی
رکہیشور ہو تپسیر ہو دیوتا ہو
طلب ہی یا کہ کسیکی جستجو ہے
مقرر ہین بہ اسم لچہمن و رام
عروس جانکی آئی تہین ہمراہ
تجسس مین قریب دو دو پہنچی
قدم پر گر پڑی خوش ہو کی انکی

کہان سی چل کی آ پہنچا کہاں تو
کہین شاید یہ جاسوس تہ بال
کیا تہی انکی سمت کو روانہ
کسی کوہ و بیابان مین نہان ہیں
روان کیون صورت باد صبا ہو
کہو کیا غنچہ مطلب کی بو ہی
میان ہر دو عالم شہرہ عام
بزنگ بو ہوئی خائب ناگاہ
میان دشت نیپا پور پہنچی
سنایا قصہ پیدائش بال

احوال پیدائش سگریو اور بال کا اور جانا رام و لچہمن کا انکی ملاقات کو اور مارا جانا بال کا اور تخت نشین ہونا سگریو کا

ہری رنگ گل مضمون ہو سرسبز
سخن ہو صورت برگ شجر سبز
مہابیر جری سنگ شکن مین
لعبد لطف تکلم حرف زن ہین

بہم ہم جاموںت اک بہائی جس
دکن مین زبد اپر کہری ہی اسکا
رشب اور گوری دہاں جلوہ گر
لهذا ہم خلوت مین خلل تہا
گذر جسکا کبھی اس ضمین ہو جائے
بنا ایسی زن فرخندہ فرجام
جناب اندر کا تخم مقدس
ہوا بال جری بالون سی پیدا
ریاضت کی جو زن نی نہال
زبس تہا یاد ہی پر کو کب بخت
ہوا اکدن جو باہم عرصہ جنگ
نہ دیکھا جب کہین اپنا گذارا
کرین آپ اسکی کر مطلب براری
ہنومان جری نی قد بڑہایا
سر کوہ گران پر لا اوتارا
گذارش یون کیا دو رکی اجل
از لسی رشتہ الفت تہا باہم
بہم دونون ہوئی سرگرم کشتی
نہ ہو بال جری کا بال بیکا
ہوئی باہم زبس زور آزمائی
ہوا الہڑ اکی پیچہ سی دوان بال
وہ رہ جیس غرقہ دریای اندوہ
رہی تھم منتظر یان با دل شاد
دگر مارا گیا دست عدو سی
گیا وہ در میان تودہ کوہ

تو ہی ہیکل جسیم و پہلوان زہر
دل گرگ و اسد مین تہی اسکا
سو خصل صورت شیر و شکر تہی
بہار و لطف صحبت مین خلل تہا
بدل کر وہ لباس ان مین ہو جائے
حسین و مہ جبین و نازک اندام
اولجہ کر اسکے گیسو مین ہاں بس
شجاعت جسکی تہی جالون سی پیدا
تو پایا جسم اصلی ہو کی خوشحال
ہوا بالی جری زیبندہ تخت
تو غالب آ گیا بال خوش آہنگ
چہپا اس ضمین سگریو صف آرا
وہ حاضر ہوئی خدمتگذاری
ہر اک کو دوش اقدس پر چڑہایا
کہا سگریو سے احوال سارا
کہ ہی بہائی برا شاہنشہ بال
رہی ہوش و حواس اسکا فراہم
دکہائی شیوہ و طرز درشتی
اسی کی سر ہوا پامردی نکا یکا
مخالف نی شکست آخر کو پائی
بڑہا ہمصورت کوہ روان بال
ہوا پنہان میان دامن کوہ
سفر سینہ دہ دن کی ہی سیلو
تو کرنا در گذر الفت کی لو ہی
رہا مین واں غریق بحر اندوہ

ہمایون طلعت و سردار خرسان
رسیدن کہر سی نکلا بہر گلگشت
پی نظارہ روی منور شد
ستہ شیوجی نی جہنجلا کر سی روند
قضا را جاموںت آیا جو بن میز
ہوا اسر تپ کو ذوق ہمکناری
بہا تخم نیری سنوج وہین پر
گلو سی پہر ہوا سگریو نامی
اودہر وہ بال و سگریو دلاور
میان دشت حکم اسکا ہی جاکر
برادر کو طریق شور و شر سے
خوشی سی کیپی جاکر ملاقات
جناب رام نی جب یہ سنا حال
کیا رام و لچہمن کو زینت دوش
خبر سگریو دانا نی جو پائی
جسیم و صف شکن مغرور رہی
قضا را کوئی رہ جیس قندیل ام
دعا تہی میری بہائی کو اوسی
تن اہل دغا سی کہنچکر ان میز
صف میدان سی اب ہی تن بتقدیر
برای شرکت حال برادر
کہا تب بال نی مجہسی کہ بہائی
پہری زندہ تو پہر ہوگی فراہم
نہ ہیچی کی روش و رنگ جو نا
مہینا بہر زبس کی انتظاری

جوان دولت سپہ سالار خرسان
نظر آئی فضای دامن دشت
رکھے شر ملکی وان جاتی تہی اکثر
دعا دی پہر خیا جان نصبد سوز
تو صاف آثار زن پائی بدن مین
ادہر سنوج کو جوش بقراری
گرا طوق گلوی نازنین پر
جوان بخت و سپہ دار گرامی
رہی اس دشت فیاء پرین اگر
زمانہ ہی بی خدمتگذاری
غبار آسا نکالا اپنی گہرسی
بہم ہو رشتہ لطف و عنایات
رکہی آنکہو نپہ مین انگشت اقبال
اوٹہی سوچ ہوا پر صورت ہوش
تو کی تر طراد ب سی جبہ سائی
سپہ سالار پنپا پورسی وہ
مقابل بال کی آیا سیہ کام
نہ ہو سکا کبھی جنگ و جدل سی
بہم ہو نصف زور اسکی بدن مین
عدو حیلا کی بہا گا صورت تیر
چلا مین کہر سی دنبال برادر
مین جاتا ہون پی زور آزمائی
پیو نگی شربت دیدار باہم
خوشی سی مالک اورنگ ہوتا
ہوا تب سیل خون جسی جہاں

مری آئینۂ دل میں پڑا بال
ہا محو پریشانی و غم چند
کہا گھر جا کی احوال خرابی
رکہا تاج خلافت میری سر پر
ہر آئینہ جو تہی دل میں کدورت
عداوت سی وہی اک ضرب تیشت
زن و مال و زر و زیور کیا ضبط
از لسی ہی دعای عابد پاک
پریشان ہون برنگ زلف برہم
سنی جب داستان درد ناکام
نہو تو صدمۂ غم سی ہراسان
ملا جب آب تسکین تشنہ لب کو
صدای گریہ و آواز پرجوش
لیی اک نازنین نازک اندام
گریان مجمع میمون جو دیکھا
غریق بحر حیرانی وہی تہین
ہوا دونون کو اک جوش الم اور
کہا سنگر یونی بسن بس مہاراج
تجہی پای مبارک کی قسم ہی
نہ رکہون تاج سلطانی کہ سر پر
ملی مجکو جو نقد عیش و آرام
جمال مطلب دل ہو جو ظاہر
جو ہون زیر زمین یا آسمان پر
برنگ بو چمن میں ہون تو لادی
دلی گویا براہ آشنائی

کہ دست غیر سی مارا گیا بال
سر روزن کو تہپر سی کیا بند
ہوا اسکو ہجوم اضطرابی
زبردستی مٹہا لا تخت زر پہ
مقابل آیا آئینہ کی صورت
سراسر خم ہلال آسا قوی پشت
شکستہ کر دیا سررشتۂ ربط
جو بال اس کوہ پر آئی تو ہو خاک
بلا ابتک نہ زخم دل کو مرہم
براہ آشتی بوسی سر ایم
کرونگا عقدۂ مشکل کو آسان
جہکایا گردن و فرق ادب کو
پڑی ناگہ میان پردۂ گوش
کوئی رہ جسپس اوڑا جاتا تہا ناکام
دو ٹپہ اک ہوا سی اسنی پہیکا
سری سیتا مہادانی وہی تہین
ترقی پر ہوا دریای غم اور
متاع ہوش دل کبہی نہ تاراج
کرونگا بندگی تا دم میں ہے دم
نہ ہون رونق فزا اورنگ زر پہ
دل و جان سے بجا لاؤن میں احکام
نہ ہو نہین حلقۂ طاعت سی باہر
ہوا یا سطح آب رواں پہ
صبا بنکر جو نہین ہون تو لادون
کرو دشمن سی تم جنگ آزمائی

مجہی بہی خطر سی شاید کل کی
بہا کر اشک تر با دیدۂ زار
ہوا خواہون نی دیکہا یہ جگر رنگ
مخالف ہوا غالب اودہر بال
مجہی دیکہا جو پایان اورنگ زر پہ
کہا شورو کی مینی حال واضح
ہوا پہر میں بصد مشکل گریزان
لہذا آ نہین سکتا ادہر ہی
اگر کچہ آپ کی چشم کرم ہو
شہ بال دلاور کو بصد سوز
عدو کو کر کے پابند تباہی
گذارش کی بصد ارمان و اندوہ
سوی گردون جو دیکہا سر اٹہا کر
سنی گو گریہ و زاری کی آواز
مطابق آپکا مضمون جو پایا
یہ کہکر جامۂ اقدس منگایا
لگایا جامۂ زیبا کو سر سے
بس اب چندی گوارا کیجئی جبر
سراغ جا لگی جب تک لاؤن
ولی گر آپ کی چشم مدد ہو
بچشم و سر غبار نقش پا ہون
جبین و سر سی محو جستجو ہون
اگر رونق فزا ہون زیر پاتال
سنی جب یہ کلام فرحت انجام
ہدل میں مستعد بہر مدد ہم

ہم آغوش اجل کر دیتی جلکی
پہر آ جاتی یہ تہپر رکہکی نا جائی
کہ بی وارث ہوا بی ہیم داور
پہر آ گہر کو ہم آغوش ظفر بال
ہوا مائل فساد و شور و شر پر
رہی لیکن نگاہ اعتراضی
چہپا اس بن میں اگر آ سکتا زربن
حفاظت کو دعا مشکل سپر ہے
متاع مطلب خاطر بہم ہو
کرونگا گشتۂ تیر جگر دوز
تجہی دونگا سریر و تاج شاہی
میں مٹہا تہا کسیدن بر سر کوہ
تو رتہہ آیا نظر اوج ہوا پر
کہلا لیکن نہ مطلق عقدۂ رند
یقین اب خاطر مضطر کو آیا
جناب رام و لچہمن کو دکہایا
سرشک خون بہائی چشم تر سی
نہ کبہی پڑ رہی برہ زنی دامن صبر
امور سلطنت سی ہاتہ اٹہاؤن
غم دشمن دل مضطر سے دو ہو
برنگ چوب صندل جبہہ سایان ہو
روان صحرا بصحرا مثل مجنون
تو ڈہونڈہون جا ہی یا مین سینگہی الی دل
تو بہولی صدمۂ فرقت سراسر
جو آئی لگی بلا کر دینگی سو ہم

کہا سنگر ہوئی یون با دل تنگ
اُسی تا بال دلاور نی پچہاڑا
اُٹھائی جو گوئی اُنکو سرپت
یہ سنات اسمجا جو تاڑونکی شجر ہین
کمر باندہی وہ اُسکی ہمسری پر
کہ یعنی اُستخوان رحبیس پست
گیا پہر ایک تیر آتشین سر
یقین آیا کہ نور پاک ہین یہ
وہ صحرا گونج اُٹھا نعرہ جو مارا
جلا نار غضب مین باہمی تا فرق
رہا نور صف آرائی نہ اوسکو
گیا باجسم ترپش سری زلم
پہنسایا تہا مجہی دیکر دلاسا
ہلنسی مین آپکی جاتی مریحان
جبین وابرو وخال وخط وگوش
اسی باعث سی کی تاخیر ہینی
کہا کافی یہ ہے بہر نشانی
بہم وصلی کی صورت آملی وہ
جناب رام زیر نخل تر تہی
گیا گوشہ سی تیر آتشین سر
برای بخشش اعزاز و اکرام
تمنا ہی مری ثابت ہو تقصیر
نہین زیبا شہنشا ہونکو سازش
ہر اکجا ہی ضیای ماہ و خورشید
برادر کو اگر مارا تو مارا

مجہی منظور ہی امتحان ایک
نہال زندگی جرمسی اوکہاڑا
وہی بال دلاور کو گری پست
مسلسل زلف سان باہم گرہ ہیز
منظفر ہو وہی تا بال جری پر
اوٹہائی تب نوک ناخن دوست
اوڑی نخل بیابان صورت پر
جہان مین صاحب اورنگ ہین ہم
در بال دلاور پر بکار اہ
تڑپ کر سر پہ پہنچا صورت برق
مقابل ہو یہ تاب آئی اوسکو
کہ تہا از بس وفا کیش بیر زلم
لگایا طائر مطلب کو لاسا
گیا خوب اس مری منزل کو آسان
ہین یکسان دست پا بازو بر و دوش
دکہایا کچہ نہ زور تیر بیٹھے
کراب میدان مین جا کر خوشنشانی
برنگ پیل مست اگر ہلی وہ
کٹہی در پردہ شاخ شجر تہی
گرا بال جری فرش زمین پہ
دم مرگ اسکی بالین پر گئی رام
کیا ہی کس خطا پر کشتہ تیر
برابر جاہیی سب نوازش
بلند و پست کے مطلق نہین قید
ہوا کب خود بدو لے صف آرا

ہوئی مدت کہ اک تہ جس آہنگ
اُسی رحبیس کی تہی استخوان ہیز
سوا اسکی ہی اک اور آزمائش
کمان سی جو گوئی ناوک کو جو گر
جناب رام نی باصد صفائی
برنگ خس اوڑہا کر بن مین پہینکا
جو دیکہی دست قدرت کی یہ پہنائی
قدم پر رکہی سیمون جبہہ سائی
صد آہنگ عدو جوش تعب سے
وہ مارا سر پہ گہونسا زور رسی
مرا میدان سی مثل آب شمشیر
کہا خوب آپنی یاری نباہی
گیا ہوتا مرا اوم آکی دم مین
کہا تب رام نی یہ مسکرا کر
نہین دونون مین مطلق فرق سمجہا
زبان پر یہ تکلم سے یہ کہکر
گیا دریا صفت سیمون جوشان
لڑی باہم گر دونون وفا کوش
جو دیکہا زور مین سنگر بو ہارا
پڑا جسم گران پر زخم کاری
کہا بال جری نی ای مہاراج
عدو مین ہون مگر سنگر بو پیارا
فروغ صبح صادق ہر طرف ہے
ہر اک مین ہو برنگ مغز ہر پوست
جہا کی آسیہ پاش عطا کی

ہوا ابہائی سی سیری بر جنگ
زمین پر صورت کوہ گران ہیز
رح مطلب کے ہو جس سی نمائش
یکایک تار کر تاڑون کو تو ہی
بہار قدرت کامل دکہانے
تماشا سب نے عین آنکہونسی دیکہا
تو شک آئینہ دل سی مٹا صاف
چلا جو شان پی جنگ آزمائی
برنگ شعلہ کانپ اُٹہا غضب سے
اور امرج توانائی بدن سی
پریشان ہو کی بہاگا صورت تیر
محبت اور غمخواری نباہی
عبث مین پہنس گیا قید الم ہیز
کہ تم ہمشکل ہو دونون برادر
برابر تن کی زرق و برق سمجہا
بنایا اُسکو اک ہار گل تر
تو دشمن شکل عدا آیا خروشان
بلا سینہ سی سینہ و سینے دوش
زبر قوت مین ہی بال صف آرا
ہوا فوارہ خون تن سی جاری
عطا پاش اور خطا پوشون کے سرتاج
سبب کیا مجکو بی تقصیر مارا
نہین یہ رسم شاہان سلف سے
تمہین یکسان ہین دونو دوست و دشمن
تمہاری مین کیا سہو خطا کی

ہوا کیا اس سے کار خیر خواہی
سنا مجرم سے یہ مضمون سارا
بچشم مہر انہیں دیکھے جو گوئی
رلا تجکو سر پہ و تاج شاہی
جو بھائی قوت بازو ہے مشہور
سزا تیری یہی وجب تھی نا دان

فنا کر کے مجھے الفت بنا ہے
سری رگھبر ہوئی یون نکتہ آرا
سزا واجب ہے از راہ نکوئی
ہم تھا رتبہ عالم پناہی
اُسے تو نے تہ دل سے کیا دُور
کہ ہو عبرت پے عالی تر اوان

کہا تھا ہی یہ رسم و شیوہ واد
کہ دخت و زوجہ گلشن برادر
کرے اُسکو اگر آغشتہ خاک
برنگ گل یہ پیراہن ہے تنہا
ملایا خاک مین اوج برادر
ہوا اب نعرہ زن بال دلاور

کہ مارا مجکو چھپکر شکل صیاد
پیارم دخت خواہر ہین جو بہر
تو دامن خون عصیان ہے پاک
سراسر شیوہ شفقت کو بھولا
ستم سے چھین لی زوج برادر
کہ کام آیا مرا اقبال یاور

مارا جانا بال کا اور جانا رام چندر کا اُسکی بالین پر اور رونا تارا اُسکی زوجہ کا معہ فرزند انگد کے



سراسر اختر تقدیر چمکا
کہا زندہ کرون بخشون تجھے تاج
اجل کی سر پہ چھا جاتی ہے جب شام
تصور سے فنا ہوتی ہین سب
بس اب بس سے یادہ ہو کیا ہی
زن تارا جو پیچ کینان تھی ایک
تپ فرقت سے نالان صورت

کہ سایہ پڑ گیا سر پر قدم کا
کہا بالی جو ہے تی اے مہاراج
نہین منہ سے نکلتا رام کا نام
مجسم یان تو خود موجود ہین اب
نہین مرنے کا قلق تشویش ہے تب
تپ بتا عفیف و پدر سائیک
چھپا دست خجسے ہو ہن صبر

ہوا کہکر جو وہ رقت سے خاموش
نہ بیشتر کرتی ہین تدبیر چند
کبھی یہ دولت عظمی ہم ہے
اگر پیش قدم نکلی مراد دم
یہ کہکر الغرض با چشم نمناک
سُنی اُسنے جو شوہر کی اخبار
مچایا نالہ و فریاد و زاری

تو دریا ترحم نے کیا جوش
دم آخر ہو قفل زبان بند
کہ دیدہ حلقہ نقش قدم ہے
عدم کا گرچہ نہین اندیشہ و غم
تن خاکی کو چھوڑا بر سر خاک
سر لاشہ پہ آئی با دل زار
سرشک خون کیے انگد نے جاری

جناب رام نی اگر دم چند — تسلی دی سنائی کلمۂ پند
تسلی دی تھگی جب با دل شاد — کیا تب یون سری لچھمن سے ارشاد
سر سنگریو پر جا کر رکھو تاج — کہ بخشا ہمنی پنپاپور کا راج
سری لچھمن خوشی سی جا بجا خ — ہوئی پھر سوی پنپاپور روانہ
بصد شادی تلک کھینچا جبین پر — مچا شور طرب عرش برین پر
سری لچھمن نی از راہ شرافت — دیا سمیون کو اورنگ خلافت
وہ انگد بال کا طفل قوی تن — کہ تھا بیشک دلیر و ضیغم افگن
شہ سنگریو نی پھر ہو کی خوشتر — دئی پیر و جوان کو خلعت زر
حضور رام و لچھمن حشم سے — ادا ہی شکر کو آیا وہ گھر سے
نہ ہونا دولت دنیا پہ مغرور — کہ تا شمع خلافت مین رہی نور
کہا پھر اس سی یون با دیدہ تر — کہ فصل برشکال آئی ہی سر پر
پر اب آئینۂ دل مین کرو غور — وفا ہی وعدہ ہی واجب بہر طور
یہ تھا فیض کلام فرحت اندوز — کہ سبھا کو سمجھایا غصۂ شور زد
بہار دامن صحرا ہم سے — تجھی بستی مین جانی کی قسم ہی
سر جاہ و شوکت و شان لطافت — رہی یہ زینت تخت خلافت
بروز احسن و تاریخ خوشتر — سر سمیون پہ رکھا افسر زر
پھر سنگریو کی ہر سو دہائی — عروس عیش نی صورت دکھائی
کیا تارا کو پھر پیوند اسی سے — قران زہرہ کو بخشا مشتری سے
ولیعہدی کا پایہ اسنی پایا — ادب سی شیوۂ طاعت دکھایا
ہر اک پر سے نگاہ مہربانی — برنگ ابر کی گوہر فشانی
مہاراج الدہراج از رہ الطاف — ہوئی شکر فشان یون با دل صاف
رعیت کو کرم سی شاد رکھنا — میان گوشۂ دل یاد رکھنا
رہین گی اب سر کہسار پر ہم — زبس ہین مستقل اقرار پر ہم
یہ فرما کر بفرط درد و اندوہ — ہوئی رونق فزای دامن کوہ

سنگریو کا عیش و عشرت مین مشغول ہونا اقرار فراموش کرکی اور جانا لچھمن کا واسطی یاد دہی اقرار تجسس سری جانکی کی اور عذر کرنا سنگریو کا واسطے معافی تقصیر کی اور مستعد ہونا ایفای وعدہ

جناب رام کی ہر دم رہی یاد — تصور سی دل مضطر رہی شاد
برنگ تختۂ گلشن ہی قرطاس — ہر اک نقطہ مین ہی غنچہ کی بو باس
زر افشان صاد امان دری ہے — رخ شنجرف پہ رنگ شفق ہی
ہوئی نخل کہن تازہ چمن مین — جوانان چمن پھولی بدن مین
ہر اک جانب بہار لالہ و گل — صدای قمری و آواز بلبل
جو دیکھا آسمانی خیمۂ ابر — بڑہا دریای بیتابی گیا صبر
بھرین جھیلین نظر آئین جو کسیر — بھر آئی چشمۂ چشم منور
کہین بلبل کو دیکھا گل سے ہمدوش — کہین قمری صنوبر سے ہم آغوش
کہین پر قید غم سی کی آزاد — اکڑ و کھلا رہی تھی سرو شمشاد
ہجوم مرغ خوش آواز دیکھی — تبھی گورون سی کے خرام ناز دیکھو
قلم نیا نکی صورت تر زبان ہی — زمین صفحہ پہ گوہر فشان ہی
بفیض مدح ہی نخل سخن سبز — ورق ہی صورت رنگ چمن سبز
ہوای موسم گرما جو بدلی — تو ابر تر نی بارش کی سندلی
معنبر تھی زمین چادر عرش — ہر اک سو سبزۂ خود رو کا تھا فرش
پی نظارۂ کیفیت عام — خراماں تھی جناب لچھمن و رام
طپش دیکھی جو برق پر شرر کی — تو شدت ہو گئی درد جگر کی
جناب جانکی جی کی ہوئی چاہ — رکی نالی تپ غم سی بجز آہ
کہین طوطی خوشی سی تر زبان تھی — صدای نغمہ مین رطب اللسان تھی
کہین نسرین کہین سنبل کی بو تھی — ہوای عنبر آگین چار سو تھی
کہین پر علین شوخی سی سر مست — اشارہ کی کر رہی تھی نرگس مست

چنبیلی سے بہارِ جانفزا تھی
کہیں البیلی بیلی کی فضا تھی

ہوئی دلمیں وبالا شدتِ درد
وہ رنگِ عارضِ تاباں ہوا زرد

چڑھا ہر ذرہ و نیہ بجز نالہ و رنج
رہی برسات بھر محوِ تپش و پیچ

بیاں سب ہو چکا بارش کا احوال
رقم کر اب شہِ سگریو کا حال

ہوا سرگرم کارِ بادشاہی
رہا محوِ بہارِ پادشاہی

خوشی سے جامۂ تن میں گیا پھول
وہ اقرار و قسم دل سے گیا بھول

کہ گذری یاں ہمیں ایام برسات
ہوا کچھ حاصلِ مطلب نہ ہیہات

شرابِ خودپسندی سے ہوا مست
ذرا اوجِ تجسس پر نہ کی بخت

درِ مطلب نہ مطلق ہاتھ آیا
سراغِ جانکی اتبک نہ پایا

قدم چھوڑ کر چلی لچھمن سوئے شہر
جبیں سے آشکارا جلوۂ قہر

نظر آئی شکن لوحِ جبیں پر
غضب غصہ عیاں ابروئے پرچیں

غبارِ پا کو ماتھے پر لگایا
قدم پر سر بچشم و سر جھکایا

مے عشرت سے ہو کر مست و مخمور
تہِ دل سے کیا پاسِ سخن دستور

یہی واجب تھا اسی احسان فراموش
برنگِ شمع بیٹھا ہو کے خاموش

جنابِ رام نے شاہی عطا کی
عطائے تازہ پر تونے خطا کی

اتاروں فرقِ نخوت سے ابھی تاج
کروں تختِ خلافت تاخت و تاراج

عرق آیا اسیدم پا سے تا فرق
سراپا بحرِ خجلت میں ہوا غرق

کہ اے سرچشمۂ جود و کرامات
کرم بخشِ جہاں ہے آپکی ذات

مگر امید ہے چشمِ کرم سے
ملی برکت کچھ اس خاکِ قدم کی

نہ ہو لو گا کہ جبتک زندہ ہوں میں
خطا سے اپنی خود شرمندہ ہوں میں

سری لچھمن کی آمد کی ہوئی معلوم
قدمبوسی کو آئی پیر معصوم

نشیلی آنکھ میں سرخی کی ہے دو دم
کھلی تھی چشمِ نرگس کی گھڑی

جمالِ گل تھا خار آنکھوں میں انکے
خزاں تھی سب بہار آنکھوں میں انکے

سمجھ اے توسنِ گلگونِ خوانِ بخت
کرے گا کیا ابھی ہی نزلِ بخت

کہ یعنی وہ مہِ برجِ شرافت
ہوا جب وہ نئے تختِ خلافت

سراسر عیش و عشرت کا جما رنگ
کہیں طبلہ کہیں دف تھا کہیں چنگ

جنابِ رام نے جوشِ غضب سے
کہا یہ لچھمنِ عالی نسب سے

ہوا میموں نے نخوت سے ہے مدہوش
گیا پاسِ وفا دل سے فراموش

کہو سگریو سے جا کر کہ بھائی
یہی شاید ہے رسمِ آشنائی

نہیں واجب ہے یا مردِ نکو سستی
وفائے وعدہ میں لازم ہے چستی

نویدِ مقدمِ لچھمن جو پائی
گیا میموں برائے پیشوائی

تنِ سگریو کا کانپا صورتِ بید
گرا جا کر قدم پر با صد امید

کہا لچھمن نے اے میموں نادان
یہی ہے شیوۂ عالی نژادان

جنابِ رام کے احسان کو بھولا
بہارِ جشنِ سلطانی پہ پھولا

خبر کچھ جانکی جی کی نہ لایا
نہ آئینہ کی صورت منہ دکھایا

یہی واجب ہے اے برگشتہ تقدیر
کروں تجکو اسیدم کشتۂ تیر

سنا سگریو نے جسدم یہ مضموں
بہایا آنکھ سے فوارۂ خوں

قدم پر گر کے کی فریاد و زاری
گذارش کی براہِ انکساری

بلا شک مینے ہاں تقصیر کی ہے
خطائے واجب التعزیر کی ہے

کیے ہیں رام نے مجھپر وہ احسان
کہ بخشا از سرِ نو گوہرِ جان

تغافل کے سبب ہے حالِ ترسم
تجسس میں بس اتنا ہوں میں گم

زنِ تارا ہوئی پابوس والا
قدم پر لاکے خود انگد کو ڈالا

پھری بارِ دگر سری لچھمن وہاں سے
کیا رگھبر کو خوش اس داستاں سے

آغاز سندر کانڈ بھیجنا سگریو کا بندروں کو تلاش

جانکی میں اور ہنومان جاموَنت اور انگد کا پہنچنا سمندر کی کناری پر اور بعد ملاقات سمپاتی گدھ کے سمندر پھاند کر لنکا میں جانا ہنومان کا اور سنانا اون کی بیٹی کا معجزہ اور جلانا لنکا کو اور خبر لانا سیتا کی اور یہ امید ہے کہ باہر

ہلی رگ گہر قلم کو پائی سبقت
ہر اک نقطہ مین زیبائش نئی ہے
ہوا تخت شہی پہ جلوہ آرا
سراغ شاہد مطلب جو لائی
ہوا نازل جو یہ حکم شہنشاہ
پہری کوچہ بکوچہ شہر در شہر
پہری صحرا بصحرا کوہ در کوہ
درندون سی پتا پوچہا نیا پایا
زبس کے دوڑ دہوپ اور شل کیے پانون
وہ بے نیل مرام آئی جو ناکام
خجالت سی خیال چشم پوشی
گذارش دست بستہ کی بصد شرم
ہسری رگ گہر ہوئی یہ سن کی خاموش
ہسری آرام سے نقل اٹہی گہ بہائی
تمہین سی حاصل آرام ہوگا
کہا اب صورت صرصر روانہ ہو
قدم کو چہو کی آئین ادب سے
شہ خرسان نی از راہ صداقت
روان مثل صبا ہر ہر قدم یعنی بھو کنتہ کہتے
پتا پوچہا ہر اک دیوار و در سی
پہری صحرا بصحرا صف شکر سب
برنگ موج دریا و کولی تہی
وہان سنتا پہ تہا اک گرگ سر تیز
ضعیف و لاغر و بے بال و پر تہا
بس آنکہین کہول دین وہ وزن کیہوت

خرام کبک پر لیجائی سبقت
زمین صفحہ پہ اوگی تجربی ہی
گیا یون خیل میمون کو اشارا
سرافرازی وہ ہیچشمون مین پائے
صبا بنکر چلی بن کو ہوا خواہ
قدم سی سب نی ناپا تختۂ دہر
نہ کچہ حاصل ہوا اخر نقد اندوہ
پرندون سی نہ مطلب ہاتہ آیا
پتی کی پر نہ صحرا مین ملی چہائون
گئی پیش جناب لچمن و رام
ہر اک کی لب پہ تہی مہر خموشی
بچشم و سر ہوئی صحرا مین سرگرم
اٹہا ورد شکیبائی کا اک جو شر
دکہاؤ تم طریق آشنائی
بخوبی سب کام انجام ہوگا
برنگ موج آب تر روان ہو
چلی مثل صبا فرط طرب سی
تہا بیر جری کی کی رفاقت
برنگ برق تابان بر قدم تہی
شجر سی شاخ سی برگ و ثمر سی
شمال و مشرق و مغرب و کن سب
حباب آسا قدم مین آبلی تہی
تپان یکبار روان پر شکل نخچیر
نحیف و ناتوان و چشم تر تہا
دہن کو وا کیا گلخن کی صورت

زمین صفحہ مانند چمن ہے
شہ میمون جو تہا سنگر یو نامی
تلاش جانکی مین ہر طرف تم
وہی میمون ہو سردار گرامے
ہجوم خرس و میمون خیل در خیل
مکان و کوچہ و بازار ڈہونڈا سبہی
ہر اک صحرا کی خس خاک کر اکہاڑی
گل و بلبل سی ہر گلشن مین پوچہا
پہری سب دشت پیما پر کولاچار
عرق شرمندگی سی تن بدن مین
کوئی غمگین کوئی مضطر کوئی زار
ہر اک دام ندامت مین پہنسا ہے
اسی انبوہ میمون مین قضارا
تمہین ہو پایہ ہمت بلندی
یہ فرما کر براہ قدر دانی
ہنومان دلاور با دل شاد
شہ میمون نی با صد عقل و تدبیر
یہ تینون جامونت انگد ہنومان
نسیم صبح ہمراہی سی ہاری
ہوا مین خاک مین پانی مین ڈہونڈا
کبہی تہی گرد وینہ جوبان شد تخت
غرض جوشان خروشان تینون شہزور
اسیر حلقۂ درد و الم وہ
نظر آئی جو یہ سرچشمۂ جود
کہا فاقہ سی تہا از بس دل افگار

قلم ہمصورت شاخ سمن ہی
سپہ سالار و سردار گرامے
پہر وہ صحرا بصحرا سر بکف تم
وہی پائی ہماغ نیکنامی
چلی جوشان اسند کر صورت سیل
سراسر تختۂ گلزار ڈہونڈا سبہی
نظر آئی جہان جہاڑ وہ جہاڑی
ہر اک پیک صبا سے بن مین پوچہا
غریق بحر غم با دیدۂ زار
پہپی جاتی تہی میمون نہ پیرہن مین
کوئی ششدر کوئی از بس دل افگار
کمند فکر ابہی تک نارسا ہی
ہنومان جری تہی جلوہ آرا
تمہاری سر ہی تاج ارجمندی
انگوٹہی اپنی دی بہر نشانی
اٹہی ہنسکر پی تعمیل ارشاد
کیا انگد کو ہمراہ جہا بیر
بہم تہی صورت جسم و دل و جان
روش پر تہی فدا باد بہاری
ہر اک بستی مین ویرانی مین ڈہونڈا
کبہی تحت الثری مین تہی وہ پایان
ہوئی وارد کنار قلزم شور
پڑا تہا صورت نقش قدم وہ
تو سمجہا لقمۂ حلوای بی دود
نہ تن مین طاقت جنبش تہی نہار

مقدر سے ملا اک لقمۂ تر
برنگ بگلا نپ اٹھی صف اگن
کہ اے شاہنشہ شاہین تھا ہین
کوئی رہ جیسے فریب و مکر و فن ہے
عدو کی سر بسر نوچی پر و بال
گران تھی زندگی اس تیرہ روم پہ
دیا راہ کرم سے پارۂ نکہت
مناسب ہی خلاصی در گذر تو
زبس عقل و خرد سے وہ رہی ہم
وہ تاب نیر اعظم نہ لایا
برنگ موجۂ صرصر رہا ہین
پریشان اوج گردون سے اپہر بن
اسی دم سی نحیف و ناتوان ہون
جب آنکلی یہان پر قاصد آرام
بس اب ضعف بدن ہو جائگا ور
شہ لنکا جو راون ہی زبردست
بسایا ہی میان تختۂ باغ
تپ رقت سی ہی گو ہو یہ ہلا و رم
جیسی گچہ زور و طاقت کا گمان ہو
غریق بحر حیرت تھی وہ شہزور
جوانی ہین یہ کچھ مشکل نہ تھا کام
کہا انگد نی جا سکتا ہو نہین بار یہ
شہ خوسان زبس تھاہ وہ اشک آگاہ
کہی لب پر عبث مہر خموشی
از لسی وہ تھین طاقت بہم ہی

غذای خوشنما آسے میسر
دبی ریسمی میان جاگہ تن
مبارک طلعت و فرخندہ آئین
اوڑا کر لیگیا سیتا کو بن سی
حق گرگس کیا تیر دنسی عربال
تو چھوڑا قالب خاکی قدم پہ
ہوا حاصل اسی سرمایۂ نکہت
اجازت دی ہمین پہر سفر تو
شرور خود سری سی چھوٹتی ہم
زمین پر اوج گردون سی پہرایا
عروج بام گردون پر چڑہا ہین
کنار بحر شور آگرا ہین یہ
مثال ماہی آبی طپان ہون
جمین کی بال و پری درد و آلام
جمین کی بال و پر تن مین بدستور
سیہ بخت و سیہ کار و سیہ مست
دنی ہین بکلی مین داغ بر داغ
یہان سی دیکھتا رہتا ہون ہر دم
تہ دریا وہ دریا دل روان ہو
رہے کے پہر عبور قلزم شور
توانائی مری ہی شہرۂ عام
نہین طاقت مجھی پہرنی کی تنہا
فہیم و اہل تدبیر دنکو خواہ
کرو بحر وفا مین گرم جوشی
کر دیگی قلزم زخار کہسے

سنا جب یہ کلام گرگسن ہر
گئی لرزان پہ میش گرگس زار
ہمری سیتا سری تحسین سر رہام
بر زمی شکل ایک تہا گرگس جٹائی
گئی جب وان جناب لچھمن رام
جو تہا وہ طائر بی پر ہوا خوار
تلاش جانکی مین ای وفا کا
سنا گرگس نی جب حال جٹائی
براہ نخوت و زور آزمائی
مری چشم بصیرت ہو گئی کور
ضیای مہر سی پشت ہو حال
مثل ہندی کی پیش آئے فی الحال
مجھی اک رکھہ نی دیکھا لبنکہ نگیر
یہ تقریر رکھیشر کا اثر ہے
سنو اب جانکی جی کا فسانہ
اوڑا لایا ہی سیتا کو وہ بن سے
یہان ہے جانکی گو دور تر ہین
نہین تن مین مری ہی تاب پرواز
ہوئی شادان یہ سنکر قاصد آرام
کہا تب شاہ خرمان نی کہ بہائی
پر اب ہی شدت ایام پیری
جناب ایخنی نندن تھی خاموش
کمال فطرت و دانشوری ہی
دعا کی وجہ سی تم ای نکو خواہ
نہین متعلق مقام عشق و پیری ہے

اوڑا مرغ حواس و ہوش و تدبیر
ہوئی نسیان صفت لب سے گہر بار
ہوئی ہین جانب صحرا سبک گام
ہوا آمادہ جنگ آزمائی
اسی دیکہا اسیر درد و آلام
ادا کی دست اقدس سے اگن داہ
ہم آئی ہین ادہر با دیدۂ زار
کہا وہ نوجوان میرا تہا بہائی
اوڑ سی اوج ہو پر دو نو بہائی
بڑھا پایای سبقت کو لعبد شعور
جلی مانند خس فرش و پر بال
چلا کو ابدل کر ہنس کے چال
ہوئی جوش کرم سی گرم تقریر
وہی یان ماجرا پیش نظر ہی
کہ ہین مضطر وہ مخدوم زمانہ
برنگ بوی گل قید چمن ہی
مگر ہر دم مری پیش نظر ہین
نقاہت کی سبب جنبش سی ہی باز
ہوئی پہر قصر گرگس سی سبک گام
نہین میری وہا تک ہی رسائی
عصانی کی ہی اگر دستگیری
ہر اک بحر تکلم مین تہا پر جوش
ہوا گویا ہنومان جری ہی
نہین اپنی توانائی سی آگاہ
خبر لا دشمنین کو دسترس ہی

پون ہمت نی سُنی جب کہ یہ مژدہ
کمال زور بازو سی وہ گی جست
صبا نی گرچہ ہمراہی کی کی جا
میان قلزم اک رجہیں تہا کام
جہان کُچہ سایۂ مرغ شبک پر
جو دیکہا سایۂ پایی مہابیر
رہائی کی نہ دیکہی جب کُچہ بہی چال
بصد سرعت سمند پار پہنچی
پی تفتیش اسرار نہانی
نظر آیا عجب شہر درخشان
مکان خوشنما ہم پایۂ عرش
اگر عرض اُسکی وسعت کا دن گر طول
سراسر خوبی و نزہت سی معمور
ہر اک جانب دتیان تنومند
چلی جب سوی لنکا بی تأمل
زن تر ساجب آبی چشم و سر سی
چلا تُو کسطرف کوئی محابا
لبون پر دم ہی گُفر طرِ اشتہاہی
اُلجہ کر راہ مین دکہلا نہ کل تو
فراغت کر کی سب کار ادب سی
برای امتحان کہولا دہن کو
دیا عرض دہن کو اُسنی پہیل
گئی مُنہ مین نسیم آسا بچشم خوش
کر بیشک اہل طاقت ہین تمہارا بیر
کہ ہو تم نی الحقیقت قاصد رام

تو دریای شجاعت نی کیا جوش
کہ کانپی انجم گردون سر تا دست
نہ لیکن بجز قدرت کی ملی تہاہ
دل آزاری کی فن مین شہرۂ عام
نظر آتا میان قلزم تر نہ
تو مرغ آسا وہ بہر کا اہل تن تو
کیا قد موقع سی اُس کش کو پامال
وہ دریا دل شبک رفتار پہنچی
چڑہی اُس پر بہ فرط شادمانی
سراسر معدن لعل بدخشان
بچہا فرش زمین پر نور کا فرش
خیال خام ہی اور عقل مجہول
نظر آتا تہا شہر اک بقعۂ نور
بلا یہ مین وہ وان تہی جاتی وجود سی
ہجوم دیوتا مین چہگیا غل نہ
درندی کانپ اُٹہی صحرا مین ڈر سی
اجل نی حلقۂ گردن ہی دابا
بلا تو یاری بخت رسا سی
نہ کر کار ضروری مین خلل تو
ترقی پاس آؤن پہر بفرط طرب سی
بڑہایا صاف بجز کی تن کو
کیا تب جلوہ گر اعجاز مستدل
نکل آئی براہ گوشۂ گوش
کرینگی سرکشون کو گوشمال تر
کروگی کار مشکل سب انجام

دم رخصت ہوئی سب سی بغلگیر
ترقی مین مائۂ چالاک تہی وہ
دم رفتار سرعت کا یہ تہا حال
زبس بیرنگ و افسون نہان تہا وہ
اُسیدم کہینچکر اوج ہوا سی
خوشی سی دفعۃً کہولا دہن کو
اُسی مارا بصد زور آزمائی
کنار قلزم اک کہسار دیکہا
وہانسی شہر لنکا پر نظر کی
نہ پوچہو کُچہ مکانونکی صفائی
مطلا کوچہ و بازار ساری
زمین طاق و رواق و در سنہری
فریب گنبد گردون ہر اک قصر
تماشا دیکہکر لنکا کا سارا
کیا خوش ہو کی سرسا کو روانہ
مقابل ہو کی آئینہ کی صورت
ذرہ کر جمسی تو زور آزمائی
کہا ہنسکر کہ مین ہون تا بہ صد رام
خبر لنکا سی لی آؤن بہ آرام
سُنی اُسنی نہ لیکن کلمہ پند
دہن جب چار جوجن کا بنایا
کہ یعنی جب ہوئی ہی زور نیہ سرسا
یہ جسدم شمۂ قدرت دکہایا
کہا تب یون ہنومان جی سی
دعای برکہ از لیسی ہی مجہی یاد

چڑہی اک کوہ بالا پر مہابیر
چلی ہو شادمان بصد ان شور سی
جہپٹ مین توسن جبر تہا پامال
برای مرغ دل شہباز تہا وہ
دہن مین جو نکلا طرز جانی
سر گردون سی کہینچا صف شکن کو
اُڑی پہر صورت تیر ہوائی
نظیر چرخ ناہنجار دیکہا
تہ دل سی مٹی کلفت سفر کی
کہ آئینہ سی مانگی رونمائی
ستون و سقف مینا کار سارے
مکان و گوشہ و منظر سنہری
لطیف و دلکش و مرغوب جہر
بڑہی آگی ہنومان صف آرا
کرلی دور امتحان جادوانہ
ہوئی گرم سخن با صد کدورت
مری پنجہ سی ہی مشکل رہائی
ہنومان دلاوری مرا نام
کہون حال سیا پیش سیر رام
فسون تازہ وہ کہلائی دم جنگ
دو چند اُس سی تن اقدس کو بالا
کیا مکول بدن کو مختصر سا
یقین اُسدم دل سرسا کو آیا
یقین ہی تمکو اس انشو کی
شوی کمتر تیرہ بس اب جاتی ہون

گری یہ کہہ کی بالای زمین وہ
نظر اک دیونی آگئی بد اختر وہ
قوی ہیکل جسیم و زشت رخ تھی
کہا جاتا کہ ہر ای بی خبر ہی
پی مرغِ رسوائی شہباز ہون مین
پڑی وہ ضربتِ دستِ تو منند
اُڑا مرغِ توانائی بدن سی وہ
زبس اُسکو ہوا ای جستجو تھی
مہابیر دلاور با دلِ شاد وہ
پھری ہر گوشۂ گلشن مین بیباک
غریقِ غم اسیرِ پنجۂ درد وہ
ظہورِ صبح پر جسدم بیٹھی تو یہ
حقیقی سرورِ لنکا کا بہائی
ہمیشہ تو ہی الفت دلنشین تھی
ہوا یہ نام جب آویزۂ گوش
ہوئی حیرت کہ یہ کسکی ہی آواز
وفا کا گچہ بظاہر ہی اسی پاس
جو لین اس نام کو وہ الٹی زبان کاٹ
خیال آیا یہ پھر بعد از تامل
قمر کا ہی شبِ دیجور مین نور
مناسب ہی کہ اس سے پوچھکر راز
کہ ای دانندۂ نامِ سری رام
جو نکلا نامِ اقدس تیری لب سی
سنی جب یہ کلام فرحت انجام
کہا رام و لچھمن دونون برادر

اُڑی سی فوراً بشکلِ ملذمین وہ
نگہبانِ حصارِ قلعۂ زر وہ
ازل سی وحش و طائر کی عدو تھے
نہین شاید شۂ لنکا کا ڈر ہی
کہ تفرقہ پرواز ہون مین
کہ منہ غنچہ کی صورت ہو گیا بند
بہا خون چشمۂ چشم و دہن سے
تجسس کی وہ باغِ دل مین جو تھی
لگی پھرنی ہر اکسو صورتِ باد
ہر اکسو خوشۂ مطلب کی تھی تاک
پھری خانہ بخانہ صورتِ گرد
تو چلتی بازی مطلب سر نو
سدا غواصِ بحرِ آشنائی
محبت رام کی نقشِ نگین تھی
یون سست رنگی سکتی مین خاموش
کہ ثابت جس سی ہی الفت کا انداز
گلِ مضمون تھی الفت کی بو باس
دکھائین آبِ خنجر کا اسی گھاٹ
میانِ خار و خس ہی جلوۂ گل
مثل وہ نیک اندر بد ہی مشہور
کرون اس ہمدمِ الفت کو کہسانے
شریکِ درد و آرام ہے سریرام
وہ لب جو ہون تر اُنکے ادب سے
اُتر آیا وہ مثلِ سایۂ بام
مجسم جلوۂ نورِ مصور

مہابیر جو ہی سرمایۂ نور
سیہ بخت و سیہ کار و سیہ کام
بھڑک اُٹھی بشکلِ شعلۂ نار
چلا لنکا کی اندر چست و چالاک
سنی جسدم یہ تقریر آشکارا
کمال ہر کشتی سی منہ کی کھائی
چلی پھر صورتِ بوی گلِ تر
حجابِ شب پڑا جسدم جہان پر
نگاہِ چشمِ مردم سی نہان وہ
ہوئی چشمون پہ جا کر جلوہ آرا
سراسر تھی وہ پامردی مین یکتا
کہ یعنی جانبِ قصرِ ببھیکن
وفادار و وفاکار و وفا کیش
ظہورِ صبح سی جاگا لبِ بام
زبس حیرت نی آئینہ دکھایا
نہان اس گھر مین انجام ہی کون
یہان محوِ خیالِ خام سب ہین
زبس یان نارسا گو رسا ہی
بدون مین نیک بھی ہوتی ہین جا بجا
عجب کیا گر کوئی اہلِ خرد ہو
غرض آہستہ با شیرین زبانی
انہین کی کام کو آیا ہون بھائی
سمجھکر طالبِ دیدار جو وہ
کہا فرطِ تعجب سی کہ بھائی
یکایک ترک فرما کر وطن کو

ہوئی آگی روانہ شاد و مسرور
میانِ شہرِ لنکا لنکنی نام
بھڑک اُٹھی مثالِ دیدۂ نار
مگر جامِ اجل کی ہی تھی تاک
طمانچہ پنجۂ اقدس سی مارا
یہ منہ زوری نی کیا صورت دکھائی
ہوئی داخل میانِ قلعۂ زر
ستارا سہ کا چمکا آسمان پر
ہوئی پیکِ نظر آسا روان وہ
نہ دیکھا بحرِ مطلب کا کنارا
روان تھی باوجود حیرت سے ہر سو
ہوئی جوشِ طرب سی جلوہ انگیز
فہیم و نکتہ سنج و نکتہ اندیش
لگا لینی خوشی سی رام کا نام
تعجب خاطرِ اقدس کو آیا
ہوا خواہِ جنابِ رام ہی کون
دل و جان سی عدوئی رام ہین سب
یہ گل اس باغ مین کیونکر لگا ہے
یہان شاید کہ کوئی ہو نکو کار
مرا الفت سی سرگرم ہمدم ہو
ہوئی یون کاشفِ رازِ نہانی
مناسب ہی تجھی کچھ رہنمائی
دکھا آئینۂ رخسار مجکو
ہوئی کیونکر تری یان تک رسائی
ہوا ای سیر مین آئی تھی جب کو

ہوئین صحرا سی غائب وہ تو ہم
انہین کی جستجو مین ای ہمدم
ہوا خواہ جناب رام ہو تم
یہان کی نیک و بد سی کچھ ہی کام
سبب اسرار پنہان مجکو بتادو
کہان راون جو رہین ہی انجام
ہزارون پاسبان قبضہ پہ در
ہوا کو گذر بس ہی پیچتاب
نہین یہ طاقت و تاب پرندہ
مگر مجکو تعجب ہی کہ ہماسے
مجھی راہ وفا کی پیروی ہی
یہ فرما کر چلی اُس راستی پر
شجر پہولی پھلی سرسبز و شاداب
پون سست پہول اُٹھی خوشبو سی گلشن
رسیا کو اکطرف نمناک دیکھا
سراسر جامۂ تن کا نہ تہا ہوش
جو دیکھا جلوۂ روی مقدس
بغل مین فرط غم سی دل دوپارہ
مچا شور قیامت زیر افلاک
سر نخوت پہ وہ ہیم متغرق
برنگ قلزم پر جوش جوشان
ہر ادل جلوۂ عارض پرستش ہی
ہری نیسان کی صورت چشم تر ہی
تمنا ہی بس اب ہی پیکر ناز
بہشت مینی سمجھا یا گئی بار

تب بر جناب جانکی نام
پریشان ہون تنگ باد صرصر
مطیع و بندہ ہی واسطہ ہین
مری دل کو مدد کی تجھ سی ہی چاہ
خوشی سی نخل مطلب کا تیا ہی
اٹھا لایا ہی بن سی زوجۂ رام
برای پاسبانی ہین مقرر
نہین لیکن مجال باریابی
جو اڑکر جا سکی گلشن کو زندہ
تری کس طرح وان مجکی رسائی
نگہبان میرا دشمن سی تو ہی
نسیم آسا گلستان کی تہی یہ
سر شک آسا روان ہر چشمۂ آب
بہار آسا ہوئی داخل چمن مین
تب غمسی گریبان چاک دیکھا
کبھی گریان کبھی رقت سی خاموش
ہنومان دلاور خوش ہوئی بس
ہوئی مجکو جہک کی سرگرم نظارہ
کہ جوکہ سبزۂ خوابیدۂ خاک
کہ مہر آسمان کا رنگ ہو فق
حضور جانکی آیا خروشان
جرس سان ہر گھڑی فریاد گستر
تمہین مطلق نہین دلکی خبر ہی
مجھی کر اپنی خدمت سی سرافراز
مگر لب پر تری ہی حرف انکار

تیا پایا یہ ارزہ مجھو سی
یہانتک یاری بخت رسا سی
تصور مین انہین کی ہو مین سرگرم
نہ کر بند مژگان چشم پوشی
کرم سی کر مجھی ممنون احسان
رکہا ہی باغ مین خوف و خطر
نگہبان روز و شب ان پر بتاہی
جو آجاتا روان ہوتا کہ وہم
وہان تک تار سا پیک نظر ہی
کہا اس بات کا مجکو نہین غم
کرونگا مین بہ آسانی یہ کام
نظر آیا وہ گلزار طرب خیز
ہمیشہ زرد رو فصل خزان ہی
سراغ جانکی مین صف شکن [illegible]
فراق رام مین با دیدۂ زار
کبھی سوی فلک حسرت سی تکنا
پہ انکی درد سی حاصل ہوا سوز
یکا یک آمد آمد کا مچا غل
وہ راون آتش حسرت [illegible]
مشعل بر قدم تیغ و تبر سی
کہا اُلفت سی ای سرمایۂ نور
خیال بندش کاکل ہی [illegible]
نگاہ و دیدۂ اُلفت ادہر کر
خیال رام کر دل سی فراموش
مجھی مقبول کر لی تحت [illegible]

اُڑا کر لنگیا راکس ہی کوہی
گذر میرا ہوا کہ یہ ہوا سی
ہر اسم انکی [illegible] ہین مشہور
کہ ہی یہ عین وقت سفر و شہی
رہون گا تا ابد مرہون احسان
یہان مانند [illegible] چشم و نظر ہی
محیط بوستان کا لی گہا ہی
تو ڈر کر گوشۂ دل مین ہی ہم
صبا کا اسمین نا ممکن گذر ہی
مرا کچہ زور بازو ہی نہین کم
ہر ار ہبری اقبال ہر رام
روان سوچ بہار فرحت انگیز
تماشای بہار جاودان ہی
ہوئی مجکو جہک کی نظارہ [illegible]
برنگ ابر نیسان تہین گہر بار
اگر چہ تہی نہ رہ سکی [illegible]
ہوئی شاخ شجر پر جلوہ افروز
اٹھی تعظیم کو سب بی تامل
ہوا با صد تجمل داخل باغ
عیان جوش غضب چشم و نظر
سراسر شیشۂ دل ہی مرا چور
پیسا منہدی کی صورت [illegible]
عنایت مرہم زخم جگر کر
نہ ہو تصور رسان سکتی مین [illegible] ہوش
ہاسمین جانکی ہی جان کی خیر

قسم ہی تجکو ہی سرمایۂ ناز | کرون نسب اپنی وجو ہین سرفراز | سنی سیتانی جب یہ گفتگو گرم | تو سمٹین جا بہ تن مین بصد شرم
مٹین بچی ترکیبی وہ پاکدامان | تہیر سی ہوئین سر در گریبان | تصور رام کی زلفِ دوتا پہ | جہکی گردن نظر تہی تا شب یار

آنا ہنومان جی کا جانکجی کی پاس اسوک باگ مین اور بیٹھنا چھپکر درخت پر ہنگام موجود ہونی راون مردود کی



جواب گفتگو بخشا بصد جوش | کہ ای بی خانمان خاموش خاموش | نہیں تجکو موثر کلمۂ پند | تری غفلت سے لی کہین کیا بند
دوا ای ہوش کر ای خود فراموش | قضا ہی سامنے پہیلائی آغوش | جہلکنی پر ہی جام زندگانی | رہی گی شان و شوکت کی نشانی
رہا دینگی جناب رام تجکو | فنا کر دینگی اے ناکام تجکو | ترا دم بہر مین ہوگا ابج تاراج | رہی گا یہ سرِ نخوت نہ یہ تاج
ز سیتانی جب کہی یہ کلمۂ بند | ہنسا ل شعلہ کانپ اٹہا تنومند | ہوا یہ سیان سی باہر جفاکار | کہ کہینچی میان سی تیغ شرربار
ہوتہا خنجر صفت تیزی پہ مائل | ہوا سیتا کی خونریزی پہ مائل | مگر ساتھ اسکی تہی اک زوج گلفام | تب بر تا زن مندو دری نام
وہی تہی ہمدم اخلاص اسکی | وہی تہی زوج خاص الخاص اسکی | برنگ سایۂ شوہر جو تہی ساتہ | ہوئی شکر شکن یوں ہاتھ مین ہاتہ
کسیکی خونفشانی کرنہ شوہر | نہیں ہین جیتی ماؤن کی جو ہر | حماقت کی بصد اندیشۂ خام | کہ لایا بن سی جاکر زوجۂ رام
نہیں ہی رسم شاہان شکستہ پر | نگاہ بد سی دیکھین جانب غیر | کسیکا پردۂ عصمت نہ کر فاش | اسیرون کو دی زخم جگر پاش
آئینہ کو جو دیکہا بہ نظر سے | ملا کیا پہل محبت کی شجر سی | سر حسرت پہ داغ اشک آہ کی | جبین ماہ تابان پر کلف ہی

نہ ہوویں بادۂ نخوت سے بیہوش ۔ فراجامی میں لا ای جج در آغوش
جناب جانکی ہیں زوجۂ رام ۔ سزاوار اطاعت اہل اکرام

مناسب ہے بچشم و سر پرستش ۔ پرستش کر پرستش کر پرستش
جھکا گردن بچشم و سر قدم لے ۔ غبار نقش پا ہر ہر قدم لے

سنی مندودری سے جب یہ گفتار ۔ تو خونریزی سے باز آیا ستمگار
دم رخصت ولیکن کہا کہ گوسپند ۔ ہوا گرم سخن شاہ تنومند

انہیں اک ماہ کی مہلت فقط ہے ۔ پھر آگے سر قلم مانند قط ہے
غضب سے آگے بعد از عرصۂ ماہ ۔ کرونگا خونفشانی حسب دلخواہ

اگر سمجھیں تو سمجھیں شر نہیں ہے ۔ نہ سمجھیں گر تو سمجھیں سر نہیں ہے
معین کر دئے کچھ پاسبان اور ۔ کہا انپر کرو مشتاقی جور

ستاؤ جانکی کو تا بہ مقدور ۔ کبھی پاس شرارت سے نہ ہو دور
مری جوش محبت کا کرو ذکر ۔ کہ ہو نکلیں دل سے سیتا رام کا فکر

بری الفت انہیں نقش نگیں ہو ۔ کہ نقش مدعا کرسی نشیں ہو
گیا دولت سرا کو جب وہ بدبخت ۔ ہوئی یان جانکی پر صدمہ سخت

اجازت یعنی راون سے جو پائی ۔ تو دھوم اک پاسبانوں نے مچائی
بہ شکل ہولناک آئیں جو شیطان ۔ سیہ رو تھیں برنگ ابر نیسان

کوئی چلا کر برنگ برق گرجی ۔ کوئی آتش صفت غصہ سے بھر کے
کوئی گلخن صفت کھولے دہن تھی ۔ کوئی ضیغم کی صورت نعرہ زن تھی

کوئی لپکی برنگ شعلۂ نار ۔ کوئی دوڑی بہ شکل مار خونخوار
کوئی کالا کوئی کالی بلا تھی ۔ کوئی افسون سے بشکل اژدہا تھی

کسی پر کالۂ آتش نے جل کے ۔ دکھائی شعبدے تیور بدل کے
ہر اک نے دست پیا اپنی کشتی کل ۔ نہ لیکن حل مطلب کا ملا تھل

جناب جانکی با دیدۂ تر ۔ فراق رام میں بیٹھی تھیں مضطر
جو پہلو میں دل غمناک دیکھا ۔ تو رو کر جانب افلاک دیکھا

کہا اے چرخ کیا جگر دکھایا ۔ نجوم بخت کو گردش میں لایا
بہار زیست تھی شوہر کی دم سے ۔ سو مہندی کی روش چھوٹی قدم سے

یہ بہتر ہے نکل جائے مرا دم ۔ نہیں ہے تاب قید کلفت و غم
کہا پھر ترجٹا سے اے وفا ساز ۔ انیس و ہمدم و ہمدرد و ہمراز

رہی دم سے ابھی تک زندگی ہے ۔ نہیں تو موت سے شرمندگی ہے
نہیں مخفی کوئی اسرار تجھ سے ۔ بیان کرتی ہوں اے غمخوار تجھ سے

سہا جاتا نہیں بار جدائی ۔ نہیں ممکن ہے شوہر تک رسائی
ہر اک دم درد ہے غم ہے ستم ہے ۔ لبوں پر جان ہے تھنوں دم ہر گز

مری جانب سے کیا دل میں ہوا شک ۔ مہاراج اگد ہراج آئے نہ اب تک
نہ آپ آئے نہ خط آیا نہ پیغام ۔ نظر آیا نہ کوئی قاصد رام

کہوں کیونکر کہ وہ ماہر نہیں ہیں ۔ یہ اسرار نہاں ظاہر نہیں ہیں
وہ ہیں دانائے رمز پردۂ غیب ۔ سزاوار پرستش ہیں بلا ریب

دل اقدس مگر برہم ہے مجھ سے ۔ حقیقت میں حصول غم ہے جس سے
چھٹی یعنی میں ہمراہی سے ہیں ۔ نہ گم ہوتی جو رہ جاتی وطن میں

خطا ہے اک مری لا انتہا ہے ۔ یہ افشا بزرگوں نے کہا ہے
کہ یعنی جب شہ راون بن سے ۔ اگر آیا تھا جوگی بن کے فن سے

نہ چھوڑا اپنے دم آسدم صد افسوس ۔ اٹھایا سر پہ بار غم صد افسوس
سوا اسکی مری اک ہے خطا اور ۔ نہیں وہ لائق بخشش کسی طور

جدا تھی دل نون دور قدم سے ۔ ابھی تک سلسلہ توڑا نہ دم سے
اسی پر ہوں جو برہم کیا عجب ہے ۔ یہ ظاہر ہے تامل کا سبب ہے

ولیس و ترجٹا تھی نکتہ اندوز ۔ مطیع حکم سیتا تھی شب و روز
یہ باطن تھی وہی غمخوار سیتا ۔ شریک محنت و آزار سیتا

دہ تو نے کل عجب اک خواب دیکھا ۔ قریب ختم شب اک خواب دیکھا
کہ اک میمون نے ہے لنکا جلا کے ۔ پریشانی صف حسین یہ آ کے

کیا ہے رام نے راون کو تلملا ۔ کہ فرق بھبیکھن پر رکھا تاج
نہ ہو تم صدمۂ فرقت سے دلگیر ۔ ہویدا ہوگی کچھ جلد اسکی تعبیر

شتاب اب غنچۂ مقصد کھلی گا
سیتا بولین کہ قسمت کہان ہے
کہان وہ کر کہ ای نخل ثمر بار
مری دل مین ہی حسرت عشق کی آگ
نہ پانی ہی کہ دو بوند گیا کر دین
ہنومان جی با دیدۂ زار
اگر پیش نظر جاؤن مبادا
یہی اندیشۂ خاطر مین کر غور
خیال آیا یہ سیتا کو بہر رنگ
یہی ہاتھون کو مل کر کہی بات
گمان بد کرون ہی عقل جہوٹی
انگوٹھی پھر بچشم غور دیکھی
گرانمایہ انگوٹھی ہی یہ از بس
بحکم کیکئی آنا وطن سے
بیان یہ داستان فرما کی سارے
سنا سیتا نی جب نام مبارک
گر افسانہ و نام و نگین سی
اگر ہی فی الحقیقت قاصد رام
بھری گردن اقدس بصد شان
ملاقات شہ سگریو کا حال
عطا کرنا دہ مال و ملک سارا
یون ست نی غرض افسانۂ رام
ہوئین پھر محو تقریر گہر بار
نکلتا دم نہین جاتی عجب ہی
انہین مطلق نہین اب تک خبر ہی

تمہین نقد مراد دل ملے گا
تصور اسطرح بیکار ایگان ہی
تری دل مین بھری ہی شعلۂ نار
تری دل مین بھری ہی تیسی ہی آگ
نہ آتش ہی کہ جس سے جل مرون مین
شجر پر سن رہی تھی طرز گفتار
شکیبائی گھٹی غم ہو زیادہ
براہ عقل سوچی مصلحت اور
شجر نی اگ دی ہی صورت سنگ
انگوٹھی کسطرح آئی یہ ہیہات
کہ لایا چھپ کے رہ جس ہی انگوٹھی
و فور شوق سی فی الفور دیکھی
بجا سکتی نہین ہلایا سی رہ جس
مری سیتا کا گم ہونا وہ بن ہی
ہوئی گویا بفرط انکسار سے
یقین کچھ آگیا لیکن ہوا شک
دل مضطر لبا بوجی یقین سی
مقابل ہو تو ای فرخندہ جام
ادب سی سامنی آئی ہنومان
وہ نوک تیر سی خونریز ہی بال
زن تارا کا جیکا نا ستارا
سنایا ابتدا سی تا بہ انجام
کہ ہین سو طرح کی اک دل پہ آزار
مگر یہ سخت جانی کا سبب ہے
مری فریاد و زاری سب ہے اثر ہے

وہین سنکر زن اہل جناب
یہ فرما کر لگائی عشق کا روگ
کھڑا ہی عشق مین کیا پانون ہی تو
کہان پر ہنچ ہین جی کی بتاؤن
مجھی اک شعلۂ آتش اگر دی
خیال آیا کہ غم افزون ہے حد
مخالف جانکر کچھ بد دعا دین
انگوٹھی پھینک دی فرش زمین پر
لپک کر دست نازک سی اٹھائی
تہ گردون وہ ہی ایسا جری کون
خیال آیا کہ شاید خواب ہی یہ
کہا یہ ہے نشان پنجۂ رام
مہابیر جی فرخندہ فرجام
شہ سگریو کا ہی بت یہ بلنا
کہ ہو مین انجنی ست قاصد رام
کہ شاید کوئی رہ جس اہل فن ہو
تہ دامن چھپا کر چہرۂ پاک
ہنومان جی اتری شجر سی
کمال لہجہ و فہم و ذکا سے
شہ سگریو کی خاطر نوازی
تلاش جانکی مین جابجا نہ
جناب جانکی تہو لین بدن مین
زبان پر سوز دل مین بیقرار ہے
لبسی ہی رام کی صورت نظر مین
بھلا یہ تو کہو ای انجنی زاد

ہوئین سیتا کی آنکھین جب سیلاب
تہ نخل اسوک آئین بصد سوگ
محبت کی تری تھون مین نہی تو
مگر بطن زمین شق ہو سما جاؤن
دوا گویا دل سوزان کے کر دی
نہ ٹوٹی رشتۂ دم سند و مدہی
عدم کا مسفت مین رہ سہتا دیز
منقش نام اقدس تھا نگین پر
تو دست آویز کامل ہاتھ آئی
یہ لایا رام کی انگشتری کون
کہ سودائی دل بیتاب ہی تی
عبث ہی ہر طرف اندیشۂ خام
لگی پر ہنسی شجر پر قصۂ رام
سراسر غنچۂ مطلب کا کھلنا
حضور جانکی لایا ہون پیغام
دعا سی چاہتا ہی ہم سخن ہو
ہوئین گرم سخن با چشم نمناک
کف پا کو ملا عین اپنی سر سی
کیا افسانہ آغاز ابتدا سی
وہ انگد پر نگاہ سرفرازی
وہ کرنا لشکر میمون روانہ
تہ نگی سی سمائین پیر مین میز
ہمیشہ شب کو ہی اختر شماری
بدن مین جان ہین جی مین جگر مین
مری تہولی سی کرتی ہین کبھی یاد

یون سُنتے ہی کہا ای فخرِ عالم
نہین تو فرصتِ یک دم گوارا
سُنین گی آپکی جب مجھسی یہ داج
کرینگی کشورِ لنکا کو تاراج
دلِ پُر غم سی نکلا غم کا آزار
تمہین سی صف شکن صفدر سپہ دار
وہان پر حملہ جرار و جری ہین
سیانی قد جو یہ دیکہا یکایک
کہا بازو مین زورِ رشد و مد ہو
اجازت ہو تو اِس گلشن مین جاؤن
کہا مجکو نہین خوفِ زیان ہی
شجر پر چڑہ کی کہائی میوہ لا کہ پہل
نگاہِ قہر جسدم ڈالی یہ ڈالی
شجر نوچی نگہبانون کو مارا
محافظ تہی جو وہ پوشیدہ جو بہاگی
کسی بندر نی ہی آفت مچائی
اچہی نام اُسکا فرزندِ جری تہا
نہ کرنا تاب امکان گشتہ تیر
چلی تہی غرورِ زورِ تن پر
یون سُنتے ہی جو دیکہا اہرمن کو
کسیکو زورِ بازو سی پچہاڑا
کسیکا تشنہ کیا زخمون سی گلگون
جدہر کو زور یا مردمی سی کی
جو بہاگی فتنہ گر با جانِ ناشاد
غمِ لختِ جگر نی آگی گہیرا

گئی در جہ سوا ہی راؔم کو غم
اگر تہا جز شکیبائی نہ یارا
خوشی سی خانۂ دل ہو گا آباد
تمہین لیجا ئین گی اگر مہاراج
ہوئین پہر فرطِ حیرت سی گہبرا
کرینگی کشورِ لنکا کو مسمار
نہنگِ قلزمِ زور آوری ہین
تو صاف آئینۂ دل سی ہٹا شک
جنابِ راؔم و لچہمن کی مدد ہو
بقدرِ اشتہا پہل چُن کی کہاؤن
مدد کو نخلبند دو جہان ہے
برنگِ سبزہ نوچی سر بسر پہل
ہوئی دم بہر مین برگ و بر سی خالی
بیابان بنگیا گلشن وہ سارا
گئی نالان شہ راون کی آگی
خزان کی پہر گئی ہر سو دہائی
مدام اُسکو سر درِ خود سری تہا
کرو میمون کو زندہ پا بزنجیر
گہٹا کسطرح سی جاتی چمن پہ
اُکہاڑا جڑ سی اک نخلِ کہن کو
کسیکو پنجہ و ناخن سی پہاڑا
کسیکی تن کو کاٹا پی گئی خون
مثالِ نقشِ پا دم مین کیا پست
در راون پہ پہونچی بہر فریاد
تو چہایا دیدۂ دل مین اندہیرا

فغان ہو تو نہ تہی دل مین تشنہ شاد
سراغ اتبک نہ پایا تہا کسی سے
چڑہ ہین لی کی اک فوجِ گران وہ
سُنی سیتا نی جب یہ کلمہ ہوش
تمہین سی حملہ زور آورہان ہین
یون سُنتے ہی کہا فرطِ ادب سے
یہ کہکر قد بڑہایا اپنا ناگاہ
تبسم کرکی پہیرا پُشت پر ہاتہ
کہا قاصد نی ای فخرِ زمانہ
کہا بہتر مگر ای راحتِ جان
اجازت جانکی جی سی جو پائی
اُکہاڑی نخل بر دی دہلی ہو گئی
وہ پہل شب تو چکر پہیکی گرائی
میانِ شہرِ لنکا مچگیا غل
دُہائی دی کہ سارا لُٹگیا باغ
سُنا باغی نی جسدم باغ کا رنگ
دیا حکم اُسکو راون نی سرِ دست
سپہ دلِ الغرض حکم مدد سی
بڑہی لڑنی کو جلا کر گیا انذار
جمایا پہر تو خونریزی کا یہ رنگ
کسیکو شل کیا مارا کسیکو
کسی سرکش کو دی ٹہوکر قدم سے
بیابانِ شجاعت کو کیا طے
سُنا جسدم یہ حالِ مرگِ فرزند
دیا حکم اپنی فرزندِ کلان کو

روان صحرا بصحرا ہین جہانگرد
تامل ہو گیا اس کی بسی ہی
دکہائین گی بہارِ جاودانی وہ
ہوئین عیش و طرب سی خوش سرِ شر
زیادہ اِس سی یا خوش قد جان ہین
کہ ہین زور آور نہین کم ہو سبب
کہ جس سی قامتِ گردون ہو کوتاہ
جبین وا ابرو و بالای سرِ ہاتہ
گئی دِن سی یہ محجوب تہی اب دانہ
ہزارون اسکی سرکش ہین نگہبان
چمن مین جا کی اک آفت مچائی
زمین پر باغبان پٹکی جہت کی
ملی نوچی پسند آئی وہ کہائی
دیا اک باغِ راون مین کہلا گل
نگہبانون کو حسرت سی ملی داغ
نہایت بیکلی سی ہو گیا تنگ
کہ ہمراہی ہین تو فوجِ سپہ مست
چلا انبوہ راچہس لی کی گہرسی
ہوئی تیرونکی ہر گوشہ سی بوچہار
کہ تہا سب پر لباسِ زندگی تنگ
پہنچکر سر پہ للکارا کسیکو
بلا مہندی کی صورت سر قدم سی
اچہی راچہس کو مارا کر دیا ہی
برنگِ شعلہ تہرّایا تو منہ
کہ باندہ ہو جا کی اُس پی جنا تاگ

زبس ہر جنس وہ تھا فتنہ کا بانی
مہ و مہر اسکی ڈرسی کانپتی تھی
بڑہا دریا صفت بار و شتاب جون
جدہر پہنچی ادہر صف ہو گئی صاف
مخالف شکل ہو اجب کرو فریسی
جناب انجنی نندن نی فی الفور
بہسون گرخود تو رحمت کا سبب ہے
ہوا خواہ جناب رام تہی وہ

لوری جیسے بلای آسمانی ؏
ستاری عرش پر پینہ وہ پاتی تھی
چمن مین میگہ ناد آیا جو مستان
مچا شور انکی ہا مردگا تا قاف
نہ کچہ مطلب بر آیا ہا نکین سی
بصد وا نشوری دل مین کیا غور
نکلجاؤن تو یہ دور از ادب ہی

مچا تھا ہر طرف شور اسکی شر کا
جو غالب اندر پہ آیا تہا نا کام
یون دست نی دکہایا پہیرسی و رنگ
قدم سی بس گئی مثل حباب
عروج شاخ تک کرکی رسائی
کہا کاٹون تو مطلب مین خلل ہو
سمجہ کر الغرض آغاز و انجام

لقب تہا میگہ ناد اس فتنہ گر کا
ہوا تہا اندرجیت اس وجہ سے نام
کہ دشمن مثل آئینہ ہوئی ٹنگ
رہی جس مثال نقش پا سب
گلو مین برمہ پہانس اگر لگاتی
ابہی قول سری برہما مین تاب ہو
پہنسایا حلقہ گردن پتہ دام
تپسیا کی بندہ بیدام تہی وہ

گرفتار ہونا ہنومانجی کا برمہ پہانس مین اور آنا سامہنے راون کے



ہوا دام برہمپہانس مین وہ دانا
ستمگارون نی باندہا کر دمن سے
شہ راون تہا تخت زر پہ مغرور
برنگ شعلہ تہرّ ایا تن زار ؏
تجہی نی یہ کیا ظلم آشکارا ؏
تجہی جب صورت شہرگان لیا

پہنسی خود وصورت صید توانا
کمند و طوق و زنجیر و رسن سے
سراسر بادہ نخوت سی مخمور
کڑک کر پہر ہوا سرگرم گفتار
اجہی کو دیدہ و دانستہ مارا
بمجبوری مجہی کرنا پڑا زیر ؏

غرض حلقہ جو وہ پہنا گلو مین
زبس آمادہ شر تہی وہ ناکام
غضب سی بولی راون نی نظر کی
ارے تو کون ہے آیا کدہر سی
مرا لشکر کیا برہم کہا ہان
ہنومان جری ہون قاصد رام

مچا شور طرب با فوج عدو مین
پکڑ لائی میان محفل جام
غم بخت جگر مین چشم ترکی
کسیکا ایلچی یا نامہ بر ہی ؏
کمال غم دیا بیغم کہا ہان
حضور جانکی لایا تہا پیغام

گرای جاہل و ناداں بدبخت
زبان ابتک نہین ای بد اصل چپ
فساد اس مین کچہ ای بدخو نہین ہے
کہ ارکان دولت سی کیا خوب
مناسب ہی گردن شکستہ مرکو رضی
روا ہی اگرچہ کہیچون پوست تن سی
زبس بہولا ہی تو انسانکی بل بے
خلاف رسم قتل نامہ بر ہے
کہ ار آدن نی باچشم غضبناک
یہ کہتا تہا کہ جہنجہلا کر سیہ دل
ہوئی محو جنبار جبسن وہ ساری

سمجہ پر تیری کیا تہپڑ پڑی سخت
کری گر دست بستہ عذر تقصیر
سمجہ لینا نہین تو تُو نہین ہی
رہا اک اوستاد رہتا خوب
مٹی دل سی غبار اعتراضی
زبان کہیچون تری درج دہن سی
نظر در پردہ ہی لیکن اجل پہ
روا شاہا معافی کی نظر ہے
اسی سب ملکی مارین جہیسٹ دو چالاک
بصد جوش غضب آئی مقابل
کہی شل دست و پا تہک تہک کی ہاری

کیا مطلق نہ پاس حرمت و نام
اگر ہو بحر رحمت کی تجہی چاہ
یہ سنکر جلگیا غصہ سی ناری
سکہاتا ہے یہ دانشمند مجکو
ارے حاضر کوئی ہی اہل شمشیر
یہ گستاخی یہ شوخی بیحیائی
تہبیکس تہا کہ مرادان دلشکستہ
پی عبرت سزا اسکی دیکہی اور
زبس میمون نحیف و ناتوان ہے
بڑہایا قد وہ بجرنگی نی یکبار
نہ فرق آیا سر مو زور تن مین

ادہر ڈالا یاد خاسی زوجہ رام
تو کردی جانکی کو تیرمی ہمراہ
بڑہا دل مین ہجوم شرمساری
سناتا ہی کلام پند مجکو
کری اس پر خطا کو گشتہ و زار
یہ بیباکی یہ دیدہ کی صفائی
کہا اسنی ادب سی دست بستہ
کہ ہی شان عدالت کا یہی طور
سزا اسکی تن پہ اک بار گران ہی
کہ تہا نیست اسکی آگی اوج کہسار
شجاعت مین اگرمین بانکپن چیز

جست کرنا ہنومان جیکا لنکا کی چہون پر اور جلانا جمیع مکانات لنکا اور راجہسون کا آتش دم سی واویلا کرنا



وہی بل تھا وہی حالت وہی دم
زبس تھی فکر جانگیر سب کو
براے سرخروئی ننگ دور سے
سراسر گوشۂ دم مین ہوئی صرف
ہر اک جا سے سبوئی روغن تر
زبس ان شعلہ انگیزون کو تھی لاگ
ہزارونکو جھپٹ مین لے اوڑے وہ
رواق و روزن و طاق و در و بام
انار آسا جلے برگ و شجر سب
فلک کا بنا زمین گردش مین آئی
پٹاخے کی طرح بجلی ندا آواز
ہری ہی دیدہ و دانستہ تقصیر
ترانے سب تھی زیب بدن میر
نہ پوچھا گیا ارمان کو دراہ بنی
سزا دی مجکو با چشم غضبناک
غرض سب جلگئے ایوان و مسکن
سمندر نے کہا تب سب سے بستہ
بنے گا برج آتش خانہ آب
نہ ہو گر ناگوار طبع تم کو
گئے پیش سری سیتا ادب سے
سنے جب جانکی جی نے یہ گفتار
ترے باعث کھلا تھا غنچۂ دل
اثر اکرار رہ اکرام سمکو
خوشی ہوتی ہر چندی کہ کچھ صبر
کہا رو کے کہ جاتے ہو تو جاؤ

وہی تیور وہی چتون وہی رنگ
پسند آئی یہی تدبیر سب کو
بنا پایا جہان سر دہن کے دوڑے
لگو خجلت سے ناری صورت برف
سے کیے ان سر کشون نے جمع لاکر
لگا دی جلکے دم مین سر بسر آگ
جلایا جیسے تیغ آسا مڑے وہ
جلے دم بھر مین شکل نقرۂ خام
چنار آسا جلی لنکا کے گھر سب
اڑی مہتاب کے مونھہ پر ہوائی
اگر کر رہ گئے جل کر سبے باز
ہوا ہی حلقۂ خجلت گلوگیر
رکیے ذلت درپردہ سے آ رین سر
اٹھا پا صدمہ جانکا سنیے
جلا کر دیا سونیکا گھر خاک
فقط باقی رہا قصر بھبھیکھن
گرائی روے دردِ دل شکست
پرندے جلکے ہونگے کرم شب تاب
بجھا دون موج آب تر سے دم کو
سنائی داستان فرط طرب سے
تو کی یون رو کی تقریر گھر بار
پڑا اب چھاتی پہ پھر سکھنا پڑی کر
ٹہا دون جلکے پیش رام تمکو
گوارا دل پہ کیجے صدمۂ جبر
مگر سب داستان غم سناؤ

کہا راون نے تب با جان ناشاد
مکان و کوچہ و بازار کے سب
بڑھائی دم وہ بجرنگی نے یکبار
لباس و جامہ دستار و کمر بند
کیے لاکھون برنگ مو پہ پیچ
ہنومان دلاور نے سر دست
چپ و راس و زبر زیر و پس و پیش
ہوا خواہی ہوائی کی جو دلخواہ
چمن مین قصۂ آتش کو تھا طول
بنا کر چادر گردون کی ٹٹی
جو دیکھی یہ سنہ راون نے حسرات
براے حاصل نقد کرامات
ہر اک سر کی کمی سے پیش و پس تھا
ہنومان خبری ہین گیا ہون اور رو در
نگہبان شیوۂ عادل یہی ہے
براے انطفاے آتش دم
بجھاتے ہینگے جو آپ اس بحر مین دم
برنگ موج ہو گی بیچتا بی
اجازت انجنی ست سے جو پائی
کہا مجکو اجازت ہو تو جاؤن
ترے دیدار رخ سے چشم بد دور
کیا تب انجنی ست نے یہ اظہار
مگر بے حکم یہ کیونکر کرون کام
سیا نے اپنا جوڑا من اتارا
کہو دم نا کہین ہونٹھو نبیہ ہی جان

جلا کر دم کردیمون کو آزاد
روئی لا لا کے وان انبار کی سب
کہ کم ٹھہرا وہ سب روئی کا انبار
مکانون سے اٹھا لائے تو بند
دم اقدس مین لپیٹی پیچ پر پیچ
زمین سے کی عروج قصر پر جست
جلے قصر دیتان جفا کیش
جلے قصر طلائی چبوترت گاہ
انارون کے تھے نخل سرو بن پھول
ستارون کی چھپی محفل اکھٹی
کہا تب ہاتھ مل مل کر کہ ہیہات
پرستش شب کی کرتا تھا مین دن رات
مراد دل غرفۂ بحر ہوس تھا
عطا پاش و خطا پوش جہان رو و در
سزای مجرم کامل یہی ہے
گئے شادان وہ قرب بحر قلزم
براے ماہیان ہو گا تلاطم
جلین گی سب سمرغان آبی
تو دم قلزم نے لہرا کر بجھائی
پہونچکر سب یہ کیفیت سناؤن
نگاہ دل مین آیا تھا مری نور
کہ ہو نہیں تمکو لیچلنے پہ طیار
کہ ہون پابند ارشاد سر رام
دیا پھر نشانی آشکارا
نفس کا شانۂ تن مین ہے مہمان

نظر ہو منظر لچھمن ہر یک جوش | لگے رہتے ہیں در پر پردہ گوش
مہابیر جری لے کر نشانی | ہوئے رخصت بعیش و کامرانی

کیا طے بحر بے پایاں بہ یک جست | قریب بر جامونت آئے سر دست
ہوئے پھر شاہ خرسان سے بغلگیر | ملے انگد سے مثل شکر و شیر

چلے باہم گر منزل بمنزل | ہوئے پھر شہر پنپا پر میں داخل
کہا سارا شہ سگریو سے حال | دکھایا روئے مطلب کا خط و خال

سنی جس دم نوید کامرانی | ہوا وہ ہمکنار شادمانی
سیاہ باغ سیمون ملک آئے | خوشی سے پھول پھل کھائے

گیا سگریو امید رام کے پاس | کھڑے تھے جامونت انگد جب و دراس
براہ نذر دکھلائی نشانی | کہا قصہ بصد شیرین زبانی

جناب رام و لچھمن انجمن میں | یہ مژدہ سنکے پھول اٹھے بدن میں
مہابیر جری سے خوش ہوئے بس | جبین و سر پہ پھیرا دست اقدس

آغاز لنکا کانڈ لشکر کشی کرنا رامچندر کا واسطے جنگ راون کی اور روانہ ہونا فوج خرس و سیمون کا شہر پنپا سے اور خبر سنکر عرض کرنا بھبیکھن کا راون سے واسطے صلح کے اور ناراضی ہونا اسکا اور نکالنا بھبیکھن کا اپنے در سے

جناب رام ہو ملک سخن فتح | نگارے منشی چرخ کہن فتح
مددلے توسن کلک سبک گام | بیابان سخن طے ہو بہ آرام

وہ مضمون صف آرائی رقم ہو | سر جا بہ قلم مثل قلم ہو
جناب لچھمنی نندن سے جس دم | شنا وہ سرگذشت افسانۂ غم

نشانی دست سیتا کی جو پائی | گران دل پر ہوا بار جدائی
اسی ساعت میان جمع تمام | شہ سگریو سے بولے سری رام

کرو تیاری فوج زبردست | بروج قلعہ لنکا کو کرو پست
عدو کو گر ہوائے سرکشی ہے | ہمیں بھی خواہش لشکر کشی ہے

سنا جس دم یہ ارشاد سری رام | ہوا وہ در پے ساز و سرانجام
ہر اک جا نامہ و پیغام بھیجے | طلب کو پیک نیک انجام بھیجے

کیا سب لشکر سیمون فراہم | صف آرائی کا دعوی جنکو ہر دم
جوان و کودک و پیر و کہن سال | قوی ہیکل قوی بازو قوی بال

گران بالا جسیم و کوہ تن سب | قوی دست صف آرا صف شکن سب
برنگ تیغ سب تیزی کے مشتاق | ببر کی طرح خونریزی کے مشتاق

بصد چستی لیے گرز گران سب | سر افگن قاتل گردن کشان سب
شہ سگریو تھا از بسکہ دانا | قوی زور آور و صفدر توانا

جداگانہ کیا سردار سب کو | دیا اک لشکر جرار سب کو
گیند و کیسری انگد مہابیر | نل و نیل و سگند نیک تدبیر

وہ لشکر جوق جوق اور خیل در خیل | چلے جوشان خروشان صورت سیل
بجا نقارۂ نہضت بصد ساز | کڑک کردی لب قرنا نے آواز

گئی کوسوں تلک آواز طنبور | جوان مردوں کے رخ پر چھا گیا نور
زمین تھرا گئی شور طبل سے | دہل اٹھا فلک بانگ دہل سے

بہ تاریخ سعید و روز احسن | چلے دونوں جناب رام و لچھمن
ظفر نے گوشۂ دامن کو چوما | لب نصرت نے پیراہن کو چوما

دلیری جرات و ہمت شجاعت | جھکے مثل کمان بہر اطاعت
جلو میں سب سوار توسن و فیل | پس پشت کیسری انگد نل نیل

چلے سب افسر نامی بصد اوج | بڑھی دریا صفت فوج ظفر موج
سپاہ خرس و سیمون جون ہم تھی | یہ ابر تیرہ وہ برق دژم تھی

صبا ہر دم فدائے نقش پا تھی | نسیم صبح ٹھوکر پر فدا تھی
بہار آسا چلی کرتی ہوئی گشت | کئے طے جا بجا کوہ و دامن و دشت

روان مانند موج باد صرصر | ہوئی وارد کنار قلزم تر
بیابان جیسے ہوئے ہر سو بچھی فرش | کہ تھا حیرت میں جسکے [illegible]

پڑا میدان مین لشکر سیکڑون کو جو سر
شمشیر و اہلکاران ہوا خواہ
بہیکہن سرور لنکا کا بہائی
ہوا بار خطر سے دل شکستہ
فروغ تیر مہر و کرم ہو ٭
رہی شکل سپر سینہ سپر فتح ٭
کرم بخشی سے جان بخشی اگر ہو
سنا چہنی جناب لچہمن و رام ٭
سپاہ خرس و میمون نے شہرو
شہ خرسان و میمون ہین ہر دیر
مجہی اک مصلحت سوجہی ہی کیا خوب
عبث دونون طرف سے کشت و خون ہو
زبان سے کیون کلام شر نکالین
شہنشاہ کو واجب ہی ہر طور
مناسب ہی یہی ای حق شناسان
بیان گوشۂ دل صورت تیر
سناتا ہی کلام فتنہ جو سے
حضور بادشاہان خردمند
مجہی ہی چرخ گردان مکر مہر و نجوم
اگن بی حکم جل سکتی نہین ہی
سمندر گر کبہی بڑہ کر گہی گہٹ
یہ کہکر پہر بہ او شرمسار سے
خبر کر دی بعد اخلاص مہتی
رضامندی جو ہو گر من چکا کی
نہین ہی فائدہ نقض و سد سے

فلک کی مثل انجم پڑ پڑی اوس
جدا خیمون مین سب اتری حلقہ بند
زبس تہی جسمین بوی آشنائی
گیا پیش براور دست بستہ
طلوع اختر جاہ و حشم ہو
میان قبضہ تیغ و سر فتح
تو کچہ گرم سخن یہ بی ہنر ہو
ہوئی ہین برلب دریا سبک گام
ملی ہیل و مان کہ صورت ہو
مسلح ہین فساد شد و مدیر
اگر ہو خاطر اقدس کو مرغوب
جہان مین گردش گردون دون ہو
کرین منت تحائف دیکی نالین
برای حاصل مطلب کرین غور
تواضع سے کرین مشکل کو آسان
چہپی برجستہ اس دانا کی تقریر
نکر بی فائدہ بیہودہ گوئی
سکہاتا ہی تو نادان کلہ بند
کیا مہر و مہ و انجم کو محکوم
صبا خود اڑ سکی جل سکتی نہین ہے
اتارون انکو آب تیغ کی گہاٹ
سن ناصح یہ کلمات ماری
نصیحت کی مفید خاص مہنی
تو شر کیون مول لے جیتی بہلائی
شر و شور و فساد و شد و مد سے

جناب رام و لچہمن شاد و خوشتر
یکایک شہر لنکا مین مچا شور
خبر جسدم ہوئی یہ حلقہ در گوش
کہا ای سرور شاہان نامی
رہی اقبال یاور ہر گہڑی ساتہ
تو ہی ہے نا بر دار برادر
نہ کر جلکر جو دریا کی طرح جوش
جلو مین انکی اک فوج گران ہی
گیند و جامونت انگد ہین نشان
برای جانکی شاید کہ شر ہے
تواضع سے کرین ہم انکو راضی
خوشی سے حسب دستور زمانہ
کبہی ہنگامۂ جنگ و جدل ہی
جو دیکہین صلح مین شکل صفائی
سنی جسدم یہ تقریر بہیکہن
ہوا جامہ غضب سے ست ہوش
یہ گستاخی یہ شوخی یہ شرارت
مری طاقت کا بحر و بر مین ہی شور
کیا سر اگن کو جل کو پون کو
بغیر از حکم سلطانی یہ کیا تاب
مجہی کیا خوف شر نسل بشر ہی
بہیکہن نی کہا ای صاحب تخت
کرو منصوبہ کامل وہ فی الحال
عداوت ہی خلاف عقلمندی
سراسر اسمین نقصان و خلل ہی

ہوئی پر رونق فراخی خیمہ زر ٭
کہ آیا لشکر میمون شہرور
مثال بید کانپ اٹہا دہ بیہوش
کرین اہل جہان تیری غلامی
ظفر پا بوس ہو باندہی ہوئی ہاتہ
شریک درد و غمخوار برادر
در مضمون کرون کچہ حلقہ در گوش
صف آرا صفدر و کشور ستان ہے
نل و نیل انگنی نندن ہنومان
عداوت ہمسی منظور نظر ہی
رہی خوف فساد اعتراضی
کرین شی جانکی جی کو روانہ
کبہی طرز لجاجت کا محل ہی
کرین کیون تیغ مسان جو ہر نمائی
تو کانپ اٹہا شہنشاہ قوی تن
کہا بس چپ ادب خاموش خاموش
بڑہاتا ہی مری نار حرارت
درندی ڈوب ہی ہین صورت گور
برہمن کو اندر کو جم کو پون کو
فلک سے ہو زمین پر بارش آب
ہجوم دیوتا لرزان ہی ڈر سے
نہو برگشتہ مجہسی صورت بخت
نہ ہو جس سے غروب مہر اقبال
بعید از شیوۂ دانش پسندی
کہ ہر تنگی و سر دلہ دشمن ہی

اب آگی سامع اقدس مین جو آئے
لگے کا پھر سخن ایسا جو لب سے
ارے تجھکو نہین کچھ جوش مردی
ڈبویا راچھسون کا نام تُو نے
ببھیکھن نے کہا پھر تیسری بار
تری چشم بصیرت ہو گئی کور
رہیگا لشکر اپنا جس نہ یہ راج
پڑا لشکر ہے قرب بحر ذخار
سُنے راون نے جب بھائی کی گفتار
ہوا گویا براہ فتنہ جوئی
یہ کہکر بزم شاہی سے نکالا
سخن سنجی سے میرے گل کھلا خوب
قدمبوسی جناب رام ہوگا
کبھی بار دگر ہوگر سبک بار
مثال خیر خواہان نکو ذات
بس اب جاکر براہ انکساری
بنا فتنہ سے بری جو بن سکے کام
مگر وہ بادہ نخوت سے تھا مست

وہی مضمون ہے مطلب وہ کہانی
تراشون گا زبان فرط غضب سے
خجالت سے نہین چہرے پہ زردی
کیا ایسا خیال خام تو نے
نہ ہو میری سخن سنجی سے بیزار
یہ زور و زبر چڑھا ہے نشہ زور
نہ یہ دولت نہ یہ حشمت نہ یہ تاج
ابھی تک ہے سر خفلت سے سرشار
تو گر کا صورت برق شرربار
نکالا تو اسکو ہان حاضر ہے کوئی
طریق کینہ خواہی سے نکالا
گلستان عوض سے پھیل پھلا خوب
اطاعت سے پسند عام ہوگا
کرونگا اب اس دربار مین بار
بناؤن مین سب بگڑی ہوئی بات
کرونگا رام کی خدمت گذاری
کرون سب عاقبت بینی سے انجام
عروج نکتہ بینی پر نہ کی جست

شہ راون جو تھا از بسکہ مغرور
یہ منہ کسکا جو اگر منہ دکھائے
نہین بیجا حرارت تیرے سر مین
کہے گا گر کلام لاابالی
تجھے اس خواب غفلت سے ہی ڈر ہے
زوال نشہ بس اک دم مین ہوگا
تجھے اہل دل نشینی سے فشان ہے
بد اقبالی یہی ہے اے خردمند
ہوا از بس غریق قلزم شرم
حجاب چشم سے اسکو کر دو دور
لو رخصت بھیکھن نے کہا خیر
اگر اچھا ہوا اس غم سے چھوٹا
وہان ذلت مین ہے اک شان توقیر
مگر مجکو ابھی تک ہے یہ منظور
کہون جاکر زبان جو یاور دو
ملے ذلت یہان یا نیکنامی
کرون ممدرات ماضی چند در چند
ببھیکھن نے بہت کی نکتہ دانی

ہوا گویا کہ چل آگے سے ہو دور
مثال آئینہ صورت دکھائے
عجب پیدا ہوا اپس گھر مین
پے عبرت کرونگا گوشمالی
ملیگا خاک مین سونیکا گھر یہ
ترا دل حلقہ ماتم مین ہوگا
ترے گلشن مین آئی تار خزان ہے
قضا سر پر تری آنکھین ہین ابھی بند
غضب سے صورت آتش ہوا گرم
ملو گوش حماقت شکل طنبور
ترے باغ سخن کی کر حکایت
عذاب زحمت ہر دم سے چھوٹا
کہ ہے وہ خاک پا مانند اکسیر
تری شمع خلافت مین ہے نور
سناؤن تیرے مطلب کی جو یہ ہے
ہونگا خادم پاے گرامی
فساد تازہ کا رخنہ کرون بند
مگر بات اک نہ سمجھے وہ مانی

آنا ببھیکھن کا رام چندر کی ملاقات کو اور سرفراز ہونا خلافت پر لنکا کی اور گرفتار ہونا سک و سارن

جاسوسون کا لشکر رامچندر مین اور آزاد ہو کر پھر جانا انکا راون کے پاس شہر لنکا مین اور خبر کرنا

رہین وہ زبان کہ بر کہ او وصاف
نکلکر گوشہ ایوان سے دلگیر
یکا یک آمد آمد کا مچا غل
کوئی سمجھا کہ شاید نامہ بر ہے

مراد دل شکل آئینہ رہے صاف
چلا لشکر کی جانب صورت تیر
لگے سب گرد و پیش گرد و کل
مقرر بہر تفتیش خبر ہے

ببھیکھن کو جو راہ شور و شر سے
کمال صدمہ رقت سے ناکام
خوشی سے کھلکھلا کر غل مچایا
اگر آیا تو آیا کام کیا ہے

نکالا حاکم لنکا نے گھر سے
گیا نالان میان لشکر رام
ببھیکھن فوج سلطانی مین آیا
طبیعت مین خیال خام کیا ہے

کریگا کچھ نہ کچھ افسون غضب سے | کھلے گا گل کوئی اسکے سبب سے
سنی جب شاہ میمون نے یہ روداد | کہا تب رام ہوون با دل شاد
بھبھیکھن ہے وزیر لنکا کا بھائی | ہوا حاضر ہی بھر جبہہ سائی
کرے کچھ فتنہ ایجادی مبادا | کہ ہے یہ سرگروہ فوج اعدا
مناسب اسکی صحبت سے حذر ہے | بظاہر راستی باطن مین شر ہے
نہین راچھس مروت کرنے والے | یہ کالی ہین یہ کالی ہین یہ کالے
کرینگے کب کمین بہر کمین یہ | کہ ہین در پردہ مار آستین
نہین اس سے امید آشنائی | و تنہا دیکھ کر یگا بیوفائی
اب آگے ہو جو تجویز خوش اسلوب | وہی بہتر وہی عمدہ وہی خوب
کہا سب سچ ہے اے سرمایۂ نور | مگر بد باطنی ہمت سے ہے دور
جو میرے دامن دولت مین آئے | فروتن ہو کی یا گردن جھکائے
روا چشم ترحم ہے بہر طور | کہ ہے اکدن ہر اک پر گردش دور
نہین واجب مریض غم سے پرہیز | کہ سب پر برق آفت ہے شرر ریز
سدا ہین دوست او دشمن مجھے ایک | نہین کچھ اسمین تفصیل بد و نیک
کرے زیر شجر جو آکے آرام | اسے ہو سایہ بخشی سے فقط کام
یہ ہے خاصیت ابر سیہ تاب | کرے دشت چمن ہر جا رشن آب
جو نیک و بد یہ کچھ اسنے نظر کی | تو پھر ٹھہری صفت کیا ابر تر کی
نہین دل مین مرے کچھ گرد وسواس | خوشی سے اسکو آنے دو مرے پاس
یہ فرماکر زبان درفشان سے | بلایا اسکو اک لطف نہان سے
نگاہ لطف کی سوئی بھبھیکھن | ہوئے الفت سے دلجوئی بھبھیکھن

آنا بھبھیکھن کا راجہ رامچندر کے پاس محفل مین اور پھر آنا سگ وسارن راچھسون کو لشکر مین گرفتار کر کے



کہا ہنسکر کہ لنکا پت ادھر آؤ | تمہارا گھر ہی بیخوف و خطر آؤ
جو دیکھا ابر رحمت کو کرم پر | بھبھیکھن گر پڑا اوسکی قدم پر
عدو کو صادق الالفت جو پایا | سر اوسکا دست شفقت سی اوٹھایا
بٹھالا پاس اپنے پاس کرم سے | زہے فیروزی عطا کی قرب عزتی

گیا لے کے آبِ قلزم تر
سگ و سار و بوزینہ جو بدخواہ
پکڑ کر بندروں نے انکو بیباک
رہائی ہی تو بھاگے جی چھپا کر
ہر اک میمون جسیم و کوہ تن ہے
روش میں اک شجاعت کا چلن ہے
پھر ہم جا کے لشکر میں صبا وار
بصد شوکت جنابِ رام و لچھمن
شہ میمون کو ہی کارِ وزارت
تماشا ہی عجب دیکھا مگر اور
عداوت کے عوض کی قدردانی
کیا تاج مرصع زینتِ فرق
بہ گوش اپنے یہ لشکر میں سنا غل
انار آسا کرینگے دانت کھٹے

بصد شفقت تلک کھینچا جبین پر
برای مخبری آئے تھے ہمراہ
پھر آیا گردِ لشکر چست و چالاک
سنایا ماجرا راون کو جا کر
پلنگ بیشہ و لشکر شکن ہے
ادائے گفتگو میں بانکپن ہے
نہ پائی انتہائے فوجِ جرار
لبِ دریا ہیں دونوں خیمہ افگن
وہ ہی رونق وہ بزمِ امارت
دلِ مضطر کو حیرت ہی بہر طور
دیا خلعت براہِ مہربانی
خجل ہو جسکے زرق و برق سے برق
عدو کو راج لنکا کا ملا کل
کہ میں لا انتہا میمون اکھٹے

بٹھایا دستِ اقدس سے اُسے تاج
پئے تفتیشِ احوالِ بھبھیکھن
تماشا جا نگر ہر سو پھر آئے
کہا اس درجہ ہی فوجِ سری رام
قوی ہیکل جسیم و گرز بر دوش
جلائی جس نے تھی لنکا غضب سے
اجل لرزاں ہی اُنکے شور و شر سے
یوں سُست جا ہو نہ انگد ہیں جمتا
شہِ خرسان مشیرِ نیک و بد ہے
بھبھیکھن جب گیا پیشِ سری رام
کیا چشمِ ترحم سے نظارا
جبین کج ادا پر ہو کے سرور
اڑائی یہ بڑی دکھلائیگی رنگ
برنگِ نقشِ پا جمنا ہے مشکل

خوشی سے دو سو لنکا کا دیا راج
کھڑے تھے جیب کے دنبالِ بھبھیکھن
برنگِ آسیا چکر دکھائے
کہ شل ہیں قاصدانِ عقل و اوہام
عروسِ فتح و نصرت سے ہم آغوش
وہاں چھوٹا نظر آتا ہی سب سے
سنا کانوں سے تھا دیکھا نظر سے
نل و نیل جری ہیں کاربرداز
و نما ہیں مستعد بہرِ مدد ہے
بلا سرمایۂ اعزاز و اکرام
زبان سے کہہ کے لنکا پت پکارا
بدستِ خاص کھینچا قشقہ نور
بہت کام آئینگے سر کشِ جنگ
صف آرائی تو کیا تھمنا ہی مشکل

راہ مانگنا رامچندر کا سمندر سے اور پل تیار ہونا نل اور نیل کے ہاتھ سے بموجب درخواست سمندر کے

قلم سحرِ سخن میں تر زبان ہو
وہ کر حکمت براہِ خیر خواہی
سمندر وہ نہیں جسکی ملے تھاہ
کرے شل دست و پا غواصِ شہ زور
یہ ناپید اکنار ایسا ہے قلزم
کرے خشک آب تر کو صورتِ خاک
بھبھیکھن نے جو ٹھہرائی یہ تجویز
رہے تا عرصۂ سہ روز رسجا
سری لچھمن سے فرمایا کہ ہاں لاؤ

صفاتِ رام میں رطب اللسان ہو
سمندر پار اترے فوجِ شاہی
شناور پار اترنے کی کرے چاہ
نہیں ممکن عبورِ قلزمِ شور
کہ چرخِ ناتوان کی عقل ہے گم
تری سے دامنِ قلزم کرے پاک
پسندِ خاص و عام آئی یہ تجویز
نہ سنگ آسا دلِ قلزم پسیجا
اسیدم ترکش و تیر و کمان لاؤ

بھبھیکھن سے یہاں تو ہے سری رام
بھبھیکھن نے کہا تب دست بستہ
کنارے سے یہ دریا بر کران ہے
قصور سے ہے عقلِ ناتوان چرخ
اگرچہ آپ کا تیر شرربار
مگر ای راحلِ کشتی شکستہ
لبِ دریائے شور اٹھکر بصد جاہ
کیا تب غضب نے دل میں جو تب جوش
کروں تیرِ اجل سو را اسطرح سر

کہ اے دانشورِ فرخندہ فرجام
نہیں ممکن ہوا ہیں پل سے رستہ
برنگِ موجۂ صرصر رواں ہے
زمین کشتی ہے اسکی بادبان چرخ
فقط کافی ہے بہرِ بحرِ ذخار
طلب فرمائیے قلزم سے رستہ
ہوئی زینت دہ فرشِ پرکاہ
کہ کانپا ڈر سے خورشیدِ شفق پوش
کہ جل دم بھر میں جل جائے سراسر

ذرا آغاز کلام پُرغضب سے
یہ سُنکل برہمن آیا ادب سے
معافی مانگی تقصیرون کی جاہی
قدم پر گر پڑا کی عذر خواہی

سپر اقدس یہ بے اندیشہ و بیم
لُٹانے گوہر و لعل و زر و سیم
کہا از راہ دانش باندہیے پُل
کہ اُترین دم مین فوج آسناگل

وہ نیل و نل جو ماہر ہین انکو تمام
کرینگے کارِ مشکل کو وہ انجام
رکھیشر کی دعا سے ہون مین آگاہ
جو تُوٹے چھوڑین یہ جل مین گر کاہ

جنابِ آب سا غرقِ آب تر ہو
نمایان صورتِ آبِ گُہر ہو
نہ ہو پنہان غبارِ دل کی صورت
دلِ دریا پہ ٹھہری پل کی صورت

جنابِ رام نے یہ سُنکی فی الحال
کہا سارا شیہ میمون سے احوال
اُسی دم حرص میمونِ جہان گشت
ہوئے پویان بیابانِ دشت

تلاشِ سنگ مین پھرنا تھا جو
اُٹھا لائے لیک گُروہ کی کوہ
وہ نیل و نل براہِ نکتہ دانی
ہوئے قائم بنا پر پُل کی بانی

پُل سنگی تعمیر ہونا نل و نیل کے ہاتھ سے اور تیار ہونا شوالہ رامیشر مہادیو کا اور دعا مانگنا رامچندر کا



کیا حرفِ رکارِ اک سنگ پر نقش
مکرر اک بہر سنگ وگر نقش
ملایا جب تو دونو مل گئے عام
ہویدا ہو گیا نام سری رام

طفیلِ نام سے کیونکر نہ ہون وصل
کہ ہوویں دل و جان ہی وہ وہ اصل
ہر اک پتھر پہ لکھکر یہی حرف
کیا دریا مین جیسا ان عقل فرد

بنایا پُل بہ اقبالِ سری رام
وسیع و پختہ و مرغوبِ عام
جنابِ رام نے خوش ہو کر دوبار
بنایا لنگ رامیشر مہادیو

کمالِ صدق و حشمت و شر سے پوجا
گل و صندل بہ بجز تر سے پوجا
دعا مانگی برائے فتحمندی
جھکایا سر براہِ سربلندی

چترادیہ رامایین یعنی راون کا معہ سیتا لنکا سی رامچندر کی لشکر مین آنا اور رامیشر مہادیو کی استہاپنا کرنا سیتا سی گرہ بندن کر کی اور واپس جانا اُسکا لنکا کو معہ سیتا کے

عنایت جانکی جی کی عیان ہو
کہ دل کی جان کی جیتی امان ہو

سنین جی یہ مضمون طرب خیز
برای سامعین تنگ شکر ریز

منگائی پہر تو جا حسبِ دستور
برنج و دہوپ ہی اور مشک کافور

فراہم ہو چکا جب سب سرانجام
ہوا نازل یہ ارشادِ سرِ بام

مشیر و نکتہ دان ہر سو پہ ہی سب
نہ ہاتہ آیا ولیکن نقدِ مطلب

نہین راون سا کوئی صاحب حلم
فہیم و اوستادِ چارہ و علم

بجز اسکی نہین ایسا ہی کوئی
کری جنگ آکی از راہِ نکوئی

یہان آنی لگا کیون اولی العزم
مقامِ رزم ہی یا عرصۂ بزم

پس از اندیشہ و غور و دم چند
ہوئی گویا وہ پیرانِ خردمند

زبس دہرم اسکو منظور خاطر ہی
بدل پابندِ حکم شاستر ہے

غرض قاصد براہِ خیر خواہی
ہوا مثلِ صبا لنکا کو راہی

کہا وان سب سی ہان ظفر دلیر
فقط اب آپکی چلنی کی ہی دیر

نہین خواہش مری ان بی سبب ہے
جنابِ جانکی جی کی طلب ہے

کہ کارِ عمدہ و مسعود و احسن
نہین ہوتی کبہی بی شرکتِ زن

نکالا دل کی الجہن سی بہانا
کیا کیا گیسوی مضمون نے شانہ

یہ کہکر جانکی کو لیکی ہمراہ
چلا ذوقِ طبیعت سی وہ بیگاہ

ہوا حاضر بہ پیشِ انجمن درآم
ہوئی محوِ تحیر محفلِ عام

بٹہا لا جانکی کو رام کی پاس
گرہ باندہی کہ تہی وہ سنبل تر

بہت اشلوک پڑہ پڑہ کر کئی جاپ
دیا اُس لنگ رامیشر کو ستہاپ

زہی واقفِ رازِ نہان تہا
سند اول کو نشانِ بی نشان تہا

ٹہیل کاج اور پہلی اچار ہی جی
اچل راج اور تمہاری شری کی جی

ہمای خاصہ کس شہ اور کی منجا
کہ ہر اوجِ فلک سی جو گی پہنچا

جو رامایین آویدہ مشہرہ عام
رقم مین آمین سب ذکر سرانجام

کہ یعنی جبکہ رامیشر کی مورت
لبِ دریا بنی حسبِ ضرورت

برنج و چوبِ صندل پہول پہل سب
بہم تہی ایکجا تیرتہ کی جل سب

پی پوجا تلاشِ برہمن ہو
جو استاد و فہیم و اہلِ فن ہو

ہوئی گرمِ سخن پیرانِ دانا
کہ ہی مشکل درِ مقصد کا پانا

وہ ہی حاجت روائی اہلِ امید
برہمن جو تپشی و دانندہ بید

کہا بعضون نی سب سچ ہے یہ مانا
خلافِ عقل ہی راون کا آنا

تمنای وفا گر غیر سے ہے
غرض کیا اسکو کارِ خیر سی ہی

شہِ راون نہین ایسا ہے زنہار
خبر سنکر نکالی حرفِ انکار

طلب کے واسطی جائی جو پیغام
کری اگر پرتشٹہ کا سرانجام

کہا راون سی پیغام سرِ بام
وہ سامان اور وہ نیک سرانجام

ہنسا وہ سنکی تقریر خوش اسلوب
کہا کیا مصلحت سوچی ہی کیا خوب

یہ سمجہی ہی جنابِ جانکی ناتہ
گرہ بندن کو سیتا آئیگی ساتہ

بہ پی نظارۂ سیتا ہوس ہے
پریشان بی کسی سی آل رس ہے

یہی مدِ نظر گر ہی تو پہر خیر
شریک بزم ہونگا گو ہون غیر

ہوا داخل میانِ فوجِ شاہی
نظر آیا کمال اوجِ شاہی

ہر اک سی گفتگو کی با دلِ نرم
ہوا پہر انصرام جگ مین سرگرم

جلائی طشت مین ہیزم معقول
چڑہائی دہوپ پہ آہت پہل پہول

خوشی سی نقشہ پہولی خرد و کل
فلک پر تہا مبارکباد کا غل

یہ دی آشیرباد اُس برہمن نی
شہادت دی لبِ چرخِ کہن نی

غرض سیتا کو لیکر شاد و مسرور
گیا لنکا کو راون شاد و مسرور

بروزِ احسن و تاریخِ انسب
چلی اُس جا سی فوجِ صف شکن سب

شہ خرسان و ہیمون بکو نام ❁
کنار کشور لنکا بصد اوج
ہر اک سو شامیانی سحر بنیاد
کسی خیمہ میں اترا شاہ سگریو
کسی جا پر میان حلقۂ فوج

تل و نیل انگد و ہمن سری رام
ہوئی خیمہ فگن فوج ظفر موج
ہوئی چوب طلائی پر ایستاد
کسی میں ہمدم و دلخواہ سگریو
مہاراج الدہراج آخر بصد اوج
ہوئی پہری مقرر از رہ ہوش

بہ آسانی سمندر پار پہنچے ❁
بحکم شہ میان طرفۃ العین
قنات و خیمہ و نگیرہ و فرش
کہیں پہ کیسری اترا بصد شان
بصد شادی کنار قلزم تر
تلایہ گو سواران زرہ پوش

سپاہ و لشکر جرار پہنچے ❁
سواران دلاور کی پڑی تین
لگی پڑ دی فریب پردہ عرش
کہیں نیل و نل و انگد ہنومان
پڑا شبنم صفت میدان میں لشکر

خبر پانا راون کا آمد لشکر سے اور مسلح کرنا اپنی فوج کو اور روانہ کرنا میدان وغا میں

سپری ز گھبرا کے عز و اکرام
پڑا اک تہلکہ لنکا میں ہر سو
برنگ شعلہ کانپ اٹھا تعب سے
کہا تیار فوج صف شکن ہو
بجی قرنا گرج اٹھا جو طنبورہ
ہوئی آراستہ ہتیار سج کے
پہکیتا اور بہ قدم جیت شمار
سواروں کی پڑی شمشیر در دست
شہ راون بجاہ و شوکت اوج
کہاں ہی یہ قت گرمجوشی
یہ وہ جسکا کو سر چڑھنی نہ پائی
ہوا یہ حکم جب آویزہ گوش
کبھی خنجر کبھی اس تن پہ بھی انگ
دکھائیں جوہر تیغ شجاعت
صف افگن میگہ ناد اترا بصد اوج

ادہر بھی ہو نگاہ بخشش عام ❁
ہوئی راچھس پریشان شکل بیشہ
بنا پرکالۂ آتش غضب سی
سوی دشت وغا خیمہ فگن ہو
ہوا لشکر بھی نخوت سی مخمور
چلی لہرا کی ابر آسا گرج کی
وہ بانکی ترچھی گشتی گیر اکڑ باز
پیا دی بادۂ نخوت سی سرمست
ہوا خود مائل نظارۂ فوج
نہیں واجب دریغ سرفروشی
سوی میدان قدم بڑھنی نہ پائی
چلی لشکر وہ پیل آسا بصد جوش
کبھی بازو کبھی جوشن پہ بھی انگ
ادا ہو جا بھی تا حق اطاعت

سپاہ خرس و ہیمون نے بصد زور
خبر گذری شہ راون کو باری
بلائی جملہ سرداران نامی
یہ سنکر افسران فتنہ ایجاد
چلی تن تن کی سرداران جنگی ❁
سپہ داران و سرواران زرہ پوش
چلی پنجون کی بل تن تن کی بانکی
مسلح سب سپہ صدم فوج
یہ دی پہر صیقل رزسی جلا سا
سپاہ خرس و ہیمون پہ کروار
مبادا کوئی بہاگ آیا جو رن سی
چلی شوخی سی چشم آسا پہر کتی
کوئی کہتا یہ ہی وقت نمایش
غرض آکر حضور لشکر رام

کیا جس دم عبور قلزم شور
کہ فوج اتری سمندر کی کناری
شریر و خیر خواہان گرامی
ہوئی آمادہ بر تعمیل ارشاد
بدن کو چستی جوشن سی تنگی
کمان داران نامی گرز بر دوش
ملائم دل کڑی لیکن زبان کی
چلی تیغ و تبر سی بہ قدم فوج
مٹی زنگ کدورت خنجر آسا
کرو غیبتی سی سب تیروں کی بوچھار
خدا کر دنگا سر اسکا بدن سی
اکڑتی جھومتی تنے کڑکتے
مقام امتحان و آزمایش ❁
ہوئی خیمہ فگن فوج بد انجام
رہی خیموں کی اندر افسر فوج

ناچ دیکھنا راون کا بام لنکا پر معہ احباب اور منڈودری کی اور تیر مارنا رامچندر کا اور اڑ جانا تاج راون کی سر سی اور برہم ہونا صحبت رقص کا

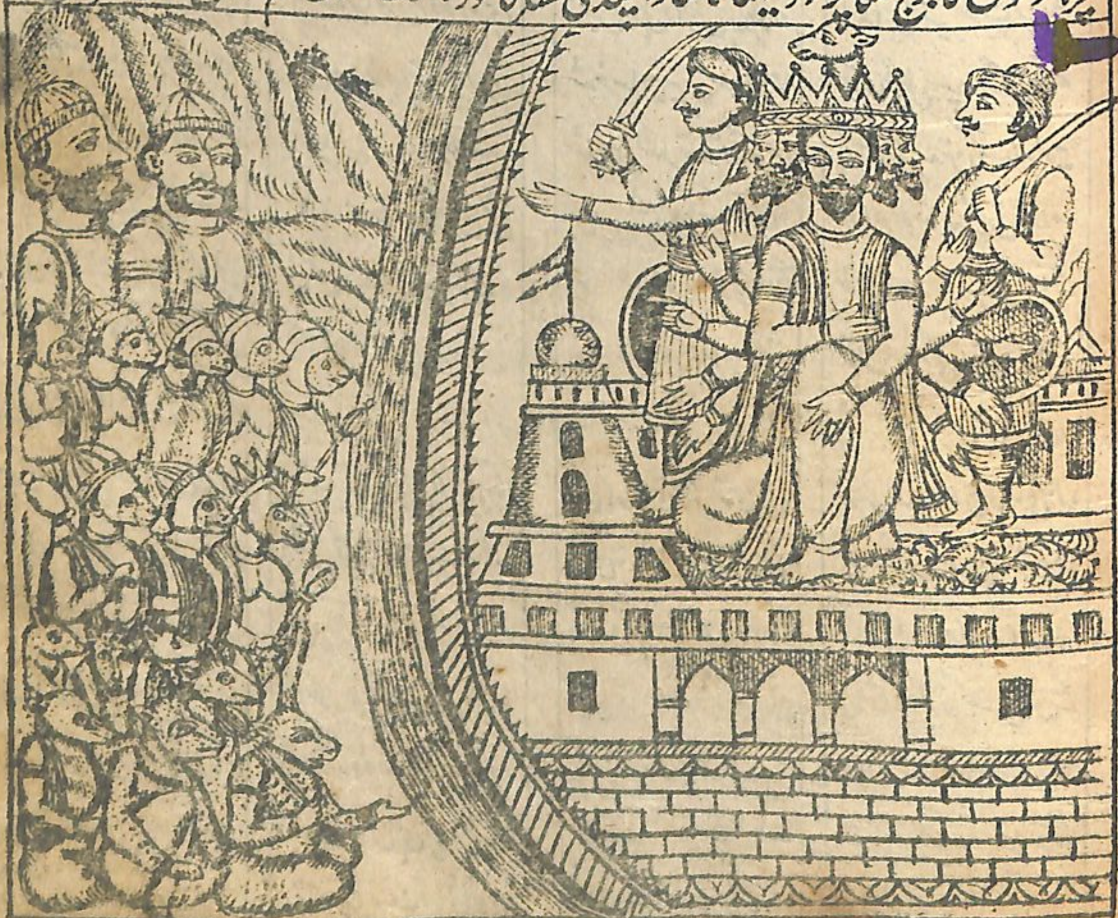
بہ فیضِ بخشش و الطافِ پرِیت
جلو مین افسران صف شکن تہی
شیرون سی کہا دیکہو سوی شرق
شہ راون ہی محفل مین لبِ بام
زنِ تند و دری ہمخوابۂ خاص
اسی گُرو کی جھگی کی چمک ہے
سوی لنکا جو کوندہی کی لپک ہی
کہا اِسدرجہ راون بیخبر ہے
ابہی تک ہی وہی شور و شش شان

زمین و روز بان و حصار گیت
خوشی سی ہر طرف نظارہ زن تہی
چمک کوندہی کی ہی یا تابش برق
بہم ہین مطرب و نقل و می و جام
خوشی سی ہی شریک بزم اخلاص
کہ جیسے ظاہر انجلی کا شک ہی
وہ رقاصون کی زیور کی چمک ہی
نہین گہنکا اجل بالائی سر ہی
وہی موج جین ہی و ہین ابی یوان
مچا غل درہم و برہم ہوئی بزم

کشیدن عنقریب جلوۂ شام
نظر کی جانب لنکا جو یکبار
بہبیکہن نے گذارش کی یہ فی الفور
سر محفل مچا ہی ناچ کا رنگ
وہ ماہ برج حسن و سر بالا
برنگ مہ جو تابش ہی مہاراج
جناب رام نی جب سنا یہ رنگ
ذرا لشکر کی آمد سی نہین پاس
کیا سر دفعتہ تیر بسبک پہ
مثال حلقۂ ماتم ہوئی بزم

خراماں تہی لب دریا سری رام
تو دیکہی تابش برق شرارہ
ذرا بہر تماشا دیکہیے خود
بہم ہین نازنیان خوش آہنگ
ہی زرق و برق مین بجلی سی بالا
مُغرق وہ سر راون پہ ہی تاج
یکایک قطرۂ حیرت سی ہوئی دنگ
کہ ہی محو طرب بی ورد و وسواس
اُتارا راون کی سر سی افسر زر

چڑھنا راون کا برج لنکا پر اور دیکھنا تماشا رامچندر کی لشکر کا اور بتانا انگد و سارن کا نام و نشان سرداران لشکر خرس و میمون کا



سدا ہو سایۂ فضل سر پر تمام ۔ کہ ہو حاصل دل مضطر کو آرام
شہ رادون بصد عز و اکرام ۔ برنگ آفتاب آیا لب بام
لب دریا نظر آیا اک انبوہ ۔ قوی ہیکل توانا صورت کوہ
سنگ اوسوار وہ جاسوس صف آرا ۔ ہوئی گرم سخن کرکی اشارا
مبارک سیرت و فرخندہ کردار ۔ یہی ہین دو دیو میمون کی سردار
لب دریا جو ہے وہ شامیانہ ۔ وہان ہی اک سپہدار یگانہ
یہی ہی بادل کا طفل دل آرا ۔ یہی تارا کی ہین آنکھون کا تارا
وہ جو زر خیمہ جو پیش نظر ہے ۔ گو نام اسمین میمون جلوہ گر ہی
یہ انبوہ گران جو نعرہ زن ہی ۔ ہر اک وسمین صف اصف شکن ہی
شمار اسکا چار و سہ یم ہی ۔ برنگ تیغ بران بر قدم ہے
جو خیمہ سوی چپ پیش نظر ہی ۔ اسمین جامونت نکتہ ور ہے
سر دشمن کو گرز اسکا ستم ہے ۔ غضب کی رزم مین تیغ دو دم ہی
فہیم و نکتہ دان اہل ہنر ہے ۔ دکن مین زبردست اتر تہ یہ گہری
جو ہی وہ جنیل میمون گرز پر جوش ۔ برنگ موج دریا پر سر جوش
مثال شعلہ ہی یہ پر غضب فوج ۔ روان ہی چار سو چالیس فوج
اسی کا گو وہ گنجن گر مین گہری ۔ پی تیغ و غا سینہ سپر ہے
ہر اک میمون ہی اسمین ضیغم فگن ۔ قوی قامت قوی بازو قوی تن
ول اہل جہان مین دربی انکا ۔ سپہ دار نبش افسر ہے انکا
جو خیمہ جانب دریا عیان ہی ۔ سکھن نام اسمین اک کشور ستان ہے
یہ ہی ہم لہجہ و ہم خوے انگد ۔ حقیقی قوت بازوے انگد
متعرق خیمہ جو دریا کی ہی پاس ۔ ہجوم خرس و میمون کی چپ و راس
یہی آئی تھی ہمسکر تا صد آرام ۔ حضور حق کی لائی تھی پیام
کئی میمون جو دیکھا ہین قوی تن ۔ کماندار و دلیر و ناوک افگن
وہ خیمہ آسمانی ہی جو استاد ۔ وہان میمون ہی اک فرخندہ بنیاد
تنا دروہ میمون ہی سو ۔ نہین جسکو صف آرائی سی سو

مزاج خامہ مین جو تند بہری ہی ۔ روش مین جلوہ کبک دری ہی
پریشان تہا زبس مانند بو وہ ۔ ہوا محو تماشا چار سو وہ
بہر بہری صورت شمشیر کہلی ہین ۔ پی قتل عدو نیزی تلی ہین
وہ دو میمون جو یکجا جلوہ گر ہین ۔ ہو وصل صورت شیر و شکر ہین
یہی دو نون نل و نیل جو ہی ہین ۔ مہ و مہر سپہر برتری ہین
جبین سی ہی نمایان شعلۂ نور ۔ ز رسم دلکشا انگد ہی مشہور
او مدنا ہی دل اسکا صورت موج ۔ پدم با پنج اسکی ہمراہی مین فوج
وزیر شاہ میمون ہی نکوخواہ ۔ سپہ اسی کرور اسکی ہی ہمراہ
قوی قامت قوی ہیکل قوی بال ۔ کرین پیل دمان کو پیل کی پامال
خروشان ہی برنگ ضیغم نر ۔ ہوا خواہ سپہ سالار و مہر
بظاہر گو ہی پیری عائد حال ۔ بہ باطن ہی جوان دولت جوان بال
زبس ہی اہل دانش ہی نکونام ۔ لہذا ہی مشیر خلوت رام
شہ خرسان یہ ہی سردار نامی ۔ قوی ہیکل سپہ دار گرامی
ہنادہی لشکر خونخوار کو یہ ۔ کری سر سہ تن کہسار کو یہ
ہی اس لشکر کا افسر کیسری نام ۔ ہوا خواہ جناب لچھمن و رام
سو چپ وہ جو انبوہ گران ہے ۔ خروشان صورت پیل دمان ہے
یہ ہین برتری مین مثل آب شمشیر ۔ قوی ہین انکی ناخن صورت تیر
مثال تیشہ انکی آگی ہی بیل ۔ شمار فوج ہمراہی ہی دو نیل
یہی تارا کا ہی طفل قوی بال ۔ ظفر ہی سایہ سان قدمونکی پامال
کمال دولت و جاہ و حشم ہی ۔ جلو مین فوج میمون دو پدم ہی
اسمین ہین ہنومان دلاور ۔ مجسم جلوۂ اقبال یاور
جلایا تہا حصار زر انہین نی ۔ کیا تہا گہر کو خاکستر انہین نی
رکب باد ان گیند و گند ہین یہ ۔ جوان بخت و سعادتمند ہین یہ
سراسر غرقہ بحر غضب ہے ۔ جہان مین نیر اح اسکا لقب ہے
اجل کا اسکے خنجر مین اثر ہے ۔ بنام نیم ورش مشتہر ہے

وہ خیمہ ہی جو تھا شعلہ نور / فروغ شمع ہی جو جس سی کا نور
بپا ہر سو بستادہ ہی جسین / شعاع مہر کی جا ہی جسین

بشان و شوکت و اعزاز و اکرام / انہیں جلوہ گر ہین لچھمن و رام
ابھی کم ہین ہین دو نون چشم بد دور / قدم سی ہی نمایان جلوہ نور

شجاعت کو جو رخ پر جلوہ گری / برنگ تیغ ابھی تدبارہ پر ہی
وہ خیمہ جو وسیع و دق و دق ہی / ہویدا جلوہ رنگ شفق ہے

شہ میمون ہی اس مین جلوہ آرا / مطیع حکم یہ لشکر ہی سارا
بلا ہی اسکی آگی سر بسر زرد / بہم ہی زور پیل شصت وہ صد

رقم سی ہی دل کاغذ مین تنگی / ہین اٹھارہ پدم سردار جنگی
سنی راون نی جب یہ کلمہ ہوش / ہوا بیخ دام سی وحش و شتر

جو دیکھی بام سی فوج ستمگر رام / تو خورشید غضب آیا لب بام
بلائی مجلہ سرداران جنگی / کہا راجہ نی ہی نکو بی درنگی

کرو تاراج فوج خرس و میمون / رہی تاراج قائم زیر گردون
کرو تیر افگنون کو گشتہ تیر / کرو لہرا کی غرق آب شمشیر

ہوا یون حرف زن جسدم وہ نخوت / سوی میدان بزم آئی سپہ دار
جناب رام نی پائی خبر جب / گہری فوج آگی مثل فلک شب

ہوئی یون شاہ خرسان گہربار / کہ ای نیک اختر و فرخندہ کردار
شہ راون کو عزم شور و شر ہے / فساد بی سبب مد نظر ہے

غضب سی تیز ہی طرفین ہوگی / عبث خونریزی طرفین ہوگی
سنا سب نے کہ آئین سلف ہے / پیام صلح دین اپنی طرف سی

کری راون جو سیتا کو روانہ / تو کیون تیر اجل کا ہو نشانہ
بچی فوج دو رویہ کشت و خون سے / بری ہو گروش گردون وقت

نہین مطلق فساد عام سی کام / فقط ہی ہمکو اپنی کام سی کام
سنی جب یہ کلام دانش و پند / ہو اگر سخن پیر خردمند

مجھی بہی تھا یہی مد نظر آج / بہت انسب ہی تجویز مہاراج
زبس انگد ہے ہشیار و خردمند / فہیم و اوستاد کلمہ پند

سوی راون یہ لیجائیو جو پیغام / طفیل نام اقدس سی بنی کام
جناب رام نے دل مین کیا غور / بنایا ایلچی انگد کو فی الفور

طلب فرما کی کلک عنبر افشان / کیا خط زیب قرطاس زر افشان

نامہ لکھنا رام چندر کا راون کو اور جانا انگد کا قاصد بنکر

کہ ای سر حلقہ و سردار لنکا / شہ دربار گوہر بار لنکا
برہی دشمن سر پہ ہین دشمن جلوہ گر آج / کہ ہی تو لشکر راجیس کا سر تاج

بہم شاہی ہی تدبیر و خرد سی / کہ ہی واقف جہا کی نیک و بد سے
بہم دولت ہی پامردی سی تجکو / خبر ہی گرمی و سردی کی تجکو

کمال سرکشی سے سر اٹھانا / نہین ہی شیوہ پیران دانا
مبدل رنگ دنیا سی دنی ہی / مگو ست چار دنکی چاندنی ہی

کسیکا تا ابد رہتا نہین نام / کہ بعد از صبح ہی تاریکی شام
مگو ست گو حباب آب سمجھی / غنیمت صحبت احباب سمجھی

محبت مین بہار زندگی ہے / عداوت مایہ شرمندگی ہی
کسی بی سبب اٹنا جگر ناد / اکڑنا تکی نخوت سے بگڑنا

خلاف عقلمندان کہن ہی / بدون از شیوہ اہل سخن ہی
ہجوم فوج جنگی ایسکے ہمراہ / لب دریا ہم آئی ہین بصد جاہ

سزای سرکشان مد نظر ہی / ہر اک دم برقدم تیغ دو سر ہی
ہوای باغ ہستی ہو جو کہنا / تو کر سیتا کو لنکا سے روانا

خیال سرکشی سی درگذر تو / قدم بوس آکی ہو جا چشم و سر تو
قسم ہی تجکو اسے سرمایہ شر / کرم سی پھر تجھی بخشون ترا گھر

بٹھاؤن تخت پر بخشون تجھی تاج / از لسی تا ابد قائم رکھون راج
مناسب ہی کہ گھول [illegible] / اجل سی ورنہ پھر ہو گا ہم آغوش

متاع زندگانی ہی جو درکار — تو ہو اگر مطیع حکم سرکار
لیا انگد نے نامہ بے کدورت — شو لنکا چلی صرصر کی صورت
جو دیکہا راجپسون نے نامہ بر کو — گریزان ہو گئی ہمبراکی گہر کو
غرض وارد ہوئی جس ہنگام سے — مخالف چہپ ہی گوشوں مین ڈرسے
بلا رستہ مین اک راون کا فرزند — ستمگر فتنہ ایجاد و تنومند
قبار آسا اٹہی جب کر چکی زیر — در راون پہ پہونچی صورت شیر
ہوا نازل جو حکم باریابی — گئی انگد بہ جوش اضطرابی
غرض کہولا جو مثل چشم تر خط — تو پایا اپنی پابوسی کا سر خط

غرض یون لکہہ کی خط مین کلیہ پند — برنگ مہر خاموشی کیا بند
ہوئی فورا نسیم آسا ہوا وہ — کہ تہی سرعت مین ہمبر وش صبا وہ
مچایا غل کہ آتی ہین ہنومان — پہر اب لنکا کی چلنی کا ہی سامان
ہوئی مہندی کی صورت دست بستہ — تجایا راستی سی سب نے رستہ
دیا گیسو صفت انگد نے جہٹکا — میان رہگذر ٹہیرنہ جہٹکا
دیا راون کو جا بہجون نی پیغام — کہ حاضر در پہ ہی اک قاصد رام
پس از رسم شاہی عز و اکرام — دیا فرط طرب سے نامہ رام
برنگ شعلہ تہرایا وہ سفاک — جواب خط لکہا ہو کر غضبناک

جواب لکہنا راون کا اور گفتگو ہونا انگد سی اور قدم جمانا انگد کا زمین مین اور جنبش نکرنا باوجود زور متواتر کے کسی راچپس سے اور حاضر ہونا انگد کا رام چندر کی پاس جواب لیکر

لکہا اے سرور دانش پسندان — فہیم و سرگروہ عقلمندان
ہم تجہ مین مری زور اسقدر ہی — نظر مین سنگ خارا مثل پر ہی
مناسب ہی براہ نکتہ بینے — کرو مثل گدا صحرا نشینی
مین ہون سرحلقہ پیران دانا — حماقت خود ہی سیکہی کو سکہانا
لباس زندگانی ہو جو درکار — تو ہو اس سرکشی سی دست بردار
جو پیش نامہ بر آئین شر سی — وہ خط پہینکا فراز تخت زرسے
مقام ہوش ہی غفلت نہ کر تو — حماقت سی بس اپنی درگذر تو
ہوا گیسو صفت برہم وہ سفاک — کہا انگد نے با چشم غضبناک
کیا جسنی پدر کو کشتۂ تیر — اسی سی تو ہوا جا کر بغل گیر
ہو جس مین اسکی دشمن کا ہو دوست — روا ہی گر ابہی کہینچون ترا پوست
مقام حیف ہی مطلق نہین شرم — برنگ موم ہی سینہ ترا نرم
نہی طاقت تجہی لڑنی کی اگر — عجب ہی تجہسی اگر کیون نکی عر
تو کیون سی ڈبویا باپ کا نام — بیان کرتا ہی اوصاف بیر رام
جو ہو اسکی قدم سی دست بردار — کرون سب لشکر جنگی کا سردار

لکہا خط مین جو حال شوکت و جاہ — نہین شاید مری طاقت سی آگاہ
ترقی پر ہی ہر دم اوج لنکا — یہ میمون ہین جو اک فوج لنکا
نصیحت کی جو تمنی اے بکو ذات — تعجب ہی کہ چہوٹا منہ بڑی بات
تجہی بہی نہ آتی کا مطلب — کہ ہی یان ساتہ خزات لباب
وگر دل مین ہی کچہ نبرد گر عزم — تو آجا و سنبہل کر بسر رزم
کہا انگد نے اے شاہ تنومند — نہ مانی کچہ جناب رام کی پند
اگر ہو چلکی پابوس پدر رام — رہی تخت شہی قائم رہی نام
تجہی اے بی حیا غیرت نہین ہی — پدر مارا گیا غیرت نہین ہی
اگر فرزند با اقبال ہوتا — خیال انتقام بال ہوتا
مگر پہنا لباس بے حیائی — غضب ہی تیری دیدہ کی صفائی
عبث تارا کی گہر پیدا ہوا تو — غضب ہی کیون نہ جیتے جی موا تو
برای انتقام و کینہ خواہی — عطا کرتا تجہی کچہ فوج شاہی
یہ کہو بیٹہا کہان عقل و ہنر تو — بنا صحرائیون کا نامہ بر تو
متاع عزت و توقیر بخشون — خطاب و خلعت و جاگیر بخشون

پڑا اب عکس انگد کی جبین پہ
کہا انگد نی پہر اُس فتنہ گر سی ؛
یہی انداز و آئین شہی ہے
دکہا مجکو نہ یون بل کر کی بل تو
وہ دن بہولا گرا ہی و فراموش
رہا شش ماہ تک زیر بغل تو
کیا جسدم سمسرا باڈر کی یار
یہ طاقت اپنی گہٹیا کہان تو
ہر اک سیمون وہان لشکر شکن ہی
یہ فرما کر زبان سی بی محابا ؛
فساد و فتنہ و شر کا ہوا انجام

غضب سی ہاتہ دی ماری زمین پر
نہین کچہ غم تجہی مرگ پدر سی
سزا ہی سرکشان اجب یہی ہے
نہ اٹہا کر گلشن ہستی مین چل تو
نہین روداد ماضی کا تجہی ہوش
ہوا از ور بدن کر کر کی شل تو
ہوا تو غرقہ دریای وسواس
بنا بزم شہی کا شمعدان تو ؛
کہ حیران دیدہ چرخ کہن ہی
قدم فرش زمین مین دہر کی اپنا
سیا کو چہوڑ کر گہر کو پہرین رام

پہر راون سی محفل مین گرا تاج
ہوا دست مبارک سی جو انجام
ولیکن جسطرح مارا گیا بال ؛
شجاعت ہی تری سب آشکارا
ہوا پیش نظر جب بے محابا
نہ گیسو صفت بل ہو گی برہم
کیا قید اُسنی جب تجکو بغل کر ؛
تری نادان مطلق عقل ہی خام
ہر اک دان ہی مری طاقت سی دونا
کہا بس دی سکی لغزش جو پا کو ؛
ادہر تہا یہ نیک انجام کا پل

ہوئی اہل نظر کی ہوش تاراج
تو پایا گلشن سُر پُر مین آرام
وہی ہو گا کوئی دن مین ترا حال
ہوا جب بال سی جا کر صف آرا
بغل مین تب پدر سی دہر گیا تہا
وہی بال اور وہی تو سی وہی ہم
چراغ اُسنی جلائی دوش دو جگر
سمجتا ہی جو گم فوج پہر رام
دکہا دون اپنی طاقت کا نمونہ
وہی پا سے متاع مدعا کو
ادہر حامی جناب رام کا تہا

جانا انگد کا محفل راون مین او شرط کرنا واسطی اُٹہانی پیر کے اور نہ اُٹہنا کسی رئیس سی



جو دیکھا مستقل قول و قسم کو
زمین میں جس نی دابا قدم کو

اٹھی پیچھے کی سب سرکش و ہاتی
جبکی گیسو صفت بل کر کی باگی

قدم پر سب نی زور ہر کر گیا وہ
مچایا آب دریا کی طرح شور

ہوا فتنہ فن گروہ فتنہ گر کا
سر مو پای مستحکم نہ سر کا

ہی کیونکر دیتیون کی جھپٹ سے
جمایا تھا قدم انگد نی ہٹ سے

ہوا اشل جب وہ ابنوہ ستمگار
اٹھا راون سر مسند سی لاچار

پڑا ای لغزش پای گران وہ
جھکا خم ابرو کی مانند کمان وہ

قدم انگد نی بس کھینچا اسی آن
کہا راہ فراست سی کہ نادان

پھر آئی کا نہ ہرگز مطلب دل
نہین کچہ میری پابوسی سی حاصل

ولی گر ہو قدمبوس سری رام
حصول تخت ہو قائم سی نام

سنا یہ جبکہ قاصد کی زبانی
ہوا خجلت سی راون پانی پانی

دکھا کر اپنی طاقت کا تماشا
چلی خط لیکی انگد بی تحاشا

عدو چلائی گھبرائی لجائے
پڑا تا پیچھو جانے نہ پائے

مگر انگد نی کی مثل نظر جست
جو آگی فتنہ گر آیا کیا پست

جری لات اک بصد زور آزمائی
گرا اک برج ایوان طلائی

ہوئی حاضر جناب رام کی پاس
کہی سب داستان بی وسواس

دیا نامہ براہ نکتہ دانی
سنائی سب جو گزری تھی کہانی

کہا سر اسکو منظور نظر ہے
نہین راضی پیام صلح پر ہی

شہ میمون سی تب بولی سری رام
کرو تیاری فوج نکو نام ❀

صف آرائی بس اب وقت سحر ہو
زمین خون ستمگاران سی تر ہو

شہ شنگر یو تھا از بس نکو خواہ
کیا اسنی سپہدارونکو آگاہ

بلا حکم کمر بندے جو سب کو
نہ سوئی نشہ غفلت سی شب کو

کہین آنکھین رہین تارون کی صورت
بتایا گھومی سیارون کی صورت

زبان ہو دیا مداح رگھبیر ❀
کہ تا صید سخن ہویا بزنجیر

جنگ اول میگہناد و لچہمن جی سی اور شکست پانا میگہناد کا

سحر کو جبکہ خورشید شفق پوش
سوئی میدان چرخ آیا بصد جوش

شعاع مہر کا چمکا جو بھالا
رہا ثابت نہ ثابت کار سالا

سوار توسن شب گم ہوا صاف
پریشان لشکر انجم ہوا صاف

بحکم شاہ شنگر یو خوش اقبال
مسخر ہو گئی فوج قوی بال

بجا میدان ہیجا میں جو طنبور
ہیرک اٹھی برنگ چشم تر شور

چلی بادل سی دل سوئی صف جنگ
ہوا گردون پہ مریخ جری دنگ

پیادی توسن جرات پہ اسوار
بڑہی مانند موج بحر زخار

سوارونکی پری شمشیر دردست
ہر اک جام شجاعت سی ہی سرمست

چمن بھی حسب ارشاد سری رام
سوئی میدان چلی با عز و اکرام

ادہر سی میگہناد آیا بصد جوش
پی فوج سواران زرہ پوش

جوانان جری بجلی سا کڑکے
تیغون نی دلی کر کی اکڑ کے

جوانون ہی بہار عرصۂ جنگ
جماد اپنا مہندی کی روش رنگ

کرو تیزی میان مجمع عام ❀
دو مار و دم ہویدا کرو نام

یہی ہی جوہر تیغ سعادت
کہین تن پر گل زخم شہادت

مقام آزمائش ہی سنبھل جاؤ
اگر ہو کر سامنی پیچون کی ٹل جاؤ

مناسب ہی قدم آگی بڑہی جاوے
بلا سی بحر خون سر پر چڑہی جاہی

جبی ایسا قدم ہمت نہ پلٹے
متاع آبرو گھٹنی نہ پائے ❀

دلیر و صاحب جرات جو تھی فوج
بڑہی لہرا کی آگی صورت موج

گھسی فوج عدو میں صف شکن سب
بلی جوش غضب سی ہلتین سب

چلی دونون طرف سی تیر پر تیر
روان تھی خنجر و تیغ و تبر تیر

ہوئی بوچھاڑ تیر شرر بار ❀
کہ تھا گرم آتش محشر کا بازار

چلی لشکر میں وہ کھلاتی ہوئی بل
کہین نیل اور کہین انگد کہین نل

کسی سندم میں مارا کسی کو
کسینی برہ کی لٹکایا کسی کو

ترشا سر کوئی تیغ دودم سی
کسیکی سر کو دی ٹھوکر قدم سے

مخالف بحر غیرت مین گئی ڈوب — زبان تیغ نی چاٹا لہو خوب
ہزیمت لشکر رہجس نی پائی — اڑی سب صورت تیر ہوائی

گھٹا کی طرح سی سارا گھٹا دل — ہوا ہی تیر آتش سی پپٹا دل
برنگ شبنم تر اشک ریزان — ہوئی میدان سی خیمون کو گریزان

پریشان بیقرار و چشم تر سب — گئی خیمون کو اپنی نوحہ گر سب
ادہر سب مجمع فوج نکونام — ہوا اگر قدم بوس سریرام

حصول فتح سی لشکر شگفتہ سب — شگفتہ مثل گلہای چمن سب
رلایا مین سپہ داران ذیجاہ — پہری شب بہر برنگ اختر و ماہ

جنگ دوسری لڑنا میگھناد کا اور مایا روپی جانکی کا سر کاٹنا میدان مین اور تیر مارنا لچھمن جے کا اور نابود ہونا مایا کا اور پہر آنا لچھمن جے کا بعد فتح اپنی لشکر مین

رہی ہر دم سپہ فضل سریرام — روانی پر قلم ہو مثل صمصام
سحر کو جبکہ شاہنشاہ خاور — ہوا فوج قمر پہ حملہ آور

طبل گرجا برنگ ابر جوشان — چلی ضیغم صفت میمون خروشان
کھلی پرچم نشان فتحمند کے — عیان نیزون سی شان سربلند

بصد ساز طرب بجنی لگی ساز — لب قرنانی دی لشکر کو آواز
سپاہ و خرس و میمون خوش آہنگ — ہوئی زینت فزای عرصہ جنگ

گئی لچھمن براہ عز و اکرام — کہ تھی پابند ارشاد سریرام
سپاہ میگھناد آئی ادہر سی — نمایان جلوہ محشر نظر سے

گھری بدلی کی صورت فوج جرار — ہوئی دونون طرف تیر و تفنگ بوچھار
گیند و گند سرداران لشکر — پلی جوشان برنگ ضیغم نر

کہین پہونچی سگند کوہ تمثیل — کہین انگد ہنومان و نل و نیل
کسی کی کی قبای زندگی چاک — کسیکو دہر کی ٹپکا بر سر خاک

کچل ڈالا کسی کو بی کدورت — کسی کو بل دیا مینھ کی صورت
کیا سب لشکر سرکش کو پامال — چلی وان مہرہ شطرنج کی چال

پیادی تہی سری لچھمن کی شبیہ — ہوئی پویان بساط رزمگہ پر
جھکی جس رخ سنبھل کر بی محابا — عدو کی فوج کو از بس مین دابا

ہوئی شل جب ستمگاران بی تاب — دکھائی شعبدہ سحر و طلسمات
کوئی جل جل کی برساتا تھا پانی — کوئی تہا مائل آتش فشانی

کبھی غائب کبھی ظاہر کبھی دور — کبھی سوزان برنگ شمع کافور
کبھی پران ہوئی اوج ہوا پر — کمند افگن ہوئی موج ہوا پر

رکی سحر آتش افشانون نی چلنی — دکھائین پر غضب شکلین بدل کی
کوئی لپکا یکایک بن کی اژدر — کوئی گو سنجا برنگ ضیغم نر

حضور لچھمن سراپا بیہوش — یکایک میگھناد آیا بصد جوش
وہین مایا سی از راہ کدورت — عیان کی اک سری سیتا کی صورت

وہی صورت وہی سیرت وہی چال — وہی گوش و لب و رنگ و خط و خال
دکھا کر شعبدہ آئین شر سی — جدا سر کر دیا تیغ دو سر سی

جو دیکھا لشکر میمون نی یہ رنگ — ہوئی حیران میان عرصہ جنگ
سری لچھمن نی دیکھا جبکہ یہ طور — تو صاف آئینہ دل مین کیا غور

خیال آیا کہ یہ سب خبث دوسری ہے — عدو کا شعبدہ بازیگری ہے
رسیا ہین صورت اصلی یہ سایہ — وہ ہین نور گرانمایہ یہ مایہ

یہ جسم عنصری وہ صورت دم — کہان تارا اور کہان نور مجسم
یہی کر کی تصور با دل نیک — کیا سر ناوک جادو شکن ایک

ہوئی سب تیر آفت کی نشانہ — مٹا سحر و دغل کا کارخانہ
چھپی گوشون مین جا کر اہل تشویر — پریشان ہو کی بہاگی صورت تیر

بصد خواری غریق ورطہ غم — گئی نالان مچا کر شور ماتم
ادہر سب لشکر و فوج ظفرمند — گئی خیمون کو اپنی شاد و خورسند

روز سوم جنگ کرنا میگھ ناد کا اور مارنا برہم شکتی راون کا برج لنکا سی لچھمن اوپر سبب گرمی ہنومان جی کی واپس جانا شکتی کا اور آنا نارد کا برہما کی حکم سی اور غافل کرنا فوج کو اپنی خوش الحانی سی اور دوبارہ شکتی مارنا راون کا لچھمن جی پر

ہری رگھبر عیان ہو جو ہر طبع
یکایک سنی آواز طبل سب
چلی انگد ہنومان دلاور
جناب رام نی دانشوری سی
اکیلی رزم مین بڑہنی نہ دینا
ادہر وہ میگھ ناد اہل شمشیر
عروج بام سی بی منت غیر
پلی دل مین سپہ داران غازی
کسی سرکش کا سر پہینکا زمین پر
سلاح خود پسندی تن پہ سج کے
ہوا جوش غضب سی گرم پیکار
جو دیکھا یہ پریشانی کا سامان
عدو چکر مین آیا مثل گرداب
پسر کو اپنی دیکھا جبکہ دلتنگ
حضور لچھمن آ پہنچا جو وہ تیر
نگاہ دل مین مثل آسا وہ گرگی
ہوا برہم شہنشاہ نگون بخت
کہی جب بدزبان نی کلمہ گرم
ہری شکتی کی جس سی شان ہیجا
لگی گانی جو دان ذکر بیر رام
جو دیکھا عالم غفلت تمھارا
گری فرش زمین پر ہو کی سناک

روانی پر ہو ہر دم خنجر طبع
ہوئی آمادہ جنگ و جدل سب
جلو مین نصرت و اقبال یاور
یہ فرمایا ہنومان جری سے
کسی راچہس کی سر چڑہنی نہ دینا
ہوا پیش پدر یون گرم تقریر
صف آرائی کی میری دیکھیی سیر
بڑہی افسر براہ سرفرازی
کوئی پہینکا سر عرش برین پر
مقابل میگھ ناد آیا گرج کی
کیا گرم اسنی خونریزی کا بازار
ادہر لچھمن ادہر پہنچی ہنومان
روان تن سی ہوا فوارہ خون
ہوا چہرہ غضب سی ارغوانی رنگ
تو سہم اٹھی جوان و کودک و پیر
سمایا ترکش راون مین پہر کی
پی برہما کہی کچہ کلمہ سخت
ہری برہما کو شر پہنچنی تم
عدو کی آن بان اس آن ہیجا
ہوا محو سماعت لشکر عام
عدو نی پہر وہ شکتی بان مارا
ہوا تن رونق آرای سر خاک

سحر کو جب سوار مہر تابان
سوی میدان چلی فرط طرب سی
سری لچھمن میان حلقہ فوج
سری لچھمن کی کرنا غمگساری
تمھین سی ہی فقط تقویت دل
صف میمون تہ خنجر کرون گا
غرض فوج ستمگاران بیدل
جمایا لشکر میمون نی یہ رنگ
کوئی ضرب قدم سی سر کو توڑا
بڑہا دی دی کی لشکر کو بڑہاو
تہ خنجر کیا لاکھون کو رن مین
پون سُت نی دکھائی گرنگی مار
ادہر راون جو شاہ اہل فن تہا
وہین سی جانب لچھمن قضا را
مہابیر دلاور نی جو دیکھا
مشیت سی جو ناوک نی خطا کی
کہا یہ ہی فتور اس آن کیسا
سری نارد سی فرمایا بصد جوش
سری نارد گئی سوی صف جنگ
پون سُت نہی کر پردہ گوش
مچا غل پردہ چرخ کہن پر
ہلال آسا گہٹا ماہ جہان گرد

ہوا میدان گردون تن شتابان
تبسم آشکارا عین لب سی
عیان رخ سی جلال و قدر ماہ
مناسب ہی وفای شرط یاری
تمھین سی اک ہی اطمینان کامل
لہو سی رزمگہ کو تر کرونگا
ہوئی مثل سپہر اکثر مقابل
کیا خیل ستمگاران کو چورنگ
زرہ کو خود کو بکتر کو توڑا
سر میدان پہ زلف آسا چہ باد
جڑان نی کر لیا قبضہ چمن مین
ادہر لچھمن نی کی تیرون کی بوچہاڑ
عروج بام سی نظارہ زن تہا
سری برہما کا شکتی بان مارا
بصد زور بدن دریا مین پہینکا
ہوا راون کو جوش خشمناکی
خطا جس مین وہ شکتی بان کیسا
کر و تدبیر کامل از رہ ہوش
ترنم کا جمایا جابجا رنگ
لگی سننی کتہا کو از رہ ہوش
غشی طاری ہوئی لچھمن کی ہیچ
رخ مہر درخشان ہو گیا زرد

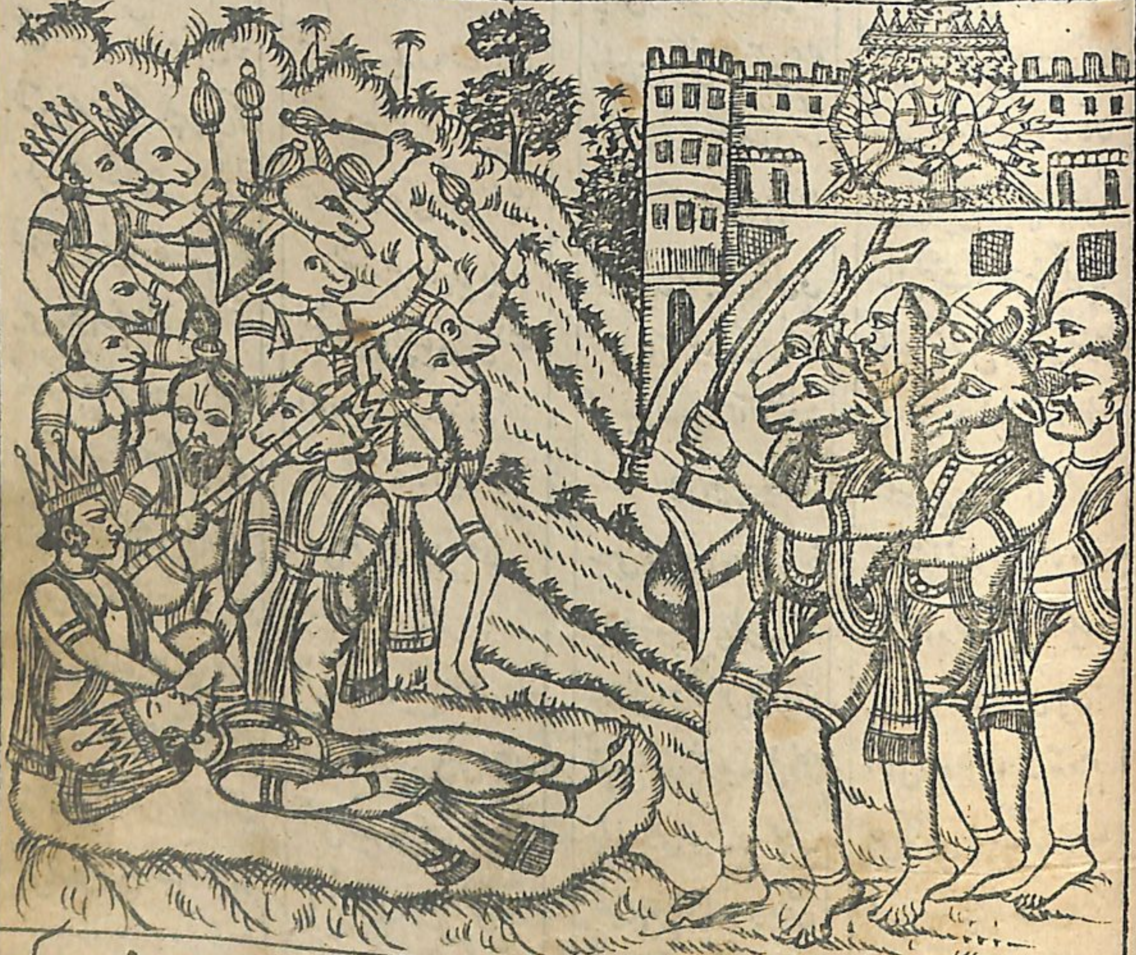
ستاری مین حیرت سی یہ تھی دہوم
ہنومان دلاور نی بصد جوش

فلک کا غم سی نیلا ہو گیا رنگ
کیا لچھمن جی کو زینت دوش

ہوا ارجن سی بیبس یہ لشکر رام
پریشان مضطر و مغموم و ناکام

فروغ صبح پر غالب ہوئی شام
اٹھا لائی میان خیمہ رام

آنا میگہناد کا لشکر لیکر اور مقابل ہونا لچھمن جی کا اور شکتی بان مارنا اون کا برج لنکا سی اور آنا لڑ دمن کا بحکم سری مہا سرلوک سی اور بین بجانا رزم گاہ مین اور محو ہونا تمام لشکر رامچندر کا اور جب ہو تغافل مہابیر جی کی زخمی ہونا لچھمن جی کا



بیقرار ہونا رامچندر کا اور آنا طبیب لنکا کا اور دوا بتانا اور جانا ہنومان جی کا واسطے لانی سنجیون کے اور اجودہیا مین بہرت کی زور کی آزمائش کر کی لشکر رامچندر مین داخل ہونا اور شفا پانا لچھمن جی کا

رہی ہر لحظہ رگہبر کا تصور
مچا غوغا میان لشکر رام
کوئی دریا کی صورت پر از جوش
رہی بس محو حیرانی دم چند

کہ تا کاشانہ دل ہو منور
غریق بحر غم تہا جمع عام
کوئی تصویر سا ان سکتی مین خاموش
زبان غنچہ کی صورت ہو گئی بند

قمر نکلا فلک پر جبکہ پر جوش
کوئی نالان کسیکو شدت درد
جناب رام نی با چشم نمناک
پلک کر گوشہ بالین پر آئی

لباس ظلمت شب سی سیہ پوش
کسیکا رخ تپ غم سی ہوا زرد
سری لچھمن کو دیکھا بر سر خاک
طپش سی شمع سان آنسو بہائی

ہوئی دل سی فدا ای وی شفقت — غبار و گرد رخ کرنی لگی صاف
کبھی بوسہ دیا گیسو کی چین پر — کبھی رخسارہ و لوح جبین پر
کہا ای آسمان فتنہ پرداز — ابھی تک حیلہ بازی سی نہین باز
دکھائی مہ کی صورت سر بسر داغ — دئی صدمہ پہ صدمہ داغ پر داغ
پھری چاو نظر غضبی تاب طاقت — غم و درد و الم نے کی رفاقت
جمی رخ پر ادہر گرد یتیمی ٭ — چھٹی سب یار و دمساز قدیمی
شریک غم بس اک لچھمن ہی تھی — سو وہ بھی شکل حسرت بن رہی تھے
وطن کی سمت بی لچھمن جو پھر جاؤن — ہر اک مرحوم کی عین آنکھو نگسی جاؤن
سو متر اسی پڑی گا منہ چھپانا ٭ — کرونگا سترہن سی کیا بہانا ٭
یہی غم ہی کہ نادانی ہوئی مفت — بھبھیکھن سی پشیمانی ہوئی مفت
مگر جو کچھ کہ کرنا ہے مجکو ٭ — وفاداری کا دم بھرنا ہی مجکو
بلا شاید نہ لنکا کا اگر راج ٭ — او وہ کا اسکو دونگا سر بسر راج
مناسب ہی کہ لچھمن کی دوا کر — کسی حکمت سی تدبیر شفا کر
بھبھیکھن نے سنا جب کلمۂ درد — ہو اگرم سخن پھر کردم سرد
وہ ہی علم طبابت مین یگانہ — فن حکمت مین استاد زمانہ
جناب رام نی تب ہو کی دلشاد — کیا تشی انجنی نندن سی ارشاد
خوشی سی ہو سوی لنکا روانہ — اسی لشکر مین لاؤ جا بکانہ
گئی قصر سکھینا پر بصد جاہ ٭ — ہوئی منزل مین داخل صورت ماہ
خلاف مصلحت اسکا جگانا — جناب انجنی نندن نی جانا
سر بالین لچھمن لا اتارا ٭٭ — اتارا عالم گردون سی تارا
سکھینا نی کمال غمسی فی الفور ٭ — شبیہ و نبض لچھمن پر کیا غور
نہین ممکن دوای زخم کاری — غشی ہی چہرۂ لچھمن پہ طاری
وہ دو ناگر جو بیربت مشتہر ہی — وہان یہ داروی درد جگر ہی
جسی جانی کی طاقت ہو وہ جا نے — دوا کو وہ دو ناگر لا سکے ملی
سنا جب تو مسلح ہو گئی دنگ — سپیدہ داروں کی چہرہ کا اڑا رنگ

پریشان خود ہوئی رقت کی مارے — جبین سی گیسوی لچھمن سنوارے
برنگ ابر نیسان چشم تر کے — غضب سے جانب گردون نظر کے
شرارت سی نہین باز ای فلک تو — تلاش حیلہ مین ہی اب تلک تو
ملی غربت ادہر گھر بار چھوٹا ٭ — ہجوم مونس و غمخوار چھوٹا ٭
پدر نی کشور سرپر کی لی راہ — جوانی مین دیا اک درد جانکاہ
وطن سی جانکی آئین تھین ہمراہ — چھٹین وہ خوبی قسمت سی ناگاہ
انہون نی بھی یکایک ہو کی نمناک — سراسر جامۂ الفت کیا چاک
اگر جاؤن ملی تو کیا منہ لیکی جاؤن — وہان کس شکل سی صورت دکھاؤن
گران تن پر لباس زندگی ہی — کمال خفت و شرمندگی ہی
زبس ہی دستگیری کی مجھی شرم — جگر مین آتش خجلت سی ہی سرگرم
اگر سینہ مین دم قالب مین ہے جان — بنا ہون گا سخن کوتاہ امکان
شہ خرسان نی پھر با دیدۂ زار — بھبھیکھن سی کہا ای یار غمخوار
سری لچھمن کو گر حاصل ہو آرام — ملی نقد تفاخر ہو ترا نام ٭
میان شہر لنکا ہی طبیب ایک — سکھینا نام ہی دانشور نیک
وہ آئی یہان تو شکل بہتر ہی ہو — طبیعت حلقۂ غم سی بری ہو
تمہین ہر دم شریک رنج و غم ہو — وفا کی راہ مین ثابت قدم ہو
جناب انجنی نندن بصد ہوش — چلی لنکا کی جانب گرز بر دوش
سکھینا بام پر سوتا تھا بیہوش — عروس خواب غفلت سی ہم آغوش
پلنگ اس آہوی غفلت کا لیکر — اڑی خورشید صورت بوی گل تر
جگا کر آخر اس نقش وفا کو ٭ — کہا منت سی تدبیر شفا کو ٭
لب زخم بدن دیکھا جو خندان — کہا ای چارہ ساز دردمندان
سنجیون مول بوٹی ہاتہ آئی — جمال شاہد مطلب نظر آئی
دوای اندمال زخم ناسور — منور ہی برنگ شمع کافور
امید زندگانی رات بھر ہے — طلوع صبح صادق سی خطر ہے
گسیستی تن مین اپنی پل بنایا — گریبان الم مین سر جھکایا ٭

نہ تھا کوئی جو جاتا باد دل سخت
چلی رستے مین اس جا بکھری ہے
ستاروں نی لنکا مین قضا را

قدم رکھتا میان منزل سخت
تھا مرغ گمان خود بی پری ہی
کہ جاتی ہین مہابیر صف آرا

مہابیر لا در چابکانہ
فداتھی ہر قدم باد بہاری ہے
دوا لائی اگر جا کر دوا دو

ہوئی فوراً قدم چہو کر روانہ
ہوای مشکبو چلنی سی ہاری
تو زندہ ہونگی لچھمن از سر نو

شکتی بان کہانا لچھمن جی کا اور آنا حکیم لنکا کا اور نبض دیکہنا



بہ پیش کان نہم آیا ستمگار
گریبان سحر گر چاک ہو جای
بنایا یعنی اک گلزار جادو
صد اجسد دم ہوئی آویزہ گوش
میان باغ تھا اک چشمہ تر
مبدل ہوگی شکل نازنین وہ
وہ جای بدی سی مین با صد تباہی
قدمبوسی ہوئی دشمن ملی آ جا

بہ منت یون ہوا سرگرم گفتار
فساد لو کا قصہ پاک ہو جای
مکانات و در و دیوار جادو
ہنومان جری پہونچی بصد شر
بہ فرط تشنگی پہونچی وہ مضطر
ہوئی پران سعو عرش بریزہ
رہی پانی کی اندر شکل ماہی
ہوئی پہر شکل اصلی ای مہابلی

وہ کرائین دانائی سی تدبیر
ہوا راجپس سوئی صحرا روانہ
کہتا پڑہنی لگا بنگر مہا ستن
مخالف نی بہ راہ حیلہ سازی
قدم جل مین جو رکھا بی محابا
دم رخصت کہا مین اپسرا ہون
سدا چشمی کی صورت چشم تر تہی
گلستان جو کہ یہ پیش نظر تہی

نہ پہونچین کوئی مطلب تک تمہارا
کیا فوراً طلسم جادوانہ
پرندی جسکو سن کر ہوئی شش در
جبین و سر سی کی مہمان نواز
بہ فور اک ماہی آبی نی دابا
اسیر حلقہ درد و بلا ہون
امید مر رہائی منحصر تہی
بنا دیٹ کا مکان جادو گہی

بچھایا سر بسر راچھس نی بھی دام
سنی جب انجنی نندن نی یہ بات
اوسی دی انتقام کینہ خواہی
دتیون نی وہان پر بیشتر سے
دوا و برگ مین پایا نہ کچھ فرق
خیال آیا کہ سارا تختۂ کوہ
اوٹھا کر الغرض کوہ گران وہ
بوقت مشکل و تشویش و آلام
براہ راستی رستہ سی پہر گرہ
بھرت سمجھی کہ کوئی فتنہ گر ہی
تصور دل مین فرما کر یہ ناگاہ
گری شل ہو کی وہ فرخندہ فرجام
کمال شرمساری سی گئی پاس
کہو تم کون ہو اے صاحب عزم
بنی سیتا ہی لنکا مین لٹائے
جناب رام سرگرم فغان ہیں
بتائی یعنی اک معقول بوٹی
نہ تھا لیکن جو بوٹی سی شناسا
عبث گوشہ سی تمنی تیر مارا
تردد ہی مجھی ای پیکر نور
زبس عاجز ہون ای بحر کرامات
بھرت نی جب سنا لچھمن کا احوال
کہا چین سعادت ای نکو نام
کہا پہر اسے مہابیر وفا کار
تمہین تیر گران لشکر مین پہنچای

خبرداری سی اپنا کیجیے کام
سر راچھس پہ ماری اگر اک لات
ہوئی پہر منزل مقصد کو راہی
کیا افسون عداوت کی نظر سی
سراسر تھی بہار جلوۂ برق
اوٹھا کر پیچلون بی درد و اندوہ
ہوئی پران بسوی آسمان وہ
بھرت کی یاد کرتی ہین سیرام
چلی سیدہی اودہ کی راستی پر
سو لنکا یہ سرگرم سفر ہی
کیا سر دفعتہً تیر پر کاہ
لب شیرین سی کی یاد سیرام
طبیعت مین تردد دلمین وسواس
کہان آئی کدہر جانیکا ہی عزم
شہ راون سی ہی زور آزمائی
برنگ ابر تر آنسو روان ہیں
دوای دل سجیون ہوان بوٹی
ہوا حیرت مین دل آئینہ آسا
مجھی رستہ مین سب بے تقصیر مارا
سحر قریب آئی منزل بہی ہی دور
مقام حیف ہی ہیہات ہیہات
گریبان الم مین سر لیا ڈال
تن لچھمن جو آیا رام کے کام
نہ ہوا اس زخم کاری سی اگر کل
جہان چاہو وہان دم بھر مین پہنچای

یہ کہکر اوڑ گئی سوی فلک وہ
اوجاڑا باغ تو مفسد کو پٹکا
طبیعت مین ہجوم درد و اندوہ
گئی روشن چراغ و شمع کافور
ہنومان دلاور کو ہوئی یاس
طبیب نکتہ بین خود جانتا ہی
خیال آیا یہ از بہر نمایش
سدا جوش طرب سی مع خزانہ
عروج عرش سی پہونچی قضا کا
مبادا در میان لشکر رام
چھپا فوراً اپر خس صورت تیر
بھرت نی نام اقدس جب کیا گوش
کہا ای عاشق نام برادر
کہا مین ہون فدای جلوۂ رام
سری لچھمن ہوئی زخمی قضارا
طبیب کشور لنکا جب آیا
دوا کی واسطی سوز جگر سے
اوٹھا کر سر پہ سب کوہ گران کو
دوا پہونچی تو مشکل زندگی ہی
ادہر تو قصۂ شب مختصر ہی
بدن ہین ناتوان زخمی قدم ہی
جگر کو تھام کر کھینچا دم سرد
ہلا لچھمن کو نقد تمکینا سے
خوشی سی جم کے بیٹہو بر سر تیر
لیی کوہ گران سر پہ مہابیر

ہوا تھی یا کہ بجلی سے کہ چمک وہ
دکہایا اپنی شہزوری کا لٹکا
خرامان آکی پہونچی بر سر کوہ
ہوا اک عالم نور تجلے نور
ہوا دل غرقۂ دریای وسواس
دوای زخم دل پہچانتا ہی
کرون چل کر بھرت کی آزمائش
صفات بھرت مین رطب اللسان ہیں
بھرت تھی جس جگہ پر جلوہ آرا
گرادی کوہ کو سر سی بد انجام
سراسر چہل گیا پای مہابیر
طپش نی دل مین برق آسا کیا جوش
شریک درد و آرام برادر
عیان ہی انجنی نندن پر انام
دل ہر سامعین ہی پارہ پارہ
تب اوسنی جادہ مقصد بتایا
ہوا تب مین شتابان جسم و سر سی
اوڑا روی زمین سی آسمان کو
سحر کو ورنہ پہر شرمندگی ہی
برنگ زلف اودہر طول سفر ہے
نہ رکنی کا نہ چل سکنی کا دم ہے
الم کی لوح دل پر چہا گئی گرد
ہوئی زخمی سے بے کار گرامی
اوڑائی تکو دم بہر مین پہ تیر
یکایک جم کی بیٹھی بر سر تیر

اودهر تو جسم صف افگن کا تها جو
اودهر پربت سی لاکهون من کا تها جو

جناب انجنی نندن نے جانا
مقرر ناوک اب هوگا روانا

چلا جاؤنگا اب مین فارغ البال
مدد کو آپکا کافی هی اقبال

سُنی تهی گو که اوصاف حمیده
شنیده کے بود مانند دیده

بظاهر حیله کرد جگر تها
بباطن امتحان مد نظر تها

یه فرما کر کها پربت کو سر پر
کمر بهر چست کی عزم سفر پر

قریب رخصت لیلای دیجور
هوئی لشکر مین داخل شاد و مسرور

سکهینا نی غرض بوٹی گو لیکر
ملا زخم تن لچهمن سے جے پر

هوئی لچهمن برادر سی بغل گیر
ملی سب سی برنگ شکر و شیر

هوئی سب پر یو تا سر پر گل افشان
بهری سب کے گل مقصد سے دامان

یون مست نی وه بهری درد و اندوه

جو کی چلّه سی سرگوشی بهرت نی
کمانسی کی هم آغوشی بهرت نی

کها بس بس یه کیسی اضطرابی
نهین مطلق مقام بیتابی

مهاراج ادهیراج اگر دم رزم
بیان کرتی هین وصف همت و عزم

جو دیکهی طاقت جسم مبارک
یقین آیا ته دل سی مثال شک

لگی دل کو هوای آزمایش
بس اب بخشو خطای آزمایش

اڑی اوج هوا پر بو گی صورت
جبین پر چین نه تهی گیسو کی صورت

میان فوج شاهی مچگیا غل
هر اک قالب مین پهولا صورت گل

هوا ادر وجه راحت خوار و خسته
شفا آئی ادب سی دست بسته

عروس عیش نی دامن ایّام
مچی هر سو مبارکبادکی دهوم

دم رخصت سکهینا کو بلا زر
زمرد نیلم و الماس و گوهر

شباشب جا کی رکها تخته کوه

مشوره کرنا راون کا وزیرون سی اور جگانا کمه کرن کو اور بیان کرنا سرگذشت لنکا کی

بهری رگهبر روانی پر قلم هو
سخن کی رزمگه مین برق دم هو

مفصل جب خبر راون نی پائی
کمال درد سی گردن جهکائی

عزیز و اقربا خویش و بیگانه
مشیر کاروبار خسروانه

کچه ایسی فوج میمون نی کری ست
هوئی پس پا دیتان سیه ست

ستمگارون سی سب لنکا گهری هی
برنگ آسیا قسمت پهری هی

سوا اسکی گل تازه کهلا اور
بهبهیکهن دشمنون سی جا ملا اور

کرون شل سر کشون کو دست نالک
بهاؤن خون عوض مین خونبها کے

مشیرون نی سُنی جب کلمۂ هوش
رهی کچه دیر تک سکتی مین خاموش

هر اک دم کثرت عیش و طرب هو
عروس شادمانی لب بلب هو

بهت آسان هی تدبیر قوی بسر
بشرط آنکه هو منظور اقدس

میان رزمگه سینه سپر هی
سدا قبضه مین شمشیر ظفر هی

جگا کر بهیجی اوسکو پی جنگ
کری دم بهر مین شل فوج بد آهنگ

سحر کو مهر عالمگیر نکلا
کرن سے برهنه شمشیر نکلا

بلائی کارپردازان شاهی
دکهائین تا طریق خیرخواهی

کها کیا هم مو تدبیر کیجے
صف میمون نه شمشیر کهیچی

هر اکدم شام غم پیش نظر هی
گریبان چاک مانند سحر هی

میان حلقهٔ فوج کشیده
صف مژگان مین هین مانند دیده

بتاؤ عقلمندی سی وه تدبیر
کرون زور آورون کو کشتهٔ تیر

کیا لشکر مرا جسطرح تاراج
اسیر حلقهٔ آفت کرون آج

کها باری پس از غور و تامل
که ای سردار شاهان خرد کل

بهم هوردی مطلب کا نظاره
ترقی پر هو دولت کا ستاره

برادر آپ کا هی کمه کرن نام
جوان بخت و دلیر و شهره عام

نهین اس کشت و خون کی کچه اوکو
ابهی تک هی وه محو خواب شب ما

سمجه کر تقمهٔ حلوای تر وه
چکهی گا فوج میمون و شبر وه

وہ جو وبہر غذا بیتاب ہوگا
نہین زور آزمائی کی ضرورت
کہاراون نی خوش ہوکر کہا جاؤ
گرجی سی سقف گردون کی گرا تہا
مچایا شور وغل باجی بجائی

طپان دل صورت سیماب ہوگا
بہر صورت یہی بہتر ہی صورت
سر محفل برادر کو جگاؤ
زمین پر کوہ کی صورت پڑا تہا
کہ تا غفلت سی بیدار ہین آئی

وہ جہنجہلا کر کریگا نوش سبکو
اسمین کچہ طور رفع شر ہے
ہجوم سرکشان ہو نکاؤ پاہنر
ہوئی وان حلقہ زن جا کر وہ شہ زور
ملا ہیلیون نی پلکر دست و پا کو

بجکہی گا خود وہ دریا نوش سبکو
حصول مدعا بی درد سر ہی
برادر اوسکا سوتا تہا جہان پر
گرجکر سب نی ابرآسا کیا شور
دبایا سینہ و پشت و دو تا کو

بیدار کرنا راون کا کمہ کرن کو خواب سی واسطی جنگ راجہ رامچندر کی



ہوا باری بصد مشکل وہ بیدار
پلنگ خواب سی اوٹہا وہ دلیر
بنایا اوسنی اک لقمہ سبہون کا
کہا راون سی لنکا کی بصد جوش
ترا چہرہ یہ کیون بی وجہ فق ہی
نہ جاگا تو یہان برپا ہو محشر

سراسر بادہ نخوت سی سرشار
اگر کر گونج اوٹہا صورت شیر
اوٹہا گلخن کی صورت منہ مین جنون کا
کہ ای شاہنشہ سرمایہ ہوش
نصیب دشمنان کہہ کیا قلق ہی
ہتری سونی سی سونی کا مٹا گہر

غضب مین آ گئی تڑپا صورت برق
مہیا پیشتر سی تہی دہان پر
قد و قامت مین تہا کالی بلا وہ
سبب کیا کس لیی مجکو جگایا
کہا راون نی رو رو کر کہ بہائی
شہ دسرت کی فرزندونکو نام

مچا غل غرب سی تا پردہ شرق
غزال و گرگ و جاموش و نر و خر
اگر تا جہوم تا تنتا چلا وہ
پلنگ خواب راحت سی اوٹہایا
کہا آفت کی ہی لنکا پہ چہائی
جوان دولت بنام لچہمن و رام

ہوئی بن مین گچہ ایسی خود فراموش
گئی جب وہ پئی امدادِ ہمشیر
خبر کی واسطی قاصد پہر آیا
لبِ دریا خبر آمد کی پا کر
ہوا دونون سی سبکا خوصلہ پست
رہا جا کر غبارِ شور و شر تو
کہا ای لائقِ تاجِ امیری
مٹا یار اہمیسون کا مفت نام
حماقت کی خردمندون کی نزدیک
جو دیکہا گمہ کرن کو بر سرِ جوش
پلی نیکی ابہی تو پیر دی ہی
خوشی سی نوش کر صہبائی گلفام
کلامِ خوش سی ملکر دونون قانع
بجی باجی میانِ صحبتِ می

تراشی شب نکہا کی بینی و گوش
ہوئی اُس رزمگہ مین کشتہ تیر
سراسر شہرِ لنکا کو جلایا
بہبیکہن مل گیا دشمن سی جاکر
رہی لاکہون دیتیان زیرِ دست
اُنہین کر کشتۂ تیغِ دو سر تو
تجہی کیا ہو گیا ہنگام پیری
اُڑا لایا عبث تو زوجۂ رام
مثل ہی لاکہہ کا گہر کر دیا لیک
کہا اُسنی برادر دانش و ہوش
بدی ہو گی جو قسمت مین بدی ہی
بہم ہی ساقی و نقل و می و جام
وہ لایا اُسکو دم دہاگی مین دمبان
رباب و ارغنون چنگ و دف و نی
غرض شب بہر رہی ہوش و نوان

گریزان ہو گئی تب باحالِ ناکام
طلسم و سحر و فن سی ہی و لا رام
زبانی اُسکی آگاہی جو پائی
ہر اکساعت فساد و شور و شر ہی
سوا تیری نہ دیکہا یار کوئی
سُنی یہ گمہ کرن نی جبکہ روداد
ہٹائی رزمگہ مین غول کی غول
تجہی کہویا تری نخوت کی بو نی
کلامِ خواہرِ نادان پہ ہیہات
یہی قسمت مین تہا ایک تدبیر
نہین تو کارِ مشکل سی ہر آسان
سپاہِ سرکشان ہرگز کہ ہی
سبہی فرطِ طرب سی محفلِ عیش
ہوئی سب سُن جو طبلہ پر یہی تہاپ
چہکی پی پی کی دریا نوش و نوش

اُٹہر دو دو گہن سی کی صحرا مین فریاد
اُڑا لایا مین جاکر زوجۂ رام
چڑہی اک لی کی لشکر دونو بہائی
بد اقبالی کی صورت جلوہ گر ہی
شریکِ محنت و غمخوار کوئی
مچایا فرطِ غم سی شور و فریاد
لیا بیٹہی تنہائی مین در دِ سر مول
خطا کی دیدہ و دانستہ تو نے
بگاڑی تو نی اپنی مفت مین بات
نہین مٹتی حروفِ نقشِ تقدیر
ہری مشکل تری اگی ہی آسان
عجب لطفِ غذای بی نمک ہی
شبستان کو بنایا منزلِ عشیر
تو زہرہ بر محل حاضر ہوئی آپ

آنا گمہ کرن کا میدان مین اور پالینا انگد اور سگریو کو اپنی بغل مین اور آگ لگانا گمہ کرن کی بدن مین
بسبب لپیٹ جانی تیل کی اور غضبناک ہونا راون کا برج لنکا پر اور فرو ہونا آتش کا بسبب بارش باران
کی اور مارا جانا گمہ کرن کا اور لپیٹنا ہنومان جی کا گمہ کرن کی بدن کو اپنی دم مین اور سمندر کی پار پہینکنا

سری رہبر ہو بخشش کا اوہر جو شر
سوارِ توسنِ شب تیز بہاگا
سپہ واران لنکا ہو گئی جاق
لیی گرز و کمان و ترکش و تیر
برنگِ لشکرِ انجم اک انبوہ
سیہ کاگل تہی سر بر شام شامت

کہ ہون مین شاہ مطلب سی جو شر
صفِ انجم کو لیکر خیز بہاگا
کہ تہی زور صف آرائی کی شائق
علم نیزی چمک پر برقِ شمشیر
جما اکر زمین پر صورتِ کوہ
قد بالا مین آثارِ قیامت

سحر کو جب کہ شہنشاہِ خاور
طبل گرجا بہ رنگِ ابر پر زور
سر و رباوہ احمر سی سرمست
کڑک کر سب برنگِ برق تابان
نشہ مین چور مثلِ باوہ نوشان
برنگِ آتش انکہین سرخ و لال

ہوا فوجِ قمر پر حملہ آور
صدای کوس و قرنا کا مچا شور
لگی سی برہنہ شمشیر در دست
شتوی میدانِ رزم آئی شتابان
غضب سی گمہ کرن آیا خروشان
بلا زلف مسلسل چال بہو نچال

دہن بصورت گلخن زبان قہر ہ
بجی قرنا میان فوج شاہی
اٹھی سب بستر راحت سی ہزار
بندہی ہا بصورت جو نا کمر چست
بجی ساز طرب سی ساز خوش رنگ
سجی تن پر لباس پرنیانی
چلی لچھمن براہ نکتہ دانی
ظفر دوڑی جلو مین پاپیادہ
کشش فتح دست پاک مین تہی
مچا شر پر مین ہر شور شادی
گئی بڑہ کر جوانمردان دلیر
کڑک اٹھی دلاور صورت برق
گروہ خرس و میمون کا یہ تہا حال
عجب برق طپان تہی تاب شمشیر
کسی صفدر نی وان زور آزمایا
کسینی ترکش و خنجر کو توڑا
قدم مین تیز ہونی کی یہ تہی چال
وہ سر جو جو بناہ خود مین تہی
کسیکو کیسری نی بی محابا
دو دو بہ دو پہنچا کہین پیلی کی شمشیر
مخالف کی جو زخم تن پہنچی تہی
ہوئی چار طرف کشتون کی انبار
شکست فاحش دشمن نی پائی
یہ دیکھی بخت اخترون کی جو شاہ ہمت
سنہ بو جہ اٹھا جو پشت ناتوان سی

غضب ترکان دو آنکہین میا غزبر
سر غفلت سی چونک اٹھی سپاہی
سنبھل کر ہو گئی لشکر خبردار
لگی قبضی مین شمشیر و سپر چست
بچستی سب نی گہوڑون کی کسی تنگ
چلی جوشان برای خونفشانی
بہار افشان قبای زعفرانی
پکاری عمر و دولت ہو زیادہ
ظفر خود گوشہ فتراک مین تہی
نقیب پیر گردون نی دعا دی
بجی سب تور چون پر صورت شیر
بہڑی سینی سی کئی فرق سی فرق
کہ لاکہون کو کیا دم بہر مین پامال
ہوئی لاکہون غریق آب شمشیر
کسی نی جوہر خنجر دکہایا
حباب آسا کسی کی سر کو توڑا
ہوئی لاکہون سم توسن سی پامال
پلک جہپکی تو دیکہا گور مین تہی
بزور تن زمین مین دہر کی دیا
کسی پر نل نی مارا دور کر تیر
بدن کی قلعہ مین رخنی گئی تہی
ہوا میدان سراسر تیرہ و تار
نجوم بخت نی گردش دکہائی
تو کانپا کہہ کرن شکل قیامت
زمین خم ہو گئی بار گران سی

نقیبون نی ادہر اکر خبر کی
طبل گرجا پئی تیاری جنگ
پہن چار آئنہ بکتر زرہ خود
سجی پہر شہسوارون نی سب اکبار
لئی گرز و کمند و برق شمشیر
شہ میمون شہ خرسا با ہوش
جلو مین افسر نامی بصد شان
مہاراج اندہراج اٹہی بصد عزم
فلک فرط ادب سی سر پہ گہوما
جبیت خوش عدو پامال بادا
نقیبون نی کڑک کر دی جو آواز
عیان تہی چار سو شان قیامت
غریق قلزم خون تہی دلاور
صفون کو گرز سنگین سی ہٹایا
کسینی تیغ سان تیزی دکہائی
بڑہی دل مین سوارون کی سالی
تراشی سر خیار تر کی صورت
کسیکو دشت مین انگد نی پٹکا
مینڈ و گیند سی کاٹا کسیکو
کسی صف پر شہ میمون نی کی جست
ستمگارون نی بن مین جا کی پہانکی
دلاور زمین کوہ آسا جمی تہی
بڑہا پہر کوئی تیر افگن نہ آگی
ہلا میمون کی دل مین بی تامل
چڑہا لرزہ تن جن و ملک پہ

کہ فوج آئی مسلح فتنہ گر کی
اٹہی فوراً جوانان خوش آہنگ
چلی جوشان برنگ چشمہ رود
کلاہ و طرہ و سرپیچ و دستار
کمان و ترکش و تیغ و تبر تیر
مسلح چست و چابک گرز بردوش
نل و نیل انگد و باون ہنومان
ہوئی رونق فزای عرصہ رزم
زمین نی نقش پای جنگ کی چوما
فروغ نیر اقبال بادا
بڑہی لشکر دو جانب حسب انداز
بنا میدان وہ میدان ہیبت
تن و سر تہی حباب آسا شناور
زبان تیغ کو تیہر چٹایا
کسینی بڑہ کی خونریزی دکہائی
علم نیزی کئی بہالی سنبہالی
شوخی گردون اڑائی یکصورت
دکہایا زور توسن کی جپٹ کا
سری لچھمن نی وہ توڑا کسی کو
کسیکو شاہ خرسان نی کیا پست
اچل ہر گوشہ قالب سی جا لگی
کہ لاشون کی پشتی دم تہی
یکایک سم گر گوشون سی بہاگی
برنگ ابر تر کرتا ہوا اچل
ستاری ہل گئی برج فلک پر

تڑپ کر برق سان نعرہ جو مارا
جوانمردون نی دیکھا جبکہ یہ طور
نہین مطلق جوانمردی کی خو یاد
متاع زندگانی ہو جو منظور
نہین مطلب گروہ عام سے ہے
ہوئی پویان سواران جوانمرد
کسینی بڑہ کی وہی ٹہوکر قدم سے
جڑا جا کر کسینی گرز سر پر
کسینی پنجہ و دندان سے نوچا
مثال شعلہ کانپ اٹہا تعب سے
بسان اژدہا کہاتا ہوا مار
جو آیا سامنی دیکھا نہ بہالا
سر و ربادہ مین مطلق نہ تہا دہیان
بچی کچہ سخت جانی کی سبب سے
بہت سی زخم ہینی سی غمناک
کسیکو خاک پر پٹکا غضب سے
جدہر پہنچا وہ آفت کی نشانی
کسیکو شل کیا گردن دبا کر
کسیکو شل خس پہینکا ہوا پر
تپ غم سے تہ و بالا ہے لشکر
مخالف نی پکڑ کر بے محابا
کمال زور بازو سے جڑا گرز
پکڑ کر دو نون سرداران جرار
یکایک گردش گردون نے گہیرا
ادہر جب وہ سرگی دشمن نی جہ بلا

ہوئی دل پہٹ کے تن مین دو پارا
سر دشمن پہ پہنچی جا کی فی الفور
عبث کرتی ہو تم جان اپنی برباد
چلو بہاگو دبو جاؤ ہٹو دور
فقط دعوی جناب رام سے ہے
سپاہ فتنہ گر کو کر دیا گرد
کہلائی زخم شمشیر دو دم سے
دیا صدمہ تن و دوش و کمر پر
کسی نی تن کو ناخن سے نوچا
بہبوکا ہو گیا چہرہ غضب سے
وہین کہولی ہوئی پہنچا ستمگار
اٹہا کر بی تامل منہ مین ڈالا
نہ تہی کچہ اپنی بیگانی کی پہچان
پہسل کر گر پڑے جس کے لب تہی
نکل آئی جوانمردان سفاک
کچل ڈالا تپ درد و تعب سے
ہوئی نازل بلاے آسمانی
کسیکو خاک پر پٹکا گہما کر
عجب آفت تہی میدان وغا پر
عدو سے بہاگنی والا ہے لشکر
بہ آسانی بغل مین ہرکی دہا
بدن پر برگ نخل آسا پڑا گرز
چلا لنکا کو خوش ہو کر ستمگار
ہوا لشکر کی آنکہون مین اندہیر
دم شکر تو گہٹ کر لب پہ آیا

چہپی گہبرا کی گوشون مین ورنہ
کہا جہنجہلا کی یہ جس نی کہ بس بس
یہ لشکر لقمۂ حلوای تر ہے
مجہی خونریزی سیمون سے ہی عار
گزشتنی تہی کب فوج ظفر موج
یہ کاوش بارہا دیکہی کا دہی
کسینی دی بصد سختی گری لات
کسینی دی تڑپ کر ضرب مشت
جو دیکہا اسپ مفسد نی یہ رنگ
چلا آندہی کی صورت غل مچا کی
ہزارون صف شکن جو تکی دہن مین
کہ پاسی دبا ڈالی ہزارون
نکل بہاگا ولیکن خوار و خستہ
ہوئی کچہ کان کی گوشون سی ظاہر
جدہر چلتا تہا آندہی سا بصد اوج
کسیکو زور بازو سی پچہاڑا
کچل ڈالا کسیکو پشت پا سی
کسیکو خاک پر ٹہوکر سی مارا
شہ شکر نی دیکہا جب یہ نک
مدد کی واسطی پہنچا وہ شہزور
جو دیکہا سرور انگد نی یہ طور
عدو نی لی کی انگد کو بغل مین
ہوئی دونون جو افسر زندہ درگور
سراسیمہ بچشم تر ہوئی فوج
ہجوم غم کمال بیقراری

دبی سب آشیانون مین پرند
بہری آگی ہو تم مثل پر خس
ہجوم وحشیان اک مشت پہ ہے
نہین تنگل و نل انگد سی سرکار
سمٹ کر سر پہ جا پہنچی بعبث
کئی تیغ تن مفسد پہ ہادی
تن سنگین مفسد پر جو بی لات
تبر مارا کسینی جانب پشت
کہی فوج دلاور بر سر جنگ
گرج کر گونج کر آنکہین دکہا کی
ہوا آفت اک جلتی تہی رن مین
تہ دندان چبا ڈالی ہزارون
بلا یعنی جدہر سی جسکو رستہ
نمایان ہو گئی مثل جواہر
تو پہٹ جاتی تہی بادل کی طرح فوج
جگر کو ناخن و دندان سی بہا گا
کسیکو مل دیا انگشت پا سے
کیا شور قیامت آشکارا
کہ ہی محشر میان عرصۂ جنگ
جڑا گرز اکی تراحیش بصد شور
سر دشمن پہ پہنچی جا کی فی الفور
دبایا دوسری جانب بغل مین
میان فوج شاہی مچ گیا شور
پریشان صورت و قر ہو گئی سہم
غشی تہی دونو سردار وہ نیچا لی

نہ تھی طاقت کسی ان کارگن کو
چھڑائی پنجۂ ظالم سے اُن کو

تنِ ریچھیں پہ مانندِ رگِ تن
بصد جوشِ غضب لپٹا صف افگن

کیا ایسا یکایک ضبطِ آتش
ہُوا اُس مین دو بالا ربطِ آتش

کمالِ درد سی گھبرا گیا وہ
برنگِ چرخ چکر کھا گیا وہ

شہِ میمون نی جھنجھلا کر بصد جوش
لبِ دندان سی کاٹی بینی و گوش

تنِ دشمن کو جب دیکھا شرربار
تو کانپ اٹھا برنگِ شعلۂ نار

جنابِ اندر تر بر مین گئی سہم
ہُوئی کیا کیا دلِ مواج کو وہم

مگر جوشِ غضب سی نکل پہنچا
شوِ میدان بصد تعجیل پہنچا

اگن کا تہا وہ فرزندِ صف آرا
تنِ آتش سی تہا جسم آشکارا

بدن مین کمہ کرن کی لگ گئی آگ
مخالف ڈر کی گوشون مین گئی بہاگ

جو جاگی دفعتہً تقدیرِ یاور
تہ بر سی نکل بہاگی دلاور

ادہر آون شہنشاہِ بدانجام
تماشائی تہا لنکا مین لبِ بام

پڑین چھینٹین جبین پر صورتِ فرش
کمالِ غیظ سی دیکھا سوئے عرش

اُڑی رنگت رخِ خورشید و مہ کے
برسن فی بارشِ ابرِ سیہ کے

لڑنا کمہ کرن کا اور لپٹنا سب بندرون کا اُسکی بدن مین



بجھی تن سی سراسر شعلۂ نار
یکایک ہوش مین آیا ستمگار

غریقِ بحرِ غمناک ہوا وہ
بجرمِ سبقت سی شاکی ہوا وہ

یہی دلمین سمجھکر پھر پڑا وہ
صفِ میمون پہ آکر گر پڑا وہ

بچا کی آفتِ تازہ یہ رن مین
صفِ میمون کو پھر جو لگا دہن مین

ہزارون پا کی ٹہوکر سی کئی پست
دبا ڈالی سیان پنجۂ دست

گئی دیکھی جو رخ پر بینی و گوش
اڑا اُن کی قفس سی طائرِ ہوش

کہا کیا کشورِ لنکا کو جاؤن
حیا کی جا ہی کیا صورت دکھاؤن

دبی جسمِ گران سی خرس و میمون
ہزارون ہو گئی آغشتۂ خون

کیا لاکھون صف آراؤن کو معدوم
اتارے لقمہ آسا زیرِ حلقوم

سوارون کو کیا پابندِ خواری
جڑا گھونسا کسی پر لات ماری

کسی پر یہ کیا جب یہ آشکارا / طپانچہ بہ پنجہ خونیں سے مارا
پکاری الٹ جان بھجھمون پہ دیہے / مہاراج آئی وقت کرم ہے
بصد جوش طرب میدان میں آئی / بہ آئین کرم تشریف لائے
وہ مار آرام نے تیر سبک پر / بہ رنگ خس سوی گردون اڑا کر
جناب رام نے دیکھا جو یہ طور / تن بیجان پہ تیر اک مرگیا اور
کہ نخل زندگی اکھڑا جو جڑ سے / گریگا تن ابھی میدان میں دہڑ سے
ہوا دل کو جو یہ خوف تلاطم / لپٹیا دہڑ میان حلقۂ دم
نہ بچی جو یہ اچپس برگشتہ تقدیر / وہ بہاگی چہوڑ کر سب ترکش و تیر

اماں جب دست چچس سے نہ پائی / تو سب نے غل کیا کہ پہنچی دہائی
سنی یہ خود بدولت نے جو فریاد / تو آپہنچے خراماں بہر امداد
جو دیکھا کہ کرنے جلوہ رام / وہیں گہوہی ہوئی لنکا بد انجام
تن بے سر گرن میں وان تہا / بہ رنگ پارۂ آتش دوان تہا
مہابیر جی کو آگیا دہیان / عیاں پہر ہوگا خونریزی کا سامان
صف افگن ہونگی لاکہوں تو دہ خاک / غریق بحر خون آلودہ خاک
فلک پر اڑ کے دریا پار پہینکا / پر خس کی طرح کہسار پہینکا
دکہایا رخ عروس مدعا نے / بجی فوج شہی میں شادیانی

پرستش کرنا میگہناد کا مندر میں اور برہم کرنا سامان پرستش مہابیر جی کا اور سہانپ سانا میگہناد کا میدان میں اور نجات پانا سبکا گرڑ جیکی مدد سے

سہری رگہبر زبان کو یاوری ہو / سمند خامہ میں چابک تیری ہو
سحر کو جب کہ خورشید صف آرا / ہوا قصر فلک سے آشکارا
سنا راون نے احوال برادر / ہوا محو فغاں با دیدۂ تر
کہا اے قوت بازو کہاں ہے / کدہر تو چشم ظاہر سے نہاں ہے
گیا راون کو تیر غم سے خستہ / بنایا طائر بازو شکستہ
یہ سنکر میگہناد آیا بصد جوش / کہا راون سے اے سرمایۂ ہوش
اسیر درد و غم دل میں نہ ہو کے / نسیم موت کی چلتی ہیں جہونکی
کرو تم کشور لنکا میں آرام / میں جاتا ہوں میان لشکر رام
غبار آسا مٹا دوں آج سبکو / تہ گردون کروں تاراج سبکو
نہ کہکر سنگدل مندر میں آیا / سر انجام پرستش سب منگایا
دیئے آہت پڑہی منتر از وید / بسوز دل جلائی دہوپ سپید
گہسا صندل کی صورت سرہاں پہ / ملا ماتہے کو سنگ آستاں پہ
مشیت ہو تو کچہ مورت پسیجی / نہ لکہا ہو تو کس صورت پسیجی
بہبہیکہن نے میان مجمع عام / کہا پیش جناب لچہمن و رام
نہاں مندر میں بیٹہا ہے نظر سے / پرستش کر رہا ہے چشم و سر سے

قمر مغرب کو بہاگا با رخ زرد / سواران ثوابت ہوگئے گرد
گریبان شکیبائی کیا چاک / گرا فرش زمین پر صورت خاک
ترے بن ہے ہجوم درد و آزار / زمانہ ہے نظر میں تیرہ و تار
حریم شاہ لنکا میں مچا غل / بصد جوش الم آئے جزو کل
عبث بے تابی و درد نہاں ہے / مناسب ضبط فریاد و فغاں ہے
فنا ہے لا بدی اک دن ہے سبکو / برئیت اس سے ناممکن ہے سبکو
ہر اک گو ورطۂ کلفت میں ڈالوں / سراسر خون بہا کر خون بہالوں
نہ جیتوں گر تو جیتے جی نہ آؤں / نہ لنکا میں کبہی صورت دکہاؤں
ہوا محو پرستش حسب معمول / چڑہائی پہل کی بلی کو پہل اور پہول
کیا تشنکا پ دل میں مطلب خاص / جہکایا سر براہ لطف و اخلاص
ہوا محو فغاں گو باصد اندوہ / پسیجی پر نہ مورت صورت کوہ
نہ رحم آیا جو حال سنگدل پہ / تو سر مارا تپ رقت سے لبے
ہوا ہے میگہناد از بسکہ دلتنگ / مقرر آئیگا سوئی صف جنگ
بنے گی جنگ اگر انجام ہو جائے / عدو کو حاصل آرام ہو جائے

بہم ہوا اسکو زور علم تسخیر
دلی اب بہی کوئی صفدر چلا جائے
براہ عقل و آئین کرامت
پون ست تہی ز بس سرمایۂ ہوش
سہوی بادہ گلفام تو رہے
و لیکن میگہ ناد اُٹھا نہ جاسی
نہ چہوڑا ایکلی مین دامن ضبط
لیی گرز گران جوش تعب سی
ہوا یان میگہ ناد از بسکہ دلگیر
برنگ شیر نرگو سنجا جو رن مین
بہی قرنا طبل گرجا بصد زور

کری میدان مین سبکو کشتہ تیر
بلا جیلی مگر سر پر چلا جائے
ہٹا وہی اُسکا پای استقامت
ہوئی رخصت قدم چہو کر بقصد جوش
ظروف نقرہ طشت از بام توڑے
چلا بیمار ہا عقل رسا سے
سراپا بجگیا پیراہن ضبط
یکایک میگہ ناد اُٹھا غضب سے
گرجی گویا کہ آب تیغ تدبیر
پڑا لرزہ تن چرخ کہن مین
دل اندہی قلزم تن مین مچا شور

ہجوم خرس و میمون پر پڑی شیر
سب اسباب پرستش کو کری چور
اسی صورت مین ہی گرچہ صورت خیر
گئی مندر کی اندر بے محابا
کیا وان درہم و برہم سرانجام
قدم جاسی نہ سرکا یا سر مو
ہنومان دلاور نی جڑی لات
مہابیر دلاور چلا بکانہ
بلا کر سب دتیان بد آہنگ
خبر دی آکی جاسوسون نی فی الحال
خروشان لشکر جرار پہنچے

کسی ہی صورت قزگان نہ ویر
ہوا ابتلا کی خود ہو جای کافور
نمایان ورنہ ہوگی یورش غیر
جو آیا اسکو ٹہوکر دیکی ہٹایا
لٹایا سب طعام پختہ و خام
نہ بل گیسو صفت آیا سر مو
جو سنگ آسا پڑی دلیر کری لات
ہوئی مندر سی لشکر کو روانہ
ہوا اور میدان عرصۂ جنگ
کہ آپہنچے دتیان قوی بال
جوان و افسر و سردار پہنچے

سانپ برسانا میگہ ناد کا سب لشکر پر رام چندر کی اور مارا گرا کا پہینکنا ہنومت کا میگہ ناد کو پیر پکڑ کر برج لنکا پر



گیند و کیسری تا ون نل و نیل
بڑہی فوج عدو مین خرس و میمون
تبر بجلی سا چمکا یا دکہایا
مہابیر دلاور کا یہ تہا رنگ
ہوا جب میگہ ناد از بسکہ لنگ
کبہی اوجہل کبہی ظاہر کبہی گم
سپاہ خرس و میمون و سپہ دار
نل و نیل و گیند و کیسری سب
ہوئی دہشت جو اس سے و بکی جی
پکڑ کر پانون صفا ہس اہل کین کا
ہر اک فرط الم سی مضمحل تہا
جناب اندر نی تب ہو کی مضطر
بلا مین رام کا لشکر پہنسا ہی
فسون سم خوردگان پہ جادو کر
خرامان لشکر شاہی مین آئی
چہٹی سب حلقۂ قید گران سی
جناب اندر کی گرد و فسی فی الفور
بہار آئی خزان نکلی چمن سی

پہلی فوج عدو مین صورت پیل
ہوئی دونون طرف سی بارش خون
ہما ہی تیغ کا سایا دکہایا
ستمگارون کو ٹپکا بر سر سنگ
ہوا آمادہ تردید و نیرنگ
مچایا صورت محشر تلاطم
ہوئی بالکل اسیر حلقۂ مار
رکیب انگد ہنومان جری سب
نہ تہی وان طاقت جنبش کسی مین
کہا کر قلعۂ لنکا پہ پہینکا ٭
برنگ سرو گلستان پا بہ گل تہا
گرڑ جی سی کہا با دیدۂ تر
میان حلقۂ اژدر پہنسا ہی
عطا لشکر کو تریاق کرم کر
نسیم آسا ہوا خواہی مین آئی
نہ تہی پر طاقت جنبش وہان سی
امرت ان سب پہ برسایا بطور
چہٹی سب آفتاب آسا گہن سی
شہ میمون و خرسان و خنگ

مہابیر و گیند و لچھمن و رام ٭
کسی نی دی کسی پر ضرب مشت
کسی کا سر تراشا قط کی صورت
کسیکو پا سی گل ڈالا بصد جوش
کبہی ظاہر ہوا فرش زمین پہ
ہزارون تیر مار افشان کسی سر
ہوئی اک بیچتا بی فرط غم سے
گیند و لچھمن و فوج ہمکو نام
شہ خرسان نی دیکہا جب بہ اندیر
یہان لشکر ہوا پابند خواری
اسیر غم ہوئی جسم جز و کل
کہ ای شاہنشہ مرغان ...
مدد ہی اسگہری درکار تیری
گرڑ جی نی اشیدم بہر پہ دال
ہزارون مار کر اکدم مین کہالی
بدن مین لشکر شاہی کی سم تہا
گہٹی اک آن مین تاثیر سم سب
مچین وہ مین میان لشکر رام
برنگ دل ہوئی باہم بغلگیر

شہ خرسان و میمون ہمکو نام
ہوئی اشک سینہ و دوش پیر درشت
صدای گریہ تہی بربط کی صورت
کسیکا تن گیا سر سی سبکدوش
چہپا گہہ گوشۂ عرش برین پہ
برنگ ابر تر برسائی اژدر
کہڑی سم ہو گئی تاثیر سم سی
میان ناگ پہانس آئی ہیں رام
سر دشمن پہ پہنچا صورت شیر
ہر اکسو تہا ہجوم بیقراری
سر اوج فلک پہ چگیا غل
ہوا خواہ شریک درد و غمخوار
کہ ہی اژدر شکن منقار تیری
سو ہی اوج فلک شہپر کہی با نہ
برنگ لقمۂ تر منہ مین ڈالی
روش کیسی نہ دم لینی کا دم تہا
اٹہی خواب غشی سی تازہ دم سب
ملی باہم جناب لچھمن و رام

مارا جانا میگہ ناد کا لچھمن جی کی ہاتہ سی اور آنا سلوچنا زوجہ میگہ ناد کا رامچندر کی پاس اور شوہر کا سر لیکی ستی ہونا

ہوئی رگہبر کرم کیجی کرم سی
جگائیگی وہ جب خواب غشی سی
سنبہل کر پہر اٹہی میدان مین آیا
کہان نل ہین کہان لچھمن کہان رام

رہائی دیچکی قید الم سے ٭
اٹہایا سر غرور سرکشی سی ٭
غضب سی جلوۂ محشر دکہایا
کہان ہین شاہ سگریو ہمکو نام

زبان خامہ نی یا لکہا حال
پدر کی سامنی آئی اٹہی شرم
شر و شور مجسم پاسی تا فرق
پون سُت ہین کہان انگد کدہر ہی

سنو اب شہ راون کا احوال
برنگ آتش شوزان ہوا گرم
پکارا اٹہا کڑک کر صورت برق
جو نیل و ہتہیان ہین نامور ہیر

پہ شنکر طیش مین آئی سپہ دار
ہوئی دونون طرف سی وار پیکار
کسینی تیغ سی مارا کسیکو
زمین تر تھا خون تازہ سی لال
یہ وان ابن شہ رام کا تھا حال
زبس تھا وہ استادِ سحر و فسون
بھری ہر ایک میمون سی وہ سفاک
مہاراج آئی وقت تعب سی
جو دیکھا آتے مفسد نی یہ رنگ
صفِ میمون کو یکبار سرِ خاک
ہوا سب لشکرِ میمون ہراسان
جو دیکھا زور مین لشکر ہی ہارا
نگہ ہاتہ اک جدا ہو کر بدن سی
دنِ پردہ نشین فرخندہ فرجام
جو دیکھا بار کو شوہر قضا را
کہا رو رو کر کہ ہی دست زبردست
کیا تن کو خدنگِ تیر کس نی
گر چودہ برس تک آشکارا
سرِ میدان وہی ہو حملہ آور
جو کی ہو تیر سی باغِ حسن کی سیر
قرار آئی زوالِ شد و مد ہو
پی سیتا بیاہی عرصۂ جنگ
کنارا کر کی دریا سی ہوس سی
سدا ہی بندگی سی رام کی کام

بڑہی فوراً سوی میدان پیکار
زبس تھی جوش پر آئی یہ تلوار
کسینی سر پہ للکارا کسی کو
مچا تھا لشکرِ شاہی مین بھونچال
قدم سی صف گئے کرتا تھا پامال
رکہی پیدا ہزارون خرس و میمون
رکہی لاکھون دلاور تودہ خاک
سپاہ بادشاہی جان بلب ہے
بڑہا غران میانِ عرصۂ جنگ
کہین ریچھون پہ جھپٹا غضب ناک
کہ مشکل تھا نہایت کار آسان
سری لچھمن ہوئی آکر صف آرا
گرا قصرِ عدو مین اوڑ کی رن سے
پتب برتا عروسِ نازک اندام
تو سر کو زانوی رقت پہ مارا
برنگِ نقشِ پا کسنی کیا پست
کیا سر ملحمہ شمشیر کس نے
کری جو صحبتِ زن سی کنارا
کری تن قلزمِ خون مین شناور
نہ دیکھا ہو کسی دم جانبِ غیر
رقم یہ خطِ دست آسا سند ہو
ہجومِ عرصہ دہ چپس ہی وہ جنگ
وہ ہین بی خواب و خور چودہ برس سے
بچشم و سر کیا ہی ترکِ آرام
رہا تن قلزمِ خونین وہان غرق

بلی رن مین خروشان صورتِ شیر
ہر اک سو نیزہ و پرچم علم تھے
چڑہا تھا خون جو تیغ پر قدم پر
کسی کی تیغ چمکی ہر دم برق
دوان ہر صف مین تھا غصہ کی مار
وہ نو ایجادِ افواجِ سیہ دل
جری میدان مین جب افسون سے ہار
جنابِ رام نی مارا جو اک تیر
کیا لاکھون کو دم بھر مین تہ تیغ
گلِ زخمِ شہادت تھی جوشن مین
پہنسی سب قبضۂ تیغ دو دم مین
کیا ترکش سی تیرِ آتشین سر
سلوچن زوجہ فرزندِ راون
تجمل سی مکان مین جلوہ گر تھی
کمالِ غم سی فریاد و بکا سے
کہان تن سی سرِ اقدس کدہر ہی
وہ جا بر مہا کی تہی رنو ازل سی
رہی زیرِ فلک بی دانہ و آب
رہی مین ہون فدا گر نقشِ پا کے
تو ای بازو بیانِ درد و غم کر
یہ سرکش نی کلک آسا وہین پہ
سری لچھمن ہین وہ سازِ سر پیام
خوشی سی غم تکلم سی خموشی
انہین نی رن مین ای زوج آرا
ادہر بازو اڑا لایا پرِ تیر

عدو کو صورتِ مژگان لیا گہیر
زبانِ خامہ آسا سر قلم تھی
غریقِ خون تھی لاکھون سرِ قدیم
غریقِ خون تھا گوئی باستی فرق
جری چہاسٹھ کرور اک دم مین مار
ہوئی سب فوجِ شاہی کی مقابل
کمالِ شدتِ غم سی پکارے
سراسر اڑ گیا نیرنگ و تہ دیپ
غضب اٹھا تھا لشکر صلوۃ تیغ
بہارِ لالہ خود رو تھی بن مین
جگر کا بنا ہوئی لغزش قدم مین
تنِ دشمن گرا فرشِ زمین پہ
انیس و محرمِ دلبندِ راون
خرامان صورتِ بادِ سحر تھی
اڑائین دہجیان جیبِ قبا کی
کہان تاجِ مرصع جلوہ گر ہی
قدم سر کی نہ میدانِ جدل سے
نہ ہو ہر گز انیسِ شاہ خواب
یقین ہو دامنِ عصمت کی پاکی
بروی صفحۂ غبار قم کر
لکہا تب صفحہ روی زمین پہ
انیس و محرم راز صری رام
نگارِ خواب سی ہی چشم پوشی
بصد شور شہادت ہی لکہا

سلوچن نی پڑہا نقش خط بدست
نہیں زور دکی ون بڑا ہی اچہا
یہ کہکر ہکار شاہ پاس
پسر مار اگیا رن مین تمہارا
ہوس ہی رام کی لشکر مین جان
زلبس تہی وہ جو دلبری نیک
سنا اسنی جو حال مرگ فرزند
ہوگو حالت درد و الم مین
یہ منزل ہر گہڑی پیش نظر ہی
غم فرزند سی گو چشم تر ہے
ستی گر ہو تو ہی مین سعادت
اگر جانی کی خواہش ہی تو جا خیر
دلاور وان جو انگد مشتہر ہے
جو افسر رام و لچہمن مین ہانگی
وہان جانی مین ہی ہر طرح بہبود
کہا اوسکو کہ ای شاہ زمانہ
پریشان ہون برنگ تار گیسو
بچشم و سر جلون ہمراہ سر کی
ہمرشک چشم سی دریا بہایا
کہا گو ضبط کا یارا نہیں ہے
طلوع صبح تک اب ضبط کر خیر
گر بشنک وہان جا بین ہی ننگ
سری سیتا کی بدلی ای جگر بند
ابہی تک یہ نہ رل گوئی غضب ہے
غریق خون ہوئی لاکہون جان گوشہ

دل و جان تشنہ تم سی تہی سست
عبث ہی زندگی مرنا ہی اچہا
گئی خوشند اسن مندودری پاس
نہیں ضبط شکیبائی کا یارا
بچشم و سر تن شوہر کو لاؤن
کہ پہنچ کنیان مین تہی مندودری ایک
کہلین آنکہین صدف آسا و گم چند
پیارو مرو کی آغوش کرم مین
ہر اکگو باغ ہستی سی سفر ہے
تشفی ایک باعث سی نگر ہی
فدا ہی تجہپہ شو تقدر عبادت
نہیں وان چشم ظاہر مین کوئی غیر
زن تارا کا پیوند جگر ہے
وہ خاوند حقیقی مین جان کی
کہ ہین وہ بیگیان سر چشمہ جود
جگر ہی تیر گلفت کا نشانہ
اندہیرا دیدۂ دل مین ہی اکثر
پہپہولی ظاہر اہوئین جگر کی
طپش نی عالم شدت دکہایا
مشیت سی مگر چارا نہیں ہی
نہو محو فغان با حالت غیر
نہیں گی خرس و بیوی خوش لہنگ
کرینگی نور چشم آسا نظر بند
مگر ضعف و نقاہت کا سبب ہے
کہی اب تک نہ لیکن دیدہ تر

خیال آیا کہ ہی اب زندگی ہیچ
مناسب ہی کہ مانند پر کاہ
تپ غم سی یکبار اوٹہی کہ مادر
گران ہی مجکو بار زندگانی
خوشی سی شمع کی صورت جلون ساتہ
سخن پرور زن فرخندہ فرجام
کمال غم سی کی فریاد و زاری
کہا ای راحت روح دل مین
کسیکو با وجود نکتہ دانی
اگر بار اگیا پیش سری رام
ستی ہونا ہی دستور قیپ برت
اہلیہ زوج راون اور تارا
عزیز بال ہی مگر یو ذیشان
ببہیکہن مین وہان ہر سفارش
اجازت جگہ خوشند اسنی پائی
ہوا شوہر دغا مین آج میرا
ہوس ہی رام کی لشکر مین جان
سنی کیفیت مرگ پسر جب
سلوچن گو بر او جوش کہینچا
بہادر یو نہیں امرتی مین پی جر
سحر گو مین بصد زور آزمائی
نہ جا ہرگز نہ سیاہ محفل غیر
سلوچن سن کی یون بولی بصد جوش
اسی نخوت نی گہر غارت کیا دا
فنا ہوگی جو کچہ تہس مین باقی

برنگ زلف پیچان ہو گیا ہی
جلون مین لاش شوہر کی ہمراہ
ہوئی پہ زری شکیبائی کی چادر
خزان ہی اب بہار زندگانی
کہ تا پروانہ غیرت گی ہاتہ
دل و جان سی فدا ہی جلوہ رام
عشق تہی تا لب لاغرپہ طاری
تن من جان مین اب گل مین
نہیں حاصل تہا جی جاودانی
کریگا کشور شہر پر مین آرام
چلکتا اس سی ہی نور قیپ برت
بہا مل ایک تینون مین دلارا
اہلیہ کی نواسی مین ہنوان
کرین گی تیری جانب سی گذارش
سلوچن محفل راون مین آئی
ستارہ جوش ہی تاراج میرا
سر شوہر خوشامد کر کی لاؤن
ہوا وہ فرط غم سی نوحہ پیرا
میان گوشہ آغوش کہینچا
سندا زخم سنان کہاتی ہین یہ بزر
پکڑ لاؤنگا جا کر وہ نوجوانی
نہ دریای ہنک مین سر کی آب
ضعیفی مین تری جا بہین ہو شر
وہی جوش تکبر ہی ابہی ہای
نہ مین ہونگی نہ خم ہونگا نہ ساقی

برون کر دل سی اندیشۂ خام
وہ خاوند حقیقی ہین بلا ریب
سنی جب یہ شوہر اوس نے تقریر
معانی مین سلوچن ہو کی ہموار
خیال آیا کہ ڈر کر غایب نہ
ہمیکین نی خبر جسدم یہ پائی
حضور لچھمن و رام ہکو نام
زبس کی شل صندل جبہہ سائی
مبرا ہی خطا سی آپکی ذات
ہوا دست مبارک سی جو انجام
گرا جسدم سر شوہر جو پاؤن
حصول عیش ہو میرا ابھی کام
کرم سی خود بدولت نی نہایا
ابی اسکو برا و مہربانی
ہوئی سب ساکنان عرش کو ہاس
ہوا از ذرہ جو یہ خوف و خلل یہ
کرینگی درگذر آپ ابھی جا کی
جناب رام نی یہ سن کی اُس دم
عنایت آپکی مجہپر زبس ہے
ہمیشہ یاری قسمت کہان ہی
ترے شوہر کا سر گرندہ ہو ان
یہ سنکر اُسنی زانو پر رکہا سر
تبسم کر کہ ورا فرط طرب سی
نہین تمسا کوئی مرد دلاور
شہر یوقتہ گر جہین جین کی ہماری

کہان یہ فوج بد باطن کہان رام
کرم بخش جہان بخشندہ عیب
تو برگشتہ ہوا مانند تقدیر
شوی لشکر چلے بادیدۂ نار
کہا راون نی سیتا کو روانہ
ہوئی جوش طرب سی پیشوائی
اُتارا در میان محفل عام
ادب سی سامنی گردن جہکائی
قدم سی ہی عیان شان کرامت
ہری شوہر نی پایا نقد اکرام
بچشم سر تن خاک کے جلاؤن
جہان مین مشتہر ہو آپ کا نام
سر محفل سر راچہس منگایا
پنہاؤن پھر قبای زندگانی
طبیعت کو ہوئی صد گونہ وسواس
تو ہاری گا نہ ہنگام جدل یہ
ملی گا مارنے والا کہان سی
کیا دل مین تامل آگیا دہیان
نہین شوہر کی جینی کی ہوس ہے
سدا گردش مین چرخ ناتوان ہے
یقین سب کو میان انجمن ہو
ہوئی یون درفشان بادیدۂ تر
کہ جاؤن سرخرو ہو کر مین بیکس
کہ ہین لرزان مہ و خورشید خاور
رہی جو شان کبھی ہمت نہ ہاری

نہین وہ ہین ترے ہمسر تو خرسند
بنائی بخشش او عالم کی مان باپ
غضب غصہ مین آیا جھوٹ شیر
گروہ خرس و میمون ہنسی دہوم
فساد و شر مٹا اچہا ہوا خیر
بصد در و وہ محبت ساتھ لایا
سلوچن نی چہوئی پای منہ تک
کہڑی ہو کر ہوئی مودب دست بستہ
سیہ کار و گنہ گاران مغموم
نہین غم ہی اگر مارا گیا خیر
مہاراج از رہ عاجز نوازی
ہوئی یون جب وہ محو خوش بیانی
اُسی نالان جو دیکہا فرط غم سی
ہوئی حیران اراکین خوش آہنگ
کہا انگد نی اگر اے مہاراج
کریگا اک جہان کو کشتۂ تیر
گذارش ہی یہی ای بندہ پرور
سلوچن نی کہا بادیدۂ نار
نہ وقت ایسا ملی گا پھر کبھی ناتھ
سلوچن کو سر شوہر عطا کر
کہ ہان بیشک سر راچہس یہی ہی
اگر مین فی الحقیقت پارسا ہون
سر شوہر نہ جب نطق ہنسا
جناب انگد کو سنی کیا نیا
مگر کہولی نہ دم بھر بہر آرام

پی سیتا کرین مجکو نظر بند
جدہر دیکہو اُدہر ہین آپ ہی آپ
سلوچن کی طرف سی منہ کیا پہیر
ہوئی گرد محافہ پیر و معصوم
گل مطلب بلا بی منت غیر
محافہ اُسکا ہاتھون ہاتھ لایا
پہری گرد تن اقدس سراسر
کہا ای مرہم دلہای خستہ
نہین پہرتی کبہی اس در سی محروم
بہم ہی باغ شہر بری اُسی سیر
تجہی سرسبزی کی بخشو سرفرازی
ہوئی اُسپر نگاہ مہربانی
تو بی باکانہ فرمایا کرم سے
اولی العزمی یہ محفل ہو گئی دنگ
یہ جان بخشی مناسب ہے نہین آج
کہ ہی برتی قیامت اُسکی شمشیر
سلوچن کو فقط وہ دیجئی سر
کہ ای بخشندۂ جرم خطاکار
کہ ہو انجام شوہر آپ کی آج
کہا تب رام نی یون مسکرا کر
جوانمرد و دلاور بس یہی ہی
اسیر حلقۂ زلف دوتا ہون
ہوئی تب گرم توصیف و ثنا وہ
پلنگ آسا ور دندون پر سی شیر
ہمیشہ خون فشانی سی رہا کام

فلک لرزاں رہا دہشت سے ماری — چھپی ہیبت سی گردوں پر ستاری
ولیکن کچھ سرا چھپس نہ بولا — زباں سی قفل خاموشی نہ کھولا
وہ عاجز تھی جو اپنی زندگی سی — ہوئی واں سرنگوں شرمندگی سی
غرض آنسو بہا کر چشم تر سی — سلوچن نی کہا جھنجھلا کی سر سی
جناب سیس جی میری پدر ہیں — جو شور افگن بیان بحر و بر ہیں
یہ سنکر سر یکایک کھلکھلایا — تعجب جمع لشکر کو آیا
تبھی جس سی تماشای عدو ہی — وہی میرا عدو بی شبہ وہی
یہ سنکر اہل محفل رہ گئی دنگ — چلی سرلی کی وہ فوج خوش آہنگ
رہی مجھ پر ہمیشہ عاشق زار — تبسم کر کے ہو سر گرم گفتار
ہوئی خندان میان انجمن سب — ہنسی غنچہ کی صورت صف شکن جب
سر محفل ہوئی دل میں پشیمان — خجالت سی ہوئی سر در گریبان
بلا تھا گر کسی سی در جانگاہ — کیا تجکو نہ کیوں مطلب سی آگاہ
خبر کرتی انہیں جا کر میں فی الفور — مدد کی واسطی آتی بہر طور
کہا سر نے براہ نکتہ دانی — نہیں تو واقف راز نہانی
جناب سیس کا لچھمن ہی اوتار — تبھی مارا انہیں نی وقت پیکار
کنار بحر قلزم آکے یکبار — چنار آسا جلی وہ سرو گلزار
جو تھی پروانہ آسا دل جلی وہ — لگن سی شمع کی صورت گلی وہ

جلنا سلوچنا کا میگھ ناد کی سر کے ساتھ



مشہور کرنا راون کا مالونت وزیر سی اور نکالنا اسکو شہر لنکا سی اور نصیحت کرنا مندودری کا خواہ نیز

سری رگھبر زبان شکر شکن ہو — کہ طی یہ جادۂ ملک سخن ہو
شہ راون اٹھا بستر سی مخمور — سرور بادۂ احمر سی مخمور
شہنشاہ افق جسدم غضبناک — ہوا رونق فزای بزم افلاک
کہی ابرو شکن لوح جبین پر — دماغ ہیو وہ عرش برین پر

نہایت مضطرب دردِ جگر سے
وزیر اسکا تھا اِک سرمایۂ ہوش
کہا راون نے ای دستورِ دانا
براہِ نکتہ چینی آج تک تو
میانِ جنگ ای فرخندہ و جاہ
ملایا خاک و خون مین کمہ کرن کو
کہا تنگ ہمکنارِ ضبط رہیے
خوشی سے کارِ سخت انجام ہو جاے
انھین رہروان در پردہ ہی تو
سُنا جب یہ شہِ عالی نسب نے
رہے بروزِ ابد تک راج تیرا
میسر ہی تجھے وہ دولت و جاہ
زبان سے حکمِ سلطانی جو پائین
برای اِک عروس جانکی نام
محبت اِن سے کرنا ای خوش سرشت
کہین ظاہر کہین گم ہین وہ مردم
گروہِ خرس و میمون ہیچ دل آگہ
کسی سے تا بہ امکان شر نہ کیجے
کہا مینی براہِ خیر خواہے
سُنی راون نے جب تقریرِ دستور
ہوا ایسا مری شفقت سے گستاخ
انھین کا پاسِ خاطر سے کیا پاس
نصیحت کی ادب سے دور تو نی
جسے ہوگی ترا افلاک سیری
نہین مجکو ہوای روضۂ غیر

روان آنسو کی دانی چشمِ تر سے
بنام ہانونت ازبس تھا کوش
فرِ دستا ہی تو ہی آج آزمانا
ادا کرتا رہا حقِ نمک تو
زبس غالب ہوا ہی لشکرِ رام
مٹایا میگھ نادِ صف شکن کو
مثل ہی اپنی بیتی کس سے کہیے
جہان کو حاصلِ آرام ہو جاے
کہ موروثی نمک پروردہ ہے تو
کہا نائب نی دستورِ ادب سے
فلک ہو بندۂ محتاج تیرا
کہ حیران ہین فلک پر تیر و ماہ
ہزارون آتشین اشتر ہمی آمین
بنا بُغض و حسد سے دشمنِ رام
وہان بار مین دینا ہی انگشت
بباطن نورِ مردم ہین وہ مردم
نیستانِ شجاعت کی وہ ہین شیر
عداوت کر کی غارت گھر نہ کیجے
کہ ہون مین بندۂ دربارِ شاہی
تو غم سے شیشۂ خاطر ہوا چور
نکالی نخلِ مضمون مین مری شاخ
بھلایا گوشۂ دل سے مرا پاس
خطا سے سخت کی مغرور تو نی
بندھے گی کیا جہان مین خاک کے
بہم ہی مجکو باغِ حسن کی سیر

دل و جان خنجرِ غم سے دو پارا
بلایا گوشۂ محفل مین اُسکو
شریکِ غم ہی ہمرازِ قدیمی
پی گفت و شنیدِ پند گوئے
غریقِ خون ہوئی لاکھون سپاہی
کمالِ درد و غم سے کیا کہون حال
بتا مجکو وہ تدبیرِ خوش اسلوب
ولیکن ہی یہ شرطِ غمگساری
اگر درد و عقوبت ہو نہ سہنا
کہ ای شاہنشہِ زیبندۂ تخت
کرم بخشی سے جان بخشی اگر ہو
کری گر عین ابرو سے اشارہ
بہت سی دلبرانِ شوخ و طناز
زنِ بیگانہ و زور و زمین زر
شہا تیرا یہ ہے اندیشۂ خام
ازل سے واقفِ اسرار ہین وہ
مناسب ہی کہ ای شاہِ نکونام
اِسی مین خیریت ہی ای مہاراج
اب آگی ہو جو تجویزِ مقدس
کہا جلکر کہ ای دستورِ بیباک
مناسب ہی کہ دون تعزیر تجکو
بتائی کیا صلاحِ نیک مجکو
کیا گر خرس و میمون کو نہ تاراج
کرون گر درگذر قتلِ بشر سے
تماشا سی کچہ نہین مجکو غرض ہے

ہوا انبوہِ طرب مین جلوہ آرا
بصد شفقت جگہ دی دل مین اُسکو
مشیرِ دو گانہ دارِ قدسیے
نہین سمجھا ہی دانشمند کوئی
ہوئی شل جملہ فوجِ بادشاہی
جگر ہی خنجرِ کلفت سے غربال
جو ہو میری دلِ مضطر کو مرغوب
ادھر کی کچھ نہ کرنا پاسداری
سمجھ کر سوچ کر کہنا سو کہنا
رہی ہر دم فروغِ نیرِ بخت
زبان بحرِ سخن سنجی مین تر ہو
فلک سر پر تری تا سے اتاری
سدا ہین پایۂ خدمت سے ممتاز
یہ ہین چارو فسادِ تازہ کا گھر
کہ ہین انسان جناب لچھمن و رام
تامل کر کی دیکھ اوتار ہین وہ
سیتا کو بھیجدی پیشِ سری رام
رہی سر پہ ہمیشہ جلوۂ تاج
پسندِ خاطرِ عالم ہی ازبس
روا ہی گر کرون تجکو تہِ خاک
کرون اِس دم تہِ شمشیر تجکو
ملا استادِ کامل ایک مجکو
کرون گا کشورِ لنکا مین کیا راج
اٹھائی سر پہ اِک آئین شر سے
فقط خواہر کی مینی کا عوض ہے

نہین کچھ مشورا میرا غلط تھا | تری عقل اپنا لینا فقط تھا
یہ کہکر مطلب باطن بظاہر | نکالا شہر سے نایب کو باہر
ہوا جس دم جہانمین جلوۂ شام | گیا منزل مین خورشید سبکگام
شہ راون غریق ورطۂ یاس | شبستان مین گیا مندودری پاس
پلنگ خواب پر لوٹا گیا شیر | سراسر لشکر غم نے لیا گہیر
جگر مین بیکلی الجھن مین دم تہا | برنگ زلف سنبل پیچ و خم تہا
کبہی چونکا بہ فرط بیقرارے | کبہی تہا مائل اختر شمارے
جبین سی چین الم سی آبدیدہ | کبہی سے صورت بستر کشیدہ
کبہی کروٹ بدلتا بہر کے آہین | کبہی حسرت سے کرتا تہا نگاہین
کبہی بستر سی اٹہہ بیٹہا سنبہل کر | کبہی جہجکا کبہی چونکا مچل کر
کہا مندودری نے ای مہاراج | اداسی رخ پہ کیون بیوجہ ہی آج
نصیب دشمنان کیا درد دل ہی | طبیعت بی سبب کیون مضمحل ہی
ہوئی پس پا میان عرصۂ جنگ | کیا ہی یا کسی سرکش نے دل تنگ
مری آرایش تن مین کمی ہی | یہی شاید بنای برہمی ہی
براہ آشنائی ای شہنشاہ | کہو کس چشمۂ خوبی کی ہی چاہ
میان عرصۂ بیجا ضرر ہی | تو تدبیر مکمل سہل تر ہی
مناسب ہی برسم خسروانہ | سیا کو خود بخود دیجی روانہ
مٹے فتنہ فساد تازہ ہو دور | فروغ تخت شاہی ہو بدستور
تامل اسمین اب دم بہر نہ کیجے | کبہی بیٹھے بٹھائے شر نہ کیجے
یہ واجب ہی شہنشاہ زمن کو | بچشم بد نہ دیکھے غیر زن کو
نہ کیجے غیر سے امید یارے | ہزارون ہین پئے خدمتگزاری
سنی راون نے جب یہ کلمۂ ہوش | ہوا دل شاہ غم سی ہم آغوش
دکہائی آتش دل نے بہڑک اور | پڑے گویا جراحت پر نمک اور
اوسے چین بر جبین ہو کر ہٹایا | سمٹ کر صورت بستر ہٹایا

روز اول جنگ کرنا راون کا اور سحر نیرنگ دکہانا اور شکست پانا

جناب بہرام اور بہی جوش حمیت | رہو نہین دائما ہمدوش رحمت
ہوا تابان شہنشاہ افق جب | تو بہاگا شہسوار ظلمت شب
ثوابت نے شکست فاش پائی | پہر خورشید اعظم کی دوہائی
اوٹہا بستر سے راون سخت غمناک | گریبان مثل دامان سحر چاک
پریشان مضطر و ناکام و دلگیر | ہراسانی کا نقشہ غم کی تصویر
خیال بد میان گوشۂ دل | غم و درد و صعوبت توشۂ دل
بصد جوش غضب آیا سوی بزم | دل مضطر مین عزم عرصۂ رزم
بلائی جملہ سرداران شاہی | سپہ دار و نمکخواران شاہی
کہا چستی سی ہان تیار ہو جلد | روانہ بر سر پیکار ہو جلد
دلیر و ہی مقام جانفشانی | دکہاؤ آب خنجر کی روانی
میان جان کسو ہمت نہ ہارو | بدن پر زخم لو دشمن کو مارو
مری بل پر دکہاؤ جوہر تیغ | چلو جوشان اٹہکر صورت میغ
قدم ہو زرمگہ مین لاکہہ من کا | عوض لینا چلکر گہرن کا
سنا جب یہ شہ راون کا ارشاد | ہوئی نیس افسران فتنہ ایجاد
کماندار ان و افسون ساز نکلی | ہر اک گوشہ سے تیر انداز نکلے
ہزارون گرزبرداران پر جوش | ہزارون شہسواران زرہ پوش
چلے سب بل دکہاتی شوخ و طناز | بہکیت اور پہلوان بانکی تیغ باز
جسیم و زشت باطن پیل مستن | برنگ شیر غران نعرہ زن سب
جو دیکہا یہ شہ راون نی انداز | بدن پر جوشن خود سے سجی باز
کیے تاج جواہر زینت سر | لیے گرزگران و تیر و خنجر
کمال غیظ مین چشم غضبناک | نشان خون فشانی سرخ پوشاک
چڑہا رتہہ پر بصد شان تجمل | بڑہا جوشان چو مست ساغر مل

لئے فوج ستمگاران جرار
کیا شور آکے مرغانِ چمن نے
کی شور و غا آیا ہے انبوہ
صفین ہر سو سے نرغا کر کے جائین
بصد چستی کمر کو باندہ کر تنگ
پیادی بادۂ جرات سے سرشار
صفت خرسان تھی محکوم نل و نیل
ولاور کو آج ور کہر آج ور کہب سب
ظفر نے پنجہ رگہنا تہہ چوما
بظاہر تھا جو پابوسی کا انداز
جناب آندر نے دیکھا جو یہ رنگ
ہوئے وہ زینت آرائے سواری
کمال غم سے سر دارِ صف آرا
یہ سنکر صف شکن غصے مین آئے
ہزارون کو اوتارا تیغ کی گھاٹ
کسی صف کو کہب نے بڑہ کے ڈانٹا
کسی نیل کو دابا بغل مین
صفِ اعدا کمندون سے وہ پہانسی
پلا فوج جری مین صورتِ شیر
ملا لاکھون کو باچشمِ غضبناک
کبھی غائب ہوا اور کر وہانسی
زبس ہے کالہ آتش کو تھی لاگ
نظر آئی جو ہر سو شعلۂ نار
جناب رام نے دیکھا جو یہ رنگ
جو شکل انطفا آتش نے پائی

سوے میدان جنگ آیا ستمگار
صدا دی کرگس ہو زاغ و زغن نے
بجا ہے رزمگہ مین صورت کوہ
میان بزم رنگ اپنا جمائین
سبہی تن پر سلاحِ و جوشن جنگ
چلی جہ شان سے تن پر سجے کی ہتیا
بڑہی دشتِ وغا مین صورتِ پیل
چلی ان کو بصد جوش غضب سب
قدم نصرت نے ہاتھون ہاتھ چوما
زمین تھی ہر قدم پر بسر ناز
کہ پیدل رام و لچھمن ہین جنگ
پیادہ تھی روان بادِ بہاری
کڑک کر برق کی صورت پکارا
بصد چستی قدم آگے بڑہائے
لب خنجر کو خونریزی کی تہی چاٹ
مثالِ چوب خشک اکدم مین چاٹا
مچا اک تہلکہ راون کے لمین
سراسر حلقۂ پیکان مین گانسی
میان حلقۂ ناوک لیا گہیر
کیے لاکھون جلا ور تودۂ خاک
کبھی کی بارشِ خون آسمان سے
جلن ہی مشتعل کی ہر طرف آگ
ہوئی مضطر جوانمردان بیچار
ہوئی فرطِ غضب سے گرم آہنگ
پریشانی صفِ اعدا مین آئی

شگون بد نے کی یہ پیشوائی
خبریان فوج سلطانی مین آئی
شہ میمون سے یون بولے بو سر رام
یہ سنکر شاہ میمون نے بصد جوش
سواران جلا ور چابکا نہ
جداگانہ سب افواج گرامی
صفِ میمون کی افسر گند تھی
مسلح جب ہوئی فوج نکو نام
جلو مین افسر میمون بصد شان
نظر آیا جو وان شان تجمل
سواری کو رتھ اپنا خاص بہیجا
بصد شوکت میانِ جنگ پہنچی
کہان ہین کیسری انگد کہان نل
یلے فوج عدو مین ہیل سب
کہین سگریو نے مارا کسیکو
کہین نل نے بصد زور آزمائی
کسی پر شاہ خرسان نے کیا وار
شہ پاون نے دیکھا جبکہ یہ رنگ
کہین گر جا کہین تڑپا تعب سے
کہین چمکائی شمشیر شرر ریز
اوڑا اکہ صورت تیر ہوائی
جو دیکھا عالم آتش فشانی
سہی میدان میں گو شمشیر کی آنچ
زبس کی تیر سحر افگن کی بوچھار
سپاہ خرس نے مارے وہ چنگال

کہ چہیک اگ گوشۂ لشکر مین آئی
کہ کی دشمن نے آکر پیشوائی
کرو جلدی مسلح لشکر عام
مسلح کی سپاہ و گرز بر دوش
ہوئی سب برقدم ہو کو رولنہ
ہوئے محکوم سردارانِ نامی
ییند و گند دانشمند ٹہری
چلی خندان جنابِ لچھمن و رام
بہبیکن جامونت انگد ہنومان
تو کی بیر فلک نے بارش گل
براہِ الفت و اخلاص بہیجا
سپہداران جوش آہنگ پہنچی
دکھائین آکے گیسو کی طرح بل
بڑہی جوشان و شان صف شکن سب
کہین انگد نے للکارا کسیکو
برنگِ تیغ کی جوہر نمائی
کہین لچھمن نے لی تیرونکی بوچھار
تو زلف آسا بچھایا دام نیرنگ
کہین ضیغم صفت گونجا غضب سے
کسی پر آب خنجر کو کیا تیز
کبھی دشتِ وغا مین خاک اوڑائی
ہوئی زہرہ جوانمردون کی پانی
نہ اوٹھی آتش تزویر کی آنچ
ہوئی پانی سراسر شعلۂ نار
تن فوج عدو خون سے ہوئی لال

نہنگِ قلمِ جراءت سے میمون
پڑا جسدم زمین پر پردہ شام
زبس کی یاوری بخت سانے

جسے کاٹا لپک کر پی گئی خون
پھری لنکا کو سب فوج بدانجام
بجی فرطِ طرب سے شادیانی

کیا بس پاسپا و رقیب کو
نل و نیل و بیند و کیسری سب
ہوئی پابوس شکر فتح و اقبال

غریق خون کیا میدان بین کو
پھری رن سے مع فوج جری سب
ہوئی سب خواب و خور سے فارغ البال

روز دوم جنگ کرنا راون کا اور ہزارون خرس و میمون پیدا کرنا مایا کی زور سے اور شکست پاکر پھر جانا

جناب رام اوہر جوشِ کرم ہو
تنزل پر ہوا اوج کواکب
ہوا یعنی سحر کا جب کہ ہنگام
پیادی افسر و سردار جاگے
چلی خوش ہو کی سوئی عرصہ جنگ
گیند و جامونت و باون و سرب
بھبھیکن لچھمن و انگد ہنومان
پریشان مضطر و غم دیدہ اوٹھا
کمال نخوت و طاقت سے جوشان
جما کر اپنی فوج صف شکن وہ
ہر اکس سے صفِ میمون کو گھیرو
حصولِ نیکنامی ہی یہان آج
دکھاؤ زورِ تن یارو غضب سے
مقامِ آبرو ہی موقع ننگ
سنی جب سے صف میمون نے آواز
کہین خنجر برنگ برق چمکا
مچائی جا کی دہو مرد نے کہین دہوم
صبا پر ولاور نے بہنچکر
کہین انگد نے کی زور آزمائی
جو دیکھا سرورِ لنکا نے رنگ

متاعِ مطلب خاطر بہم ہو
پریشان ہو گئی فوج کواکب
اوٹھی فوج حجر سے لچھمن و رام
برنگ طالع بیدار جاگے
ہوئی مانند صرصر گرم آہنگ
چلی جوشان و خروشان جانبِ غرب
سوی فوج شمال آئی بصد شان
برنگ فتنہ خوابیدہ اوٹھا
سوی میدان رزم آیا خروشان
بصد نخوت ہوا یون نعرہ زن وہ
برنگ آب خنجر منہ نہ پھیرو
مجھے مدنظر ہے امتحان آج
پکڑ لو باندہ لو مارو غضب سے
بڑہی جاؤ میان عرصہ جنگ
بڑہی وحشت فنا مین جب انداز
تبر خون عدو مین غرق چمکا
غبار آسا کیا لاکھون کو معدوم
کیا برپا کہین ہنگام محشر
دکھائی تیغ بران کی صفائی
یکایک شکل آئینہ ہوا دنگ

سوار رخش گردون درخشان
شکست فاحشہ سے بہرکا آہ
ہوئی بانگ طبل آویزہ گوش
بیند و گند رکہراج و رکہ نے
نل و نیل انگد سگریو رکہراج
چنداول کیسری میمون جرار
شہ راون نے یہ جسدم سنا حال
لیے کچہہ ساغر صہبای گلگون
برنگ ببر گونج اوٹھا جو رنجین
جوانو آج میدان جدل ہی
بصد زور آوری سب کو کرو زیر
سر میدان نہ بہاگو ہو کی دلگیر
نقیبون نے ادہر دی بڑہ کی آواز
چلو فوج عدو مین تیغ ور دو
چلی سب صورت پیل مست
کسیکو نل نے دالا صورت گرد
کسیکو کیسری نے جا کی مارا
کسیکو پنجہ و دندان سے کاٹا
شہ میمون نے توڑا سر کسیکا
کیا سحر و طلسم و فن ہویدا

ہوا جب گوشہ مشرق سے رخشان
قمر نے گوشہ مغرب کی لی راہ
اوٹھی چابک سواران زرہ پوش
بصد چستی سجی ہتیار سب نے
ہوئی سب لشکر مشرق کی سر تاج
ہوئی فوج جنوبی کی سپہ دار
اوٹھا بستر سی مستِ ساغرِ مل
بنی آنکھین غضب سے ساغر خون
گوزن و گور کانپ اوٹھی بدہ مین
کرو سیدہا اوسی جن سکو بل ہی
بڑہو وحشت و غابین صورتِ شیر
مقابل یہ کہاؤ زخم شمشیر
کہان ای فوج میمون سبک تاز
کرو میدان مین سب کا حوصلہ پست
مچایا فتنہ محشر سر دست
کف پا سے ملا لاکھون کو جانباز
کسیکو نیل نے جھنجلا کی مارا
کسی خون ستمگارون کا چاٹا
اوڑایا سر برنگ پر کسیکا
گیے لا انتہا راون ہویدا

ہر اک صہبای نخوت سی سرمست / بہڑا اک ایک میمونسی سربست
کسی پر گرز چمکایا کسی نے / دکہایا تیغ کا سایا کسی نے
کوئی جوشان گیا پیش مہابیر / کسی نے نل پہ مارا سہم کر تیر
کسینے بڑھ کے انگد پر کیے وار / کسینے نل پہ کی تیرونکی بوچھاڑ
کسینے گرز مارا کیسری پر / تبر چمکایا سگریو جری پر
کوئی انگد سی تہا سرگرم کشتی / دکہاتا تہا کوئی طرز درشتی
چنداول کو کسی نے جلکے گہیرا / میان رزمگہ چہایا اندہیرا
بلند و کیسری رکہراج بادن / ہوئی سب مبتلائی سحر راون
نکل کر دام سی کیونکر جوان جائین / کرین کیا کسطرف جائین کہان جائین
جو دیکہی گرمی بازار تزویر / وہین مارا جناب رام نے تیر
وراون تہی جو پیدا سحر و فن سے / مٹے سب ناوک جادو شکن سے
ہوئی شاد انگد و نیل و ہنومان / شہ میمون کی آئی جان مین جان
رہائی پنجۂ غم سے جو پائی / ہوئی پہر بر سر زور آزمائی
بلی لچہمن کسی صف مین بصد جوش / کہین گند و مَیند گرز بردوش
بڑہے باآون کہین کرتی ہوئی بل / کہین انگد کہین دہومر کہین نل
ہوئی غالب سپاہ خرس و میمون / ہزارون کو آغشتۂ خون
میان فوج دشمن پل کے مارا / عروس فتح سی ہل ہل کی مارا
سنا جب سرور لنکا نے یہ غل / تو بل کہایا اولجہ کر مثل کاکل
گئے پیدا براہ سحر و تزویر / ہزارون جا مونت انگد جہانگیر
دوبدہ نیل و گیند و کیسری سب / بہبہیکن شاہ سگریو جری سب
وہی تہی صورت اصلی وہی تاب / عجب تہا نقشۂ سحر و طلسمات
مطابق تہی سراسر اصل سی نقل / کہ تہی حیران نگاہ دیدۂ عقل
وہ سب لے کے فوج سرفروشان / حضور رامچند آئے خروشان
جناب رام ذی عقل و ہنر سے / مٹایا سب کو تیر تیز پر سے
گہٹا تا جادو کا بل بگڑی لڑائی / بد اقبالی کی صورت دکہائی
گریزان سب ہوئی فوج ستمگار / پریشان صورت زلف سیہ کار
گئے لنکا کو نالان صورت ابر / سراسر تیرہی پر تیرہی امن صبر
ادہر سب فوج منصور و مظفر / پہری خیمون کو اپنی شاد و خوشتر
جناب رام ذی فضل و ہنر سے / کیا لشکر کو مالامال زر سے
جو کی سب پر نگاہ مہربانی / ہوا حاصل متاع شادمانی
ہم آغوش طرب تہے صف شکن سب / گہٹا درد اور بہرے زخم بدن سب
خیال رام و لچہمن حرز جان ہو / صفت مین جوشن مطلع روان ہو

نوسوم جنگ کرنا راون کا و شکستی بان مارنا لچہمن جی پر و شفا پانا انکا

کہلا جب غنچۂ صبح مبا ہے / اوٹہی خندان سپاہ بادشاہی
اوٹہے سب بستر راحت سے سردار / سجے حسب قواعد تن پہ ہتہیار
صفین اپنی جما کر رن مین آئے / برنگ شیر غران نین آئے
فراہم کر کے دل برخاستہ فوج / اودہر راون نی کی آراستہ فوج
نفیر و کوس و قرنائی کیا شور / طبل بادل سا وان گرجا بصد شور
بہڑی میمون و رچہہ لیکے شمشیر / ہوئی جوشان جوانان کود و بیر
پیادی سے پیادی دوش بدوش / سوارون سی سواران زرہ پوش
کسینے برق وش چمکایا بہالا / اولجہ کر مثل گیسو بل نکالا
کسینے تیر سے مارا کسیکو / سر شمشیر سے مارا کسیکو
کہین تیغ ہی پہ شمشیر دو سر تہے / سنان خون تن اعدا مین ترتہی
ہوا از بس پریشان جیب وقت / بجہایا دام تزویر طلسمات
جو تہا پر کالۂ آتش جفا کش / لگادی دامن صحرا مین آتش
سراسر شکل بیدردی دکہائی / کبہی گرمی کبہی سردی دکہائی
کیے پیدا ہزارون خرس و میمون / سر گردون سی برسایا کبہی خون
کبہی اوج فلک پر اوڑ کے پہنچا / برنگ آب خنجر مڑ کے پہنچا
برنگ گل گریبان چاک ہو کر / ہوا غائب کبہی غمناک ہو کر

کبھی مانند صرصر خاک اڑائی
فلک کا پانی بین چکر میں آئی
کبھی ظاہر کیا دریای زخار
کیا روئے سحر کو تیرہ و تار

کبھی سانپ اُسنے لہرا کر دکھائے
کبھی آتش فشان اژدر دکھائے
جو دیکھا شعلۂ تزویر تابان
شتاب آ رامچند آئے شتابان

کمان سے تیر سحر افگن کیا سر
مٹایا نقشۂ جادو سراسر
غریق بحر غم ہوا جس دم سیہ کار
پڑا عالم کے برنگ بحر زخار

بصد زور شجاعت تن سے پہنچا
خروشان سامنے لچھمن کے پہونچا
بہت کی سر پہ زلف آسا چہ پالی
اگر سایہ کی صورت تو نجھد کی گھالی

اڑا اوج فلک پر دیکے دہوکا
دکھایا صرصر آفت کا جھوکا
لگائی سینۂ لچھمن پہ شکتی
ہوئی طاری جہان پر تیرہ بختی

یکایک درہم و برہم ہوئی فوج
مچا غوغا غریق غم ہوئی فوج
ہوا برپا جہان میں ماتم عام
سر بالین پہ جا پہونچے سری رام

برنگ لچھمن بحسرت سے نظر کی
برنگ ابر باران چشم تر کی
وہین بوٹی سنجیون آگئی یاد
لگائی خیمۂ شاہی سے دل شاد

ملی بوٹی جو وہ زخم بدن میں
بہار چھا و وان آئی چمن میں
شفا نے نبض لچھمن کو جو چوما
ہمائے فتح و نصرت سر پہ گھوما

اراکین آ کے لچھمن سے ملے سب
خوشی سے غنچۂ خاطر کھلے سب
ہوئے پھر صف شکن آمادۂ جنگ
کہ تھا ہر دم سرود بادۂ جنگ

گنید و لچھمن و انگد مہابیر
پہلے فوج مدد وہیں لیکے شمشیر
مچایا فوج اعدا میں تلاطم
کیا ابتر برنگ فوج انجم

پریشان فوج راون ہوگئے بھاگی
متاع جان سراسر کھو کے بھاگی
جو زندہ رہ گئے باقی سیہ کار
شب رو کے لگا کے گئے باد یدہ زار

ادھر سب فوج منصور و خوش اقبال
پھری خیمونکو اپنے فارغ البال
جو دیکھا رام نے چشم کرم سے
چھٹے سب حلقۂ درد و الم سے

وہ بی مرہم ہی بھر سب زخم کاری
شفا آگئے کی خدمتگزاری

بھبھیکھن اور سگریو وغیرہ کا درخواست کرنا راجہ رامچندر سے واسطے قتل راون کے اور اقرار کرنا ان کا

سری رگھبر قلم ہو عنبر افشان
سدا ہو تختۂ کاغذ زر افشان
پڑا جس دم حجاب ظلمت شب
یہ سوچی خیمہ گہ افسر بھی سب

ببھیکھن انگد و لچھمن مہابیر
گنید و باون فرخندہ تقدیر
ہوئے آکر قدمبوس سری رام
کیا حاصل متاع عز و اکرام

فراغت آپ سے جو ہو سی جبکہ پائی
سبھا راون کے کی عقل آزمائی
ہوئے اگر شریک جلسۂ بزم
لگے سب مشغرہ کرنے بہ عزم

ببھیکھن اور سگریو نکو نام
ہوئے یون حرف زن پیش سری رام
بہ تنگ آئے ہین دل سے ہمدم سے
پریشان ہین فساد چار سو سے

نہین گو سر فروشی میں تامل
وفا یا گرمجوشی مین تامل
کرین صدقے متاع جسم و جان تک
مگر جوش وفا کب تک کہان تک

مہاراج آپ سے کرتے نہین سر
بہت کشور کشائی مین ہوئی دیر
ابھی تک کچھ نہین جوش غضب ہے
عجب ہی کیا تامل کا سبب ہے

کہا اے شاہ میمون وفا کیش
مجھی تیر افگنی مین ہو بس و پیش
ستیا کا ہر گھڑی راون کو ہی دھیان
وہ بین ل ہین بن مین جس طرح جان

تصور سے کبھی غافل نہین ہے
کشیدہ مثل دامن دل نہین ہے
لہذا ہے بروں از حلقہ موت
کسی صورت سے ہوسکتا نہین تب

سری سیتا ہمارا نصف تن ہین
جو ہم تن ہین تو سیتا پیرہن ہین
بیان چشم دل ہو جائے سینا
تصور ہی جبین فرسائی سیتا

کرون سر تیر اگر اس صف شکن پر
تو ہو صدمہ سری سیتا کے تن پر
ادھر جب شدت درد جگر ہو
پئے سیتا سری جان چشم تر ہو

مجھے غم ہو تو اور اک سیر ہو جائے
غرض تیر افگنی سے او جوانمرد
کہ یعنی ایک سر کاٹوں جو رن میں
لگے ہیں آ رہن جتنے گل تر
امرت اُس فتنہ گر کے ناف میں ہے آب حیات کا
غرض ہر طرح بخوف و خلل ہے
اسی ساعت پڑے تیر آشکارا
ببھیکھن نے کہا او مصفا شان جب
رہیگا جان تن کا جب ہوش
دم قتل ستمگار صف آرا
اسی ساعت براہِ عقل و تدبیر

جہان کا خاتمہ بالخیر ہو جائے
مجھے کوسے ہے باطن جانگسل درد
ہزاروں سر ہوں تو اوس کے بدن میں
بسم ہوں وقت حاجت اسقدر سر
عیاں مطلب دل شفاف میں ہے
گلو تک نارسا دستِ اجل ہے
رواں ہو نادے امرت کی دہارا
جو تم چاہو تو سب مشکل ہے آسان
خیالِ جانکی ہوگا فراموش
کرینگی دامن دل سے کنارا
عدو کو بھیجے گا گشتہ تیر

سبب یہ ہو کہ سب مجھ سے نہان ہے
کروں بالفرض اگر صدمہ گوارا
تپ غم سے کیا تھا جیسے گھر بیابان
سوال اسکے ہے در پردہ سبب اور
اسی باعث سے ہے غیم وہ سفاک
مگر سو گا جو سیتا کا چھٹے دہیان
چھٹے دہیان اور مٹے امرت کی تاثیر
کروگے جب کہ ہیم وار پروار
سوال اسکے سیا خود نکتہ میں ہیں
قدم سر کائینگی راون کے دل سے
کہا ہنس کر کہ خیر اچھا بہت خوب

بپا قصر زمین و آسمان ہے
قیامت ہو جہان میں آشکارا
دیا تھا تب سدا شیو جی نے بردان
وہ ہے جس سے ہم آغوش طرب اور
نہیں ہوتی قبا زندگی چاک
تو قتل راچھس سرکش ہو آسان
تو ہو راون اسیر حلقۂ تیر
پریشان خود بخود ہوگا ستمگار
عیان دل پر اس ورد دلنشین میں
کرینگی خود وہ دوری متصل سے
یہی کل ہوگی تدبیر خوش اسلوب

مارا جانا راون کا اور آنا بہری جانکی کا اسوگ باٹکا سے اور شہادت دینا دیوتوں کا واسطے تصدیق عفت کے اور تخت نشین ہونا ببھیکھن کا لنکا میں راجہ رامچندر کے حکم سے

ہمیشہ جز رجان ہو رام کا نام
شکست فاش جب راون نے پائی
زبس رو رو کے کی فریاد و زاری
ببھیکھن نے خبر دی اے مہاراج
یہ عقل یعنی وہ ہنگام جدل ہو
سنی جسدم ببھیکھن کی یہ تقریر
سرانجام پرستش کو مٹایا
چو پایے راچھس پر جوش سر کا
ہوا بیگر ہوئے لیکن ہوا وہ
بہ فرد غم ستمگار بد آہنگ
خبر پہونچی میان فوج شاہی
چند اول کھیسری دہو مر ہنومان

پریشانی سے سر برخاک اوٹھائی
گھسا ماتم بہ فرط بیقراری
پرستش گاہ میں راون گیا آج
عروس کامرانی ہم بغل ہو
چلے تھے کیسری نندن جہاں پر
بہایا ہر طرف کہایا لٹایا
اڑا مرغ تحمل ہوش سر کا
اڑے مصورت پیک صبا وہ
دواں آیا میاں عرصۂ جنگ
مسلح ہو گئے فوراً سپاہی
بڑھے گرز گران لیکر بصد شان

دواں سوئے پرستش گاہ پہونچا
ہوا رو رو کے سرگرم ہوں آپ
مبادا جنگ اگر ہو جائے پوری
اگر یہ تو کسی پہلو سے ٹل جائے
در معبد یہ پہونچے جست چالاک
کمال زور سے راون کو کھینچا
جگر بس برنگ ابر لپکا
ہر اک سو جستجو کی غل مچایا
ہجوم راچھس بد کیش ہمراہ
نل و باون گیند و انگد و نیل
مسلح جملہ لشکر کے سپاہی

کہ ہو حاصل متاع عز و اکرام
بہ فرد صدمہ جہانگاہ پہونچا
برائے حاصل مطلب کے بیتاب
نہ ہو پھر قربت مطلب سے دوری
کنار قلزم مطلب کا ہل جائے
کیا سب بھیڑ دیوالونکو یہ خاک
در معبد تلک دشمن کو کھینچا
پریشان مضطر و بے صبر لیکا
صبا پیر دلاور کو نہ پایا
ششیر و جملہ خیر اندیش ہمراہ
میان رزمگہ آئے بہ تعجیل
ظفر تھی ہمرکاب فوج شاہی

خوش اقبالی تھی قبضہ میں ظفر پایں
چڑھے رتھ پر جناب رام و لچھمن
زمین نازان ہوئی فرط طرب سے
ہوئے صدقے مہ و خورشید خاور

شگون نیک تھے پیش و چپ و راس
بجا ہین جملہ سردار صف افگن

مبارک ساعت و روز دسہرہ
ببھیکھن شاہ شکر و جری ساتھ

عجب روز دل فروز دسہرہ
نل و نیل و انگد و کیسری ساتھ
تو چوما پایہ خدمت ادب سے
فلک خود ہو گیا سرپیچ چادر

مارا جانا راون کا رامچندر کے ہاتھ سے



غرض پہونچی جو سب فوج خوش آہنگ
روان تھا رنگہ مین چشمہ خون

ہوئی دونون طرف گرم آتش جنگ
رسالہ و رتھ و دیت و خرس و میمون

بڑھی دریا صفت فوج خوش اقبالی
دلیں راون کو تھا جوش حرارت

ہزاروں کو کیا دم بھر مین پامال
بڑھا میدان مین از راہ شرارت

ازل سے خوشۂ مطلب کی تھی تاک
مقابل رام کے آیا غضبناک

لبالب تھا جو جامِ زندگانی
وہ دم تھا اختتامِ زندگانی

مقابل جب وہ آپہنچا سیہ کام
زمین پر تھہ سے صفا اُتری سرِ رام

کیا اک ناوکِ آتش فشان سر
تن اُسکا قلزمِ خون مین ہوا تر

کہین تاج اور کہین دھڑ تھا کہین فرق
سراسر خون مین تھی عضو بدن غرق

حقیقت مین جو تھا اخلاص اُسکو
نظر آیا جمالِ خاص اُسکو

کہ اے گلچین گلزارِ دو عالم
خطا بخش گنہ گارِ دو عالم

مبرا ہے خطا سے ذاتِ اقدس
نہین برہما کو معلوماتِ اقدس

ہوا مین برسرِ زور آزمائی
کہ تا ہو اس تنِ بد سے رہائی

کہ پھر ہرگز نہ وقت ایسا ملیگا
کہ انکا غنچۂ مطلب کھلیگا

متاعِ راستی پایا کجی سے
ملا نیکی کا پھل نخلِ بدی سے

ازل سے جبہ سا ہے جانکی تھا
فدائے نقشِ پائے جانکی تھا

لہٰذا شکل نہ ہوتا تھا دمِ رزم
نہ تھا فیضِ تصور سے غمِ رزم

غرض مارا گیا راون جو رن مین
تو چھوٹنے جرس و بھیون ہر رن مین

ہوئے شادان جنابِ اندرجی مین
مچی دھوم اندرلوک امراتی مین

برن برہما کبیر اور اندر سنکاد
نویدِ فتح سُن سُن کر ہوئے شاد

ادھر تو جشنِ سلطانی بپا تھا
تلاطم فوجِ راون مین مچا تھا

پڑا سر پر جو بارِ دردِ جانکاہ
کیہی مندودری نے نالہ و آہ

غرض لاشہ کنارِ قلزمِ تر
جلایا حسبِ آئینِ مقرر

جلو مین جملہ سرداران ناری
دوان پیدل تمامی اہتمامی

کنید و کبیری دھوم سے تھے ہمراہ
جنور جھلتا تھا سنگر جو ہوا خواہ

ہرا اک افسرِ قدم چھونے کو آیا
بڑھایا سب نے اوسی سے پایا

جبر لو بھی نہ فرمایا تبسم
نہ لب پر زنہار آیا تبسم

پئے تصدیقِ عفت بھر آئین
میانِ چشمۂ آتش در آئین

نہ آنچ آئی ہمیری سیتا کے تن پر
نہ داغ آیا سرِمو پیرہن پر

ہٹا پیچھے نہ میدانِ جدل سے
دکھائے شعبدے جادو کے بل سے

اجل سے بس نہین چلتا کسی کا
مچا ہے شور و غل ہر دم اُسیکا

کمان نے کی رسائی تا بناگوش
لبِ سوفار نے چومے بر و دوش

گرا فرشِ زمین پر صورتِ کوہ
ہوا بس بادشیون کا سبب وہ

گرا جس دم زمین پر وہ صف آرا
کیا رخسارِ قدرت کا نظارا

بباطن پھر ہوا یون مدح خوان وہ
عنادل کی طرح رطب اللسان وہ

تحسین سے تازہ گلزارِ جہان ہے
کھلا باغِ زمین و آسمان ہے

دعا ہے برہما سے سنکادک کی ہیہات
ہوا راجہس مین ایسے بحرِ کرامات

عزیز و اقربا خویش و بیگانہ
زبردستی سے کیے رن کو روانہ

رہی طالع نے قسمت نے ہی بخت
کہ دستِ پاک سے چھوٹا تنِ سخت

حقیقت مین وہ راون بختہ ور تھا
فہیم و قدردان شاستر تھا

سیا کا گوشۂ دل مین قدم تھا
اسی سے قالبِ خاکی مین دم تھا

سیا جی نے وہ جب سر کا لیے پاون
تو نخلِ مرگ کے سر پر ہوئی چھاؤن

بہار کبلاد کی ہر سو مچی دھوم
ہوئے خندان جو ان سرو و معصوم

مٹی خلقت کی چہرے سے اُداسی
بدن مین پھول اُٹھے کیلاس باسی

مٹی سب نے گلی باغِ جہان سے
ہوئی پھولون کی بوچھار آسمان سے

سیہ دل لاشۂ راون کو لیکر
شوہِ لنکا گئے بادیدۂ تر

برنگِ گل وہ پھاڑی تن کی پوشاک
گریبان کو تپِ غم سے کیا چاک

بوقتِ احسن و فرخندہ اطوار
کیا لچھمن نے سیتا کو سوار

بھبھیکھن جامونت انگد چپ و راس
لٹائے گوہر و یاقوت و الماس

غرض با کر و فر لا کر سواری
میانِ محفلِ اقدس اُتاری

ہوا محوِ طرب گو جمعِ عام
زبان سے پر نہ کچھ بولے سری رام

پئے رفعِ غبارِ اعتراضی
ہوئین سیتا قسم کھانیکو راضی

ہوئی غائب اگن مین شتگی پایا
مگر نورِ مجسم باہر آیا

مہری سورج دیکی تصدیق پاکی
شہادت چندرمان جی نے ادا کی

گواہی دی جنہی اہل فن نی
برن نی اگن نی جمنی جون نی

نہ سمجھا کوئی اسرار حقیقت
کہ تھا گرمی پہ بازار حقیقت

کیا استیفا نی ایفای قسم جب
تو پہلو مین جگہ دی رام نی تب

گذارش کی ادب سی یہ باظہار
خطا پوش جہان بخشندۂ تاج

رہی قسمت رہی تقدیر یاور
کہ آپ آئی کنار قلزم تر

نہ پھر ہوگا فروغ کوکب بخت
مشرف ہونگی سب باشن سی یکلخت

مگر تا انقضای چاردہ سال
نہین بستی مین جا سکتا بہر حال

شو لنکاروان ہو شاد و مسرور
تردد تا دل خلقت سی ہو دور

ببھیکھن کو بٹھا لو تخت زریں
رکھو دیہیم شاہی اسکی سر پہ

کرو سب انتظام کار شاہی
کہ پھر ہو رونق دربار شاہی

مچا غل آمد آمد کا ہر اک جا
تو دوڑے ساکنان شہر لنکا

قدم پہ کی ادب سی جبہہ سائی
برای ڈنڈوت گردن جھکائی

ہوئی حاضر مشیر و کار پرداز
ہجوم نغمہ سنجان خوش آواز

ہری لچھمن جتی نی حسب دستور
جبین پہ انکی کھینچا قشقۂ نور

ہوا حاصل جو اسکو دولت و گنج
زبس کی درفشانی نی غم و رنج

شہ سنگریو و لچھمن با دل شاد
پھری وان سی پس از تعمیل ارشاد

ہری خاطر یہ راون سی ہی لڑنی
غریق خون سر میدان پڑی ہین

ہوئی اک قدرت کامل وہین ہی
امرت آکاس سی برسا زمین پر

دقیقہ ہی بیان اک آشکارا
رخ وحدت کا ہو جس سی نظارا

ہوئی نارائن اس خاکی بدن سی
چھٹی بی درد و غم آواگون سی

شہ دسرت نی دی سرپیگی داز
کہ ہان بی عیب ہی یہ آئینہ ناز

تھا پر انگد و لچھمن نہ سمجھی
یہ تقلید لباس تن نہ سمجھی

ببھیکھن پھر میان محفل عام
ہوا اکر قدم بوس سر رام

تمامی ساکنان شہر لنکا
قدمبوسی کی رکھتی ہین تمنا

قدم وان رنجہ فرماوین اگر آب
تو سبکی فیض درشن سی کھلین باب

کہا گو ہی ہوای سیر لنکا
ہوس اک ہی برای سیر لنکا

کہا لچھمن سی پھر ای نیک تدبیر
کہ تم اور شاہ میمون اور جٹایر

تسلی دی کی سب کو با دل شاد
نئی سر سی کرو لنکا مین آباد

کمال عقل و دانش پروری سی
کرو ہمدوش اسی مرد و زن سی

امیدم حسب ارشاد سر رام
شو لنکا ہوئی لچھمن ہمگام

قدمبوسی کو آئی مرد و زن سب
بچشم و سر ہوئی نظارہ زن سب

بروز احسن و تاریخ انسب
کیا وان انتظام انجمن سب

ببھیکھن کو بٹھا لا بر سر تخت
دی سبکو قبا و خلعت و رخت

ببھیکھن کی پھری ہر گھر دہائی
ہر اک نی سامنی گردن جھکائی

بصد بخشش کیا خوشحال سب کی
کیا دولت سی مالا مال سبکو

جناب رام نی دل مین کیا غور
کہ ہی لشکر اسیر حلقۂ جور

رلی پھر انکو بار زندگانی
میسر ہو بہار زندگانی

ہوئی زندہ سپاہ بادشاہی
رہی بیجان وہ راون کی سپاہی

گئی تھی دست اقدس سی جو مارے
زمین سی جانب گردون ہاتھ

سپاہ و راچھسان نی جنکو مارا
انہین نی زندگی پائی دوبارا

آنا راجہ دسرت کا سرلوک سی واسطی ملاقات رام و لچھمن کی اور پھر تشریف لیجانا

جناب رام کا ہر دم ہے دھیان
کہ تا ہر مشکل لا حل ہو آسان

بسری دسرت شہنشاہ نکونام
ہوئی مشتاق دیدار سر رام

بوان نند پہ باشان شاہی
ہوئی وہ عالم بالا سی راہی

ہوا جب مشتہر آوازۂ فتح
سنی سب نی نوید تازۂ فتح

امیدم حسب ارشاد دھرم راج
چلی سر پر سی وہ نیت دوبالا

لبی خدمتگذاروں کا پرا ساتھ
لبی طاعت ہجوم اپسرا ساتھ

رگری اگر قدم پر لچھمن و رام
ہوا اک حلقہ افگن مجمع عام
خوشی خاطر نے چین آنکھون نے پایا
متاع نور عین آنکھون نی پایا
شہنشاہ اودہ نی شکر اکر
لگایا انکو سینے سے اٹھا کر
مشرح سنکی سب کیفیت جنگ
ہوئی سو ہی فلک پھر گرم آہنگ

پھر نا رام اور لچھمن کا مع فوج لنکا سی اجودھیا کو اور جانا ہنومان جی کا اور خبر کرنا بھرت جی کو

سری رگھبر عنایت ہو بہر حال
ہمای خامہ تا کھولی پر و بال
شہ شنگریو سی بولی سری رام
کہ ای دانشور فرخندہ فرجام
کرو تیاری عزم سفر جلد
روان ہو صورت باد سحر جلد
زبس مہر وطن کی ہی مجہی جا
بھرت جی دیکھتی ہونگی مری راہ
ہوئی ہین یان مقام اتفاقی
وفای وعدہ مین دو دن ہین باقی
ہوئی لشکر خبر سن سنکی تیار
چلی مانند موج بحر زخار
بہبیکھن جامونت انگد نکو نام
سری سیتا سری لچھمن سری رام
سر پشپک پہ بیٹھی با تجمل
ہوئی باغ فلک سی بارش گل
نل و نیل و گیند بکمتہ و سب
جلو مین تھی لیی تیغ و تبر سب
سوار توسن و پیل عماری
اراکین جملہ ہمراہ سواری
سپہدار و سوار و افسر و فوج
سمندر پار آئی صورت موج
جناب رام نی کی مہربانی
کرم بخشی سی کی گوہر فشانی
خیال آیا کہ پھر رچیس مبادا
کرین لہرا کی شورش کا ارادا
کرین پل سی عبور قلزم شور
ستائین اہل عالم کو بصد نور
اسی اندیشۂ وہم و گمان سی
مگر اس پل کی توڑسی درمیان سی
بہبیکھن سی کہا ای صاحب تخت
نہ تو دی پر سفر کی صدمۂ سخت
خوشی سی جا کی لنکا مین کرو راج
رہی سر پر ہمیشہ جلوۂ تاج
رعیت کو کرم سی شاد رکھنا
جہانکو عدل سی آباد رکھنا
بہبیکھن نی کہا ای مایۂ نور
قدم سی آپکی ہونگا نہ مین دور
تمنا ہی رہون خدمت مین ونرات
اطاعت مین کرو صرف اپنی اوقات
کیی مجہپر کرم سی سر بسر لطف
نوازش پر نوازش لطف پر لطف
دیا اورنگ شاہی بی غم و باک
کیا مجکو جہان مین خاک سی پاک
سرافرازی ہوئی حاصل نہایت
ادا کب ہو سکی شکر عنایت
ازل سی پشت طاعت ہی خمیدہ
کہ ہو نہین جانثار زرخریدہ
غرض جب کلمۂ رخصت نہ مانا
ہوئی لیکر بہبیکھن کو روانہ
اجودھیا رہگئی باقی جو کچھ دور
پون سُت سی کہا تب ہو کی مسرور
بھرت جی کو کرو تم جا کی آگاہ
کہ ہونگی منتظر وہ بر سر راہ
قدم چہو کر چلے فوراً ہنومان
اجودھیا مین ہوئی داخل بصد شان
کہا اگر بھرت سی تو مبارک
مبارک ہو مبارک ہو مبارک
مبارک ہو نوید مقدم رام
بر آئی سب امید مقدم رام
سری لچھمن سری سیتا ہین ہمراہ
ہم آغوش ظفر ہین حسب دلخواہ
بھرت کی سنتی ہی جان آئی تن مین
نہ تن پہولا سمایا پیرہن مین
یکایک مژدۂ مقدم جو پایا
گلی سی انجنی سُت کو لگایا
کہا اس مژدۂ عشرت کی قربان
تن پژمردہ مین جس سی پڑی جان
وہ لب جو موج پہ نکلی بات سب سی
ہوئی آمد کی معلومات جس سی
کبھی تم سی نہین مین عہدہ برآ ہون
مگر ممنون احسان عمر بھر ہون
مجہی وہ عشرت تازہ ہم سی
ہلا مین جو کہین نکشون وہ ہم سی
بھرت جی کو خبر دیکر اسی آن
رکاب رام مین آئی ہنومان

آغاز آثر کا ند استقبال کرنا بھرت اور شترہن کا اور داخل ہونا رام و لچھمن کا شہر اجودھیا مین اور گلفشانی کرنا دیوتون کا

جنابِ رام و لچھمن کا کرم ہو
اجودھیا مین یکایک مچگئی دھوم
پھلا خلقت کا باغ زندگانی
رنگی سب کوچہ و بازار رنگین
ہوئی آئینہ بندی شہر بھر مین
خبر یہ آمد آمد کے جو پائے
بھرت اور سترہن دونو کیا ادب
بھرت اور سترہن باعز و اکرام
قدم پر گر پڑی بادیدۂ زار
قدم پہ کوشلا کی باصد اکرام
ہر اک نی لی گی کاشل کی بلائین
بڑہی آگی سواری باتجمل ؛
زمین کی جاگ اٹھی تقدیرِ خفتہ
ہوئی سب فیضِ مقدم سی شجر سبز
برای حاصلِ نظارۂ رام
زنانِ پردہ نشین چڑہ کر لب بام
بندہی تھی ٹکٹکی الفت کی مارے
یہ تھی جا و نظرف پھولون کی انبار
کوئی بولا یہ میمون ہین کہان کے
رکابِ رام مین رہتی ہین کیسے
سنا اک معتبر سی مینی سب حال
جنابِ رام نی مارا اسی جب
چنور جہلتی ہین جو سر پر بصد شان
وہ میمون ہی جو ہمراہ سوار ہے
سو جسپہ چو رہتی جلوہ گر ہی

سیاجی کی عنایت دمبدم ہو
بدن مین پھول اٹھی شتب و معصوم
پڑا اسنو کہی ہوئی دہاتون مین بانی
برنگِ تختۂ گلزار رنگین ؛
مچا شورِ طرب ہر اک کی گھر مین
چلی سب گھر سی بھر پیشوائی
اراکین و بششٹِ نکتہ پرور
زمین پہ ڈنڈوت کرتی تھی ہر ہر گام
پھری گرد تنِ اقدس کئی بار
گری جا کر جنابِ لچھمن و رام
جبین و رخ کو چوما دین عاین
سرِ عرش بریں پہ جچگیا غل
بیابان بن گئی باغِ شگفتہ ؛
منظرا تازہ و سیراب و سرسبز
ہوا اک سون تلک اک مجمعِ عام
ہوئین سب محوِ دیدارِ سری رام
کوئی جھک جھک کی کرتی تھی نظارے
ہوا فرشِ زمین ہمرنگ گلزار
قوی ہیکل جری سے جرار بانکی
پسندِ خاطرِ اقدس ہین کیسی
کہ ہی یہ لشکرِ شاہنشۂ بال
سریرِ زر دیا سنگریو کو تب
یہی ہین کیسری نندن ہنومان
روان ہی صورتِ بادِ بہارے
جنابِ لشہروا جی کا پسر ہی

بھرت نی مژدۂ مقدم جو پایا
عزیز و مونس و ہمدم ہوئی شاد
بپا کی ہر طرف بزمِ طرب خیز
رنگی قصر و مکان مرغوبِ آفاق
دکھایا دن جو بختِ رسانی ؛
وہ کوشلیا سمترا کیکئی سب ؛
ہجومِ فوج باصدق و صفا سب ساتھ
ہوا بس اخترِ قسمت جو تابان
بھرت کا سر اٹھا کر پشت پا سے
ملی جا کر سمترا کیکئی سے
گئی پیشِ بششٹِ نیک تدبیر
لبالب گوہرِ مقصد سی دامان
ہوئی ہر سو بہارِ لطف و رونق
ہوئی جسدم خبر آمد کی معلوم
یہ تھی کثرت میانِ شہر و بازار
کوئی غرفہ سی زن نظارہ زن تھی
سرِ اقدس پہ آئینِ سلف سی
جو دیکھی رچھپس و میمون وہ ہر سو
ہجومِ خرس کیون آگی ہی شان
یہ سنکر بول اٹھا اک پیرِ دانا
سنو لنکا ہوئی فتح اسکی زیر
وہی یہ جلوہ گر ہی جانبِ راہ
جلا کر قلعۂ زر کو کیا خاک
یہ انگد ہی جوانمرد و خردمند
ببھیکھن ہی یہی راون کا بہائی

تو سبکو قصۂ عشرت سنایا
ہوئی ویرانۂ خاطر سب آباد
کیا آغازِ رقصِ فرحت انگیز
رنگی ساری رواق و روزنِ طاق
بجی کوچہ بہ کوچہ شادیانی
چڑہ مین رتھ پہ بصد فرطِ خوشی سب
ہوا خواہ و عزیز و اقربا ساتھ
جبین و سر سی جا پہنچی شتابان
لگایا سینۂ صدق و صفا سی
قدم پر گر پڑی جوشِ خوشی سے
ہوئی خویش و اقارب سے بغلگیر
میانِ شہرِ خاص آئی خرامان
ہوئی رونق نثارِ لطف و رونق
چلی اہلِ تماشا مچگئی دھوم
ہوا اک کشمکش تھی وقتِ رفتار
کھڑی کوئی برنگِ نارون تھی
گل افشانی ہوئی چار طرف سی
دماغِ دل مین حیرت کی بسی تو
روان ہی صورتِ دریا خروشان
یہ میمون ہین جوانمرد و توانا
ہوئی راون پہ منصور و مظفر
بپاسِ قدردانی رام کی جب سر
خبر سیتا کی لائی چست و چالاک
یہی ہی بال کا طفلِ خردمند
جلا اسکو رسوخ جبہ سائی

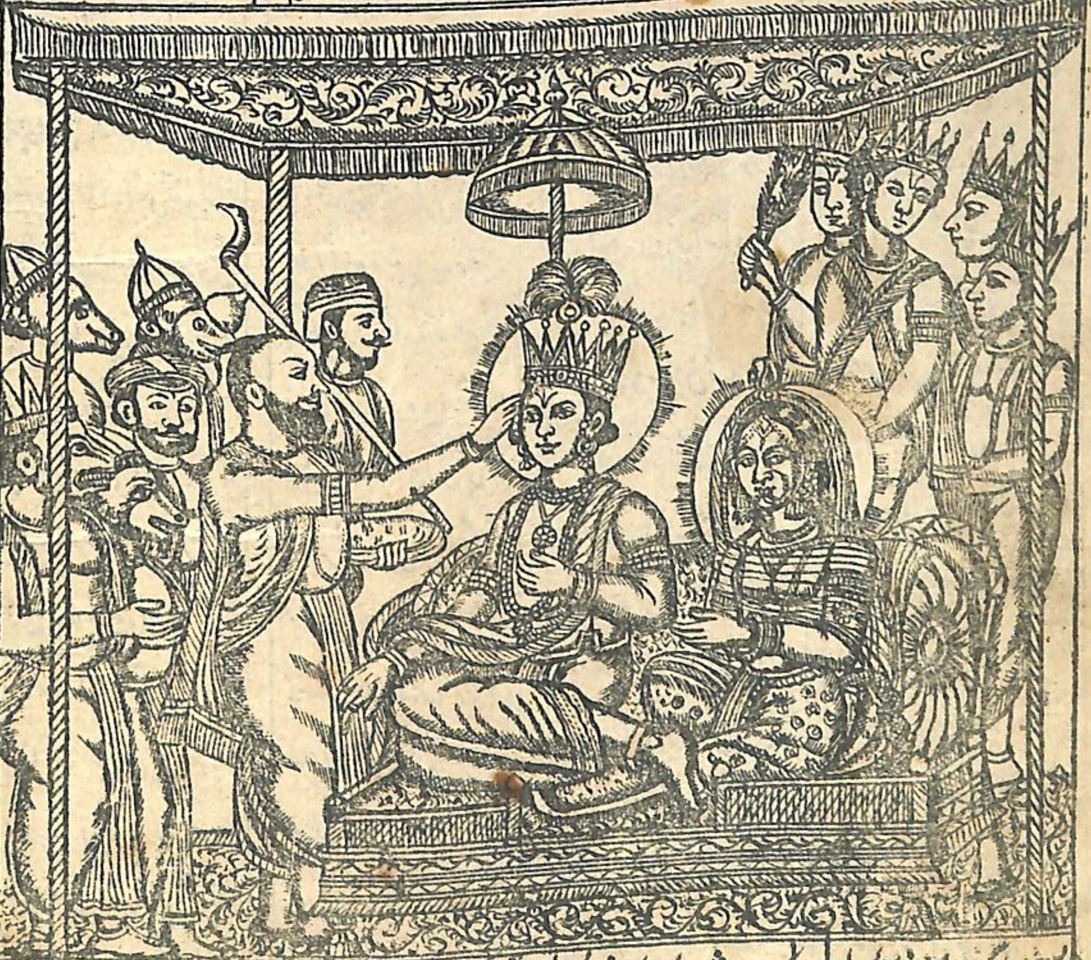
اسیکو رام و لچھمن نی دیا راج
سواری قصر سلطانی تک گئی
ہجوم جملہ سرداران لشکر
ہزاروں ہین جوان کود کر پھر
کیا اک جلوہ اعجاز پیدا
خبر پوچھا کی لطف و کرم سی
ہر اک کو تھا یقین دل مین بصد جوش
مجھی کو ہی حصول ارجمندی
ہوئی رحمت سی گرم خواب راحت

گیا لنکا پری مین صاحب تاج
تو کی عیش و طرب نی پیشوائی
ہوا داخل میان خیمۂ زر
مین ہون ایک ایک سی کتنک بغلگیر
کیی لاکھوں وہ روپ اپنی ہویدا
چھڑایا حلقۂ درد و الم سے
کہ ہون مین شاد عشرت سی ہمدوش
پہلا پھولا نہال مستمندی

غرض باتین یہی چاروں طرف تھین
محل مین جانکی جی کو اتارا
جناب رام جی سوچی یہ اُس دم
اک امید وفا گوشی ہی سب کو
ملی ایک ایک سی اس طرح پر رام
یہ قدرت تھی میان محفل عام
مجھی پر ہی کمال لطف و اشفاق
پڑا جس دم حجاب ظلمت شام

روایات خلائق مختلف تھین
ہوئی سب منتظر گرم نظارا
سخن ہی طول مہلت ہی ابھی کم
تمنای ہم آغوشی ہی سب کو
دیا سبکو متاع عز و اکرام
عیان تھی ہر نظر مین ایک ہی رام
مجھی سی رام پیش آئی بہ اخلاق
ہوئی داخل محل مین جب وہ رام
ہر اک نی کی خوشی سی استراحت

جلوس فرمانا رام چندر کا تخت سلطنت اجودھیا پر



بسی تھین رنگ بر میان خانۂ دل
تھی خواب لطافت سی کا سر رام

کہ ہو روشن سدا کاشانۂ دل
ہوئی زینت فزای محفل عام

سحر کو جب کہ شاہنشاہ خاور
تو وقت نیک و تاریخ خجستہ

ہوا رونق فزا تخت فلک پر
ہوئی ہم اقبال و دولت دست بستہ

رکھا دیہیم سلطانی کو سر پر
گئی سب دیوتا رنج والم بھول
نئے سر سے خوشی خلقت نے پائی
جناب رام نے با خاطر شاد

ہوئی زینت فزا اورنگ زر پر
سر گردون سے برسانے لگی پھول
اجودھیا میں پھری ہر سو دہائی
نئے سر سے کیا خلقت کو آباد
شہ میمون و خرسان و بھبیکھن

فلک کھینچا بشستِ نکتہ دانی
دکھایا منہ عروسِ شادمانی
خوشی کا جملہ عالم میں ہوا جوش
بڑھائی رونقِ دربارِ شاہی
گئی حسبِ اجازت سوئی مسکن

مبارک ہو کہا پیر و جوان نے
بجی امراپتی میں شادیانے
غمِ ماضی ہوئی دل سے فراموش
ہوئے مصروف کاروبارِ شاہی

آنا اگست جی کا محفل میں اور تعریف کرنا لچھمن جی کی بوجہ قتل کرنے میگھناد کی اور سبب دریافت فرمانا رامچندر جی کا

رہی یادِ سری رگھبیر اکرم
مہاراج از رہِ اجلال اُٹھے پھر
مہامن نے براہِ نکتہ دانی
اُسے زورِ توانائی سے مارا
نہ رام اوتار اگر ہوتا جہان میں
بڑوں امکان سے ہیں اوصافِ لچھمن
غضب تھی آبِ خنجر کی روانی
اُسے لچھمن نے مارا آفرین باد
سری رام اُنسے یون بولے مہاراج

نہ ہو جورِ فلک سے کچھ کبھی غم
اراکین بہرِ استقبال اُٹھے پھر
یہ کی درجِ دہن سے درفشانی
دکھایا نورِ وحدت کا نظارا
خلل پڑتا زمین و آسمان میں
کہ مارا میگھناد ایسا صف افگن
رکی دلِ آتش افشانون کی پانی
یہی علمِ شجاعت کے ہیں استاد
بیانِ مختصر فرمائیے آج
کرم سے کہیے اے فرخندہ اقبال

رسیدن بزمِ شاہی میں قضا را
ہوئی آرایشِ محفل دوبالا
زبس تھا حاکمِ لنکا زبردست
مگر کام آپ ہی کا تھا بہر طور
اگر سچ پوچھیے ہم سے تو اے رام
دلیر و صاحبِ جرأت بڑا تھا
مہ و مہر و فلک تھے اُسکے محکوم
ازل سے تھے انہیں کے نام مفتوح
پسر میں زور و طاقت گو کہ سب تھے
بھبیکھن آگے کرن راون کا احوال

اگست آکر ہوئے خود رونق آرا
جبین و سر سے مسند پر جو بالا
برنگِ دیدۂ مستان سیہ مست
بلا ٹالی ہٹائی گردشِ دور
زیادہ تمسے لچھمن نے کیا کام
صف آرائی میں راون سے کڑا تھا
مچی تھی تا لبِ تحت الثریٰ دھوم
کہ دی تھی قبضۂ صمصام میں فتح
پدر سے ہو سوا جاہ عجب ہے

ذکر پوست جی کا اور پیدا ہونا بسرا جی کا اور ظہور فرمانا کبیر جی کا بھردواج کی دختر سے اور لنکا میں رہنا کبیر جی کا

سری رگھبر ادھر بھی مہربانی سے
پوست اک جگہ پرجاپت کی فرزند
کوئی ترن بند نام اک تھا شہنشاہ
ہمیشہ اپنی ہمچشمون کی ہمراہ
مہامن کی ریاضت میں خلل تھا
بیان وارد جو از راہِ خلل ہے

ملی توفیقِ وصف و مدح خوانی
زبس تھی نکتہ آموز و خردمند
سپہرِ ارجمندی مہرِ جاہ بد
مکان رکھہ میں جاتی تھی وہ چنچل
سراسر گیسو اطاعت میں لگی تھا
اُسے دم اُسکو آثارِ حمل ہوئے

کہا من نے براہِ نکتہ دانی
تپسیا میں سدا مشغول تھے وہ
حسین اک اُسکی دختِ نوجوان تھی
وہان لہرا کے سب گاتین بجاتین
غضب سے ایکدن یہ دی دعا کے
قضا را وہ حسین پاکر اماں

سنو آغازِ سنجب سے کہانے
ریاضت کی چمن کی پھول تھی
عفیف و نکتہ سنج و نکتہ دان تھی
بصد جوشِ طرب ہو جین اکٹھے
شبیہِ قدرتِ کابل دکھادی
مکانِ رکھہ میں جا پہنچی خرامان

یہ گل ہیولا دعای کی پہل سی
پدر سمجھا کہ نی تقصیر ہے یہ
رہی یان شاغل خدمت و گلفام
کہا اک طفل نیک انجام ہوگا
ہوا امید اغرض طفل نکو دست
مہامن نکتہ پرور تھی بہر رواج
گہیر انسی ہوئی طفل وفا کیش
سخن دان تھی وہ فرزند جوانبخت
کہا مجکو نہ دولت کی کمی ہو
ابھی تک آنندر تھی ہم تھی برنج
یہ فرما کر زبان سی باد دل نیک
کہا اب کچھ ہوا ای زر نہین ہی
کوئی تر کوٹ پربت مشتہر ہی
وہ تیون نی زبردستی سی چھینا
کمال سرکشی سی شر مچایا
پھنسی دام اجل مین دل قضا را
بسو تکا مین جا کر صورت بو

پہلی وہ گلبدن بار حمل سے
دعا کی سر بسر تاثیر ہے یہ
رضای خاطر شوہر سی تھا کام
ریاضت کش بسروا نام ہوگا
بسروا صاحب کشف و کرامات
جز دور نکتہ آراون کی سرتاج
عقیل و نکتہ آرا و دانش اندیش
ہوئی صحرا مین محو طاعت سخت
ہری خود مشت کف مین نمچہ پھینچی(?)
پی نظم دو عالم کار کن تھی
بصد بخشش دیا پیشکش ان ایک
مگر بہر سکونت گھر نہین ہے
وہان لنکا پوری سونی کا گہر ہی
کمال نخوت و مستی سی چھینا
زمین و چرخ کو سر پر اٹھایا
وہ مالی باغ عالم سی سدھارا
فضا و سبزہ و دریا ہی ہر سو

کمال درد و حسرت سی گئی گھر
خطا دیکھی نہ جب اس بی خطا کی
مہامن بھی ہوئی مشغول سی راضی
دیئے اور دیوتاؤن کو بیک بخت
ہوئی محو ریاضت جا کی بن مین
زبس دیکھی بسرواجی کی پاکی
ہوئی سب دیوتون کو عشرت عام
کہا اگر سری برہمانی شاباش
تبسم کر کی تب برہمانی کہا خیر
برای پرورش اب ہم نئے ہو چار
کبیر نکتہ بین آئی پدر پاس
کہا من نی میان قلزم تر
بصد عقل رسا و فہم و تدبیر
زبس تھی فتنہ گر لنکا کی والی
ہوئی تب آتش جی آمادہ جنگ
بسرواجی نی فرمایا کہ ای رو داد
کبیر نکتہ بین نی حسب ارشاد

مگر آئینہ آسا دلی مین نقش شد رد
پہ دست نکتہ پرور کو عطا کی
ہنسا سارا غبار اعتراضے
کریگا پرورش وہ صاحب بخت
کھلایا گل ریاضت کی چمن مین
تو من نی دختر رعنا عطا کی
رکھا خوش ہو کی برہمانی کرن نام
خوشی سی پر وہ مطلب کی فہمایش
بہم ہو باغ مطلب کی تمہین سیر
کرین سکو می عشرت سی شتابی(?)
کہی سب داستان پی درد و سوا(?)
بنا ہی خوشنما اک قلعہ زر
کیا تھا بسو کرمان جی نی تعمیر
بلا سہم تا کو ان مالی سو ماسے
شو ہی تخت السرا بھاگی وہ لنکا
کیا پھر یون لب شیرین سی ارشاد
کیا لنکا پوری کو جا کی آباد

پیدا ہونا راون کمہ کرن بھبیکھن کا اور طاقت پانا عبادت کی زور سے اور جیتنا سب دیوتاؤن یعنی برن جم راجہ اندر وغیرہ کو

خیال رام و لچھمن روز و شب ہی
سو مالی کو سدا ارمان بد تھا
وقار و دولت و علم و ہنر سی
مناسب ہی کہ ای ماہ دل افروز
غرض وقت سحر جلوہ شام
کہا بخشش سی کچھی شاد مجکو

عروس کامرانی لب بلب ہو
کبیر نکتہ پرور سے حسد تھا
برابر ہون کبیر نکتہ ور سی
بسرواجی کی خدمت کر شب و روز
مکان بر ہمہ مین پہنچی وہ ناکام
بلم ہو گو ہر اولاد مجکو

الست نکتہ ور ہین بر سر قال
خیال آیا کہ اب کچھی وہ تدبیر
کوئی دختر تھی اسکی کیکسی نام
پسر گر ہو بہ فیض مہربانی
بسرواجی نی فرمایا زبان سی
کہا من نی کہ ای سرمایہ ناز

سنو پیدایش راون کا احوال
شکار مدعا ہو پا بہ زنجیر
ہوا گرم سخن اس سی وہ ناکام
کبیر نکتہ پرور کی ہو تا نی
بیان کر مدعا آئی کہاں سی
کھلا دل پر سراسر پردہ راز

گذارش کی نہ موقع پاکی تونی
دعا کی مجہسی بی وقت آکی تونی

کہا تب کیکسی نی باندہ کر ہاتہہ
نہین خواہش دیتیون کی مجہی ناتہ

کہا پہلا پسر ہوگا نکو ذات
سراسر واقفِ رمزِ کرامات

پس از مدت ہوا راون جو پیدا
بلا تہی اسکی سایہ سی ہویدا

ہوا پہر کمہ کرن فرزند ثانی
بلا قامت قیامت کی نشانی

ہوا پیدا ببہیکہن آخری بار
نکو صورت نکو سیرت نکو کار

جوانی پاکے زور و پر چڑہی وہ
برنگِ موجۂ دریا بہی وہ

مگر پرکار آتش تہا راون
عروسِ خودسری پر غش تہا راون

کبیرِ نکتہ مین آئی کسی روز
ہوئی قصرِ پدر مین جلوہ افروز

نظر آیا جو کلفت شوکت و شان
ہوا راون زبس دل مین پشیمان

یہ کہکر تینون زور آور چلی ساتہ
گئی قربِ مقامِ گوکرن ناتہ

زبس کی کمہ کرن نی طاعت سخت
ہزارون سال تک سویا نہ یکلخت

بہت مدت بہ پیش مہر انور
رہا استادہ مانندِ صنوبر

بدل بحرِ ریاضت مین رہا غرق
خار آسا چڑہا ہی کاٹ کر فرق

برہنج و شب ہوئی وان جلوہ آرا
کیا اظہارِ مطلب کر اشارا

بہ آسانی زبردستون کو مارون
سدا جیتون مین جیتی جی سا رون

کہا ہی وحش و انسان کی فقط قید
یہی مارین تو مارین صورتِ صید

برہنج و شب دعا دیکر قضارا
ہوئی پیشِ ببہیکہن جلوہ آرا

سدا ہر مشکلِ لا حل ہو آسان
برہنج و کیکسی و شمبہو کا ہی بہیان

خیال آیا کہ پاکر کامیابی
کریگا سب کو پابندِ خرابی

دعا مانگی کہ بخشو خواب آرام
فقط جاگون پی صیدِ دد و دام

سماکی بی نواسا ئنکی آیا
نواسون کو کلیجی سی لگایا

ہمیشہ تہا نہ تحت الثری خوف
ہمارا ہی جنابِ کبشن کا خوف

ازل سی قلعۂ زر ہی ہمارا
ہمین ہین مستحق گہر ہی ہمارا

عروسِ درد سی ہو کر ہم آغوش
ہوئی تحت الثرا مین جاکی گو شر

دیت ہون گی پسر تیری وہ تینون ور
دمین گی اہل عالم صورتِ مور

تعجب ہی کہ پیدا آپ سی ہون
دیت ہو کر یعنی مان باپ ہی ہون

یہ فرما کر کیا ہمدوش اسکو
جگہ بخشی تہِ آغوش اسکو

قوی ہیکل ترپ مین صورتِ برق
بدن مین فیض بازو او زمین فرق

تولد پہر ہوئی دختِ سیہ فام
جسیم و زشت باطن سب نکہا نام

بڑہی تینون برنگِ جوشِ بادر
میانِ گوشۂ آغوشِ مادر

ببہیکہن ابتدا ہی تہا نکو کار
گوارا تہا نہ مظلومون کا آزار

ادہر اس کمہ کرن نی شر مچایا
رکہون کو دشت مین جن جن کہیلا

کیا مادر نی راون کو اشارا
کہ ہی یہ قوتِ بازو تمہارا

کہا مین بہی بس اطاعت کی سی
ثمر دونگا گلستانِ اہل سی

برای حاصلِ تقدِ سعادت
ہوئی خوش ہو کی سرگرمِ عبادت

رہا پانی کی اندر وہ بد اقبال
برابر پنچ اگن تاپی بہت سال

ادہر راون برای نقدِ اقبال
رہا بی خواب و خور تا دہ الف سال

ہوئی فرقِ دہم کی جبکہ باری
زبس کی اخترِ قسمت نی یاری

کہا راون نی مین شاہ جری ہون
اجل کی حدِ امکان سی بری ہون

دیا پاسخ براہِ نکتہ دانی
نہین ممکن حیاتِ جاودانی

وہ سمجہا تہا بشر سیرِ غذا مین
برای انتہای اشتہا مین

ببہیکہن نی کہا بی درد و غم ہون
طریقِ نیک مین ثابت قدم ہون

دعا دیکر گئی جب کمہ کرن پاس
ہوئی تب دیوتون کو صورتِ یاس

اسی دم شرستی آئین ادہر کو
کیا اغوا زبانِ فتنہ گر کو

دعای دل ہوئی جسدم مقبول
وہ رجس جامۂ تن مین گئی بول

کہا لو دی چراغِ آرزو نی
ہمنہ دل کیا عشرت کی تونی

تمہین اب ہو برای دستگیری
کہ ہی سر پہ وبالِ ضعفِ پیری

ولیکن دیوتون نی عقل و فن سی
نکالا ہم ضعیفون کو وطن سی

مناسب ہی کبیرِ نکتہ ور سی
پرسی کو چمین لو آئین شر سی

بصد جوشِ طرب چلکر کر دراج
شمالی نی کہا ای صاحب داد
ازل سی ہین شجاعون کی یہی کام
بہت سی اپنی ہمراہی مین فی فوج
نہ گر مدِ نظر ہو گوشمالے
چارا ال ہی راون کا سارا
کہا تب نی وہ ہی جامہ سی باہر
کرو کچھ اپنی جانب سی نہ شرم
چک یان نجبتِ وازون نی دکھائے
کسیدن صورتِ نخوت پرستان
کہا راون نی ای سرمایہ جاہ
مجھی سب یون تون نی بادلِ نیک
ابی وہ غنچہ لب ناکتخدا ہے
وہ بولا مین برہمن اصل مین ہون
خوشی سی دی کی کنیا دان انکو
ہم آغوشِ عروسِ حسبِ دلخواہ
بھبیکھن کا بہ شان و عزت و جاہ
سیہ کارو سیہ بخت و سیہ فام
زبردستی شہون کو کرکی ناراج
منون کی تونی جب گلشن اجاڑے
سدا شیو جی بسری گوری کی ہمراہ
کہا دل مین عجب ہی کا ہی پہ زور
مگر مینی بہرِ نقدِ اقبال
کہا مین گرم سی قرۃ العین
گیا جھکو یہ کہکر سر بسر دوست

متعرق فرقِ ثروت پر رکہا تاج
یہ ہین سب سترا شترگشب کی اولاد
(یعنی دیو کا وجود)
ڑ ہو مارو لڑو پیدا کرو نام
چلا لنکا کی جانب صورتِ موج
نکل جاؤ کرو لنکا کو خالے
برادرِ خورد ہی انکھون کا تارا
کہ ہی پرکالۂ آتش بہ ظاہر
بسو جا کر سر کیلاس پر تم
پہری راون کی لنکا مین دوہائی
شکار افگن گئی شوی نیستان
مجھی کر اپنی کیفیت سی آگاہ
ہم آغوشی کو دی تھی آپ نے اک
گلِ رعنا غرض دل سی مجدا ہی
پیوستِ نکتہ ور کی نسل مین ہون
دیا اک اپنا شکتی بان انکو
شوِ لنکا غرض آیا شہنشاہ
کیا اک دخترِ گندہ ہر سی بیاہ
خوشی سی بیگہ ناد ہکار کہا نام
میانِ قبضۂ قدرت کئی راج
خزان بنکر برکہون کی جب آ جاڑے
ہوئی تب جلوہ انگن حسبِ دلخواہ
کہ ہو یہ تو سی جسکی منفعل مہر
ریاضت کی قریب ہشت صد سال
ہمیشہ خاطرِ مضطر کو ہو چین
بنایا صورتِ شیر و شکر دوست

کہا راون نی وبھیری ہین بہائی
عداوت ہی ہم سو زِ ازل سی
غرض یون جبکہ سمجھایا بجھایا
روانہ کرکی اک پیکِ بد انجام
دیا پانچ کبیر باخرد سے
یہ کہکر بسبر واجی کی گئی پاس
کرو راچس کو لنکا دی کی راضی
کبیرِ نکتہ بین سنکر بصد یاس
بصد جوشِ طرب سر پر رکہا تاج
بلادان اسکو می ناما دیت ایک
کہا جی نام ہوون مشہورِ آفاق
تولد اس سی ہی اک دختِ گلفام
خوشی سی رازِ سربستہ عیان کر
شہادت سی اگن کی حسبِ دلخواہ
وہی شکتی بہ فرطِ بی قراری
حسین اک آپ نشر اسی کرکی شاد ہے
پسر پیدا ہوا راون کی گہر مین
ادہر راون نی کی مشتاقی جو بر
کبیرِ نکتہ ور نی بادلِ نیک
اسی عرصہ مین منی کی ریاضت
مگر منی بچشم راس دیکہا
میانِ حلقۂ چشم گنہ گار بہ
سدا شیو نی وہی درشن کہ سی
سنبہل یہ چشم راس ای نکتہ دان ہو
مجہی گو رتبہ اسے بہم ہی

نہین لازم طریقِ کج ادائی
ہر اک بالا ہی موقع پا کی بل سی
تو راون دفعتہ غصہ مین آیا
زبانی کہدیا راون نی پیغام
عبث دل مین جگہ کی ہی حسد نے
سنائی سربسر کیفیت یاس
فرو ہوتا فساد و اعتراضی
تبھی خود بی لسبی سی قرب کیلاس
شہنشاہانِ عالم سی لیا باج
گرامی رتبہ و دانشور و نیک
ازل سی علم صناعی مین مشتاق
زنِ نازک بدن ہتو دری نام
نشان و نام سی دل کی نشان کر
وہین راچہس نی دختر کا کیا بیاہ
وغا مین صفیۂ لچہمن پہ ماری
مٹائی لمحہ کرن کی نامرادی
کہ تھی بوی شرارت جسکی سر سبز
مبدل ہو گیا اک نقشۂ دور
بدین مضمون لکہا راون کو خط ایک
نکالا گندم مقصود کاشت
بسری گوری کو بی وسواس دیکہا
پڑی جہالی اسی دم ای کار
رہائی دی مجھی قیدِ الم سی
جبین بہاگوتی پر چند رمان ہو
تری پر گوتہ اندیشی کا غم ہی

زمین شاکی ہین وہ آسمان ہین
پڑھا نامہ جو راون نے عجب دم
طرح دی گو بزرگ اپنا سمجھکر
نصیحت کی جو بے باکانہ تحریر
کمالِ غم سے کی تیاریِ فوج
بعد شورش ہوئی باہم لڑائی

جرس کی طرح سے گرمِ فغان ہین
ہوا کیسو صفت قاصد سے برہم
پر اب دل مین گرہ ڈالی الجھکر
کرونگا اس خطا پر پا بزنجیر
سوِ کیلاس پہنچا صورتِ موج
شکستِ فاحشہ جکشون نے پائی

ابھی تک خیریت ہی چشم دل کھول
کہا وہ قربتِ آتش سے ہین دور
وہ دانا مرغِ مطلب کو یہ جانا
یہ کہکر نامہ بر کا سر تراشا
مہو ور دہ ہوم و تاریخ دہمارن
ہوئے دونون طرف زخمی سپاہ

ستم سے باز آ آفت نہ لے مول
سدا شیو کی حمایت پر ہین مغرور
پھنسایا چاہتے ہین دیکے دانا
وہ ہیں مثلِ خیارِ تر تراشا
دیے چھاسٹھ کرور افسر قوی تن
بناسہ وان وہ خون سے رنگ گلزار

ٹرنا راون کا کیلاش پر اور شکست دینا جکشونکو اور گرز مارنا کبیر جی پر اور پشپک بوان چھین لینا زبردستی



کبیرِ نکتہ ور سے ہو کے دلتنگ
ہوا زخمی وہ تاریخِ ستمگار
نگہبان تھے جو لی راون سے بل کر
گیا رن مین وہ دستورِ قوی بل

مقابل لشکر کو بھیجا پے جنگ
گرا سایہ کی صورت زیرِ کہسار
غضب سے دی اسے ٹھوکر اجل کی
کیا فوجِ ستمگاران کو پامال

زبس تھی آتشِ محشر کی تیزی
جو تھی بوی غضب آون کی تیر
وہ دستورِ کبیر صاحب قدر
غضب سے وہ ہوم رہ اپنے خنجر اگر

کہین نیزہ کہین خنجر کی تیزی
ہلا قصرِ کبیرِ تمکت ور ہین
ولیر و صاحبِ جرات تھا بس جبد
لگہ دستورِ دانا پر پڑا گرز

گدا اُس نے جو مارا ہوئے مغموم
گرک کر پھر درونِ خانہ پہنچا
سنبھل غفلت نہ کر بس ہوش مین ہو
مگر زور و پنہ تھا شاہ تنو مند
لیا پشپک تو آنِ انگشت سے سست
مریح نکتہ مین بولا کہ ای شاہ
کسی کے بل بھی چل سکتا نہین ہے
نہ دین سمجھو جو پشپک کو روانی
بُت سی خبر بس مینون تنو مند
دعا دی سکو نندی گن نے ای افسو
کہا اُن نے براہِ ہوشمندی
شہزادون نے پھر بد رد و سو کر
دبے دست بدو زیرین کوہ
بہت تھک تنگ اس عالم مین رو یا
شرارت سے جرأت کے حد کو پہنچا
چلا آخر رہائی پا کے دل سیر
کہا راون نے اسے سرمایۂ نور
بہت رو یا دعون کی مری جان
حسد سے ایک راچھس نے قضا را
ہوا راون یہ کہکر نکتہ پرداز
مری طاعت سے ہی عالم سرفراز
کہا تب بید وتی ذکر پس لب
اُٹھایا اُسنے ہاتھ اپنا جو یکبار
دعا دی یون لبِ شکر فشان سے
یہ فرما کر ہوئی فورا اُسی دم

گرا وہ ہو مرد لاور مچگئی دھوم
ستمگر خشیت و نے با کا پہنچا
کہ فقد بہ دعا آغوش مین ہو
گوارا تھے اُسے کب گوہر پند
چلا ہمراہ افواجِ سپہ سست
نہین تو اسکی خاصیت سے آگاہ
بغیر اُنکے یہ چل سکتا نہین ہے
بجھا دون لذتِ نامہربانی
سرِ کیلاس پر رہتے تھے خرسند
کہ ہو راچھس اسیرِ حلقۂ جور
یون اُس ست ہین وہی اقبارمندی
اُٹھایا قوتِ بازو سے کیلاس
بسے چشم و نظر مین شکلِ اندوہ
سراسر دامنِ غبار بھگو یا
نکل آئی جب سزا بد کو پہنچا
نہانِ عنصر کو کرتا ہو ازیر
مجھے کرانی جوانی مین منظور
پدر سے بحرِ مطلب کی یہی تھا
پدر کو عالمِ غفلت مین مارا
شباب اپنا نہ کھوا دی پہکر ناز
مفخر ہین حسینِ نکتہ پرداز
کہان مجھ اور کہان ذاتِ مقدس
بنا قدرت سے شمشیرِ شرربار
شادون گی تجھی باغِ جہان سے
کہ تھی نورِ جمالِ بھگوتی وہ

ہوا راون زلبس دل مین غضبناک
حقیقی قوتِ بازو سمجھکر
ہو کر اہلِ جہان پر ظلمِ جانکاہ
جٹا جھنجھلا کے گزرا ایسا جگر پہ
رُکا لیکن تو آنِ اوجِ ہوا مین
کبیرِ نکتہ ور کی ہے سواری
ہوا راون برنگِ زلف برہم
اُٹھا کر صورتِ قرطاس کی بت
ہمدو نے یہ کیا جبر آشکارا
اسی تن مین ہم اب ہوکر نمودار
نمایان ہو کے بطنِ آنجنی سے
ہوئے بر وصفِ جنبش جو جا سے
بہت سے دست و پا مارے سر ہست
سدا شیو جی نے کی عقدہ کشائی
تھا اُس مین جسکے فرمانی ہین سب
ملی صحرا مین اک دخترِ افراز
ہوئی گرمِ سخن وہ نکتہ پرور
یہ تھا عزم نہا ای خود فراموش
پئے لشن اب مین ہون گرمِ شباب
جری ہون صاحبِ خیل و خدم ہون
خیالِ لشن دل سے دور کر لو
دل الجھا یا جو طولِ گفتگو نے
سراسر حلقۂ گیسو کئے وہ
زمین سے ہو کے پیدا تا امل
سنا کر قصۂ دلچسپ سارا

کیا دستورِ دانا کو تہِ خاک
ہوئے گویا کبیرِ نکتہ پرور
ازل سے عمر ہے ظالم کی کوتاہ
غشی چھائی کبیرِ نکتہ ور پر
تعجب تھا دلِ اہلِ فنا مین
روش مین صورتِ بادِ بہاری
کیا یون عہد و اقرارِ مستحکم
پلٹ دون تختۂ کیلاس پر سے
کہ سب کو دشت مین چھتن کی مارا
کہ نیکی فوج سر کش کو دل افگار
بنایا صید اُسی صید افگنی سے
دبایا تب نے اک انگشتِ پا سے
رہا محوِ فغان شاہِ سیہ مست
تہِ تنگ آ کر فغان سے دی رہائی
ہوا راون دہ رو دو کی سبب سے
بہ اسمِ بید وتی صاحبِ ناز
کہ مین اک کی کھو کی ہون بہت مفتخر
جنابِ لشن ہی کیجے ہم آغوش
ملے تا نقدِ اعزاز و سعادت
جنابِ لشن ہی کس سے مین کم ہون
بچشم و سر مجھے منظور کر لو
مگر اک عہد سے کھینچا عدو نے
قہر کے رنج سے ابرا تھا چھٹے وہ
چراغِ نسلِ گردون کی تو اگل
ہوئی گویا انگشت نگہ سرا

جانا راون کا بیدوتی عورت کی پاس اور کھینچنا اسکے بال پکڑکر اور ہاتہ مین عورت کا بصورت شمشیر ہو جانا اور جلجانا



وہی یہ بیدوتی ہے نکوکار
پس از شادی جدا ہوکر مہاراج
وہان تھا اتفاقاً جگ کا آغاز
جوانان جری یکبار بھاگے
بنے یعنی جناب برہم جی زاغ
کہا راون نے جاکر اے خوش آہنگ
مقدم انصرام کار کیجے
سنا جب یہ تو بھیگی شیر دی بتھیا
غرض جوش تکبر سے بھڑکر
ہوا راون جہان مین پر شور
اودہ مین پھر شکار افگن گیا وہ
مخنث نسل کہہ نفسی مین تھا وہ

سری سیتا مہارانی کا اوتار
کیا لنکا کے سردارون کو تاراج
رکھیشر جو ملے تھے شرکت مین ہمتا
پریشان و تحشیم زار بھاگے
وہ سرپت بشکل طاؤس سیہ داغ
سمہل مین سر پہ آپہنچا از جنگ
نہ اٹھکر خواہش بیکار تھی جو
جما پھر پرستش چار ناچار
چلا آگے وہ منصور مظفر
کیے شامل سب شہنشاہان زور
بہ پیش راجہ انرن گیا وہ
ہوا جھنجھا کے سرگرم محاربہ

زمین سے جلوہ گر ہوکر بصد شور
غرض راون چلا با حسرت و یاس
عدو کے آمد آمد کا سنا غل
برائے حفظ جان حسب ضرورت
کبیر نکتہ بین جو با برن ہنس
اٹھا گرز گران لیکر وہ جرار
اٹھے جا سے تو ہونگے دست و پاشل
پکارا راون مفسد وہ مارا
شبیہ وا اندر و جمراج و برن سب
تہ دل سہم گیا شاہون ذی اقتدار
کہا جاکر کہ اے سردار نامی
لگے راجھس نما کر پنج زخمی

ہوئین قصر جنک مین جلوہ افروز
گیا پھر راجہ مروت کے پاس
برنگ بید کانپ اٹھے جنڈ و گل
بدل لی دیوتون نے اپنی صورت
بہ دانائی سب وہ کاگ و ہنس
کہا تب ہمنشینون نے خبردار
لیگا تیغ رانی سے بہ اچھل
مری طاقت کا شہرہ سنکو ہارا
ہوئی تسکین لیکر کا کن سب
کہ ہم سب ہین مطیع و حکم بردار
لکھ دیا لکھ کے وہ خط غلامی
پرست سارن و تاریخ زخمی

کیا بچہ جل گئے اک راون نے مارا
ہماری نسل ہیں سنگے سپہ رام
کہا دیکھا تمھیں کلفت ہی ور
مناسب ہے کہ اے شاہِ نو ہند
ستانی میں ہو بدنامی
انھیں مارو تو ہاں شہرت کی
کہا نارو فی جا کر جم سے احوال
سیاہ بے حساب نیک و بد تھا
پڑی جب کان میں اوس کے فریاد
کڑک کر برق سان کی بارش تیر
لیے تیر و کمان و ترکش و تیر
مجسم کال بھی خود ہو کے جوشان
چلا یا جم ذی خونریزی کا
خود دیکھی کال کی چشم غضبناک
تمر پایہ قوی راون نے روکا
مقابل جبکہ کال آیا تعب سے
گمر دل میں نہ بل آیا سر تو
ہجوم دیو مارا زہر گلگشت
دل اقدس ہوا جب
کہا ر جم سے بخوف خطر ہو
دگر بار تو ہو روان میں چل
ادھر تمل سنگے راون نے مچایا
بھری بانگ شور مارا ان کی جنگ
چلا آگے تو وان دیکھی نہ قوم
اوسی ان میں تھا سب پہچانا

پھنسا دام قضا میں تنہ قضا را
کر سنگے تیرا انجام اے بد انجام
سر وراک دل کو تم ان کو بلا تو
بگوش دل سنو کچھ کلمہ پند
یہ میں خود مبتلا ہو گردش دور
کہ جم کے قبضۂ قدرت میں ہو گا
ادھر سر پردہ جا پہنچا قوی بال
گنہگاروں پہ وقت شد و مد تھا
کیا سب تو گرفتاروں کو آزاد
ہوئی لیکن نہ کچھ پشیک تاثیر
شجاعت بارہ پر مانند شمشیر
میانِ رزمگہ آیا خروشان
کہ دشمن جامۂ تن میں ہوا تنگ
گرے غش کھا کے راچھس سر خاک
دکھایا چرخ آفت کا جھوکا
گئے تیر اس پہ سر جوش غضب سے
وہی تیور وہی چتون وہی خو
خرامان تھا میانِ امن و شت
زمین تھرائی کانپا تختۂ دہر
دعا جو وہ میری مانند سپر
پڑے دیکھ دہن خستہ شان میں
نصیب دشمنان جم کو بھگایا
کیا انکو بھی پامردی سے دنگ
دیتیوں کی بھی نہی کا گئی قوم
ہوا وہ بھی غریق آب خنجر

ہو وقت والسیں رو کر کہا خیر
ادھر راون اترا اوج ہوا پر
تمھیں پشپک دیکھا دل گیا ہاتھ
نہ دو ایذا البشر کو ای نکو ذات
و غا جم کر کبھی ہم جم سے کیجے
کہا ٹھنکو جاتا ہوں بہت خوب
عدالت کا وہاں تھا محکمہ گرم
خلائق تھی سزا وار تلافی
ملازم جم کے پہنچے صورت شیر
سنا جب قصہ و روداد برہم
جلو میں انکے اک فوج قوی بال
زمین کانپی فلک پر مچ گیا غل
وہ تھی چاروں طرف تیروں کی بوچھاڑ
وہ مارپیچ و دست ستارن و ہوم
تن جم پر براہ کینہ و شر
پڑی راون پہ ایسی ضرب کاری
رہا میدان ہی جا سات دن تک
ہوئی فوج جری جب زیر و بالا
بھری برچھا دیکھا جب کہ رنگ
مبادا اگرچہ جم سے خطا کی
سنا جب برہم نکتہ ور سے
چلا پھر بادہ تحویت سے جوشان
اڑا جا کر جناب سیس جی سے
غضب سے جا کے گونجا صورت شیر
منادی پھر گئی جب زیر افلاک

بلے گا خون بہا بے منت غیر
سری نارد ملے رستہ میں آکر
تحمل لشن و برہما کا گیا بھول
یہ میں ہر لحظہ پابند صعوبات
برن سے اندر سے یا جم ہی سمجھے
تائل ہو جوانمردی سے معیوب
مجسم تھی خلائق کی وہاں کرم
پے مجرم نہ تھی مشکل معافی
سراسر لشکر راون لیا گھیر
میانِ رزمگہ آکر جبے جم
غضب سے دونوں چشم سرنگیں لال
مثال بید کانپ اٹھی جزو کل
نمایاں تھے مہابلی کے آثار
گریزاں ہو گئے میدان سے معصوم
گئے اک لاکھ تیر جانستان سر
کہ تھی فوارہ خون تن سے جاری
دلوں سے وہم یکتائی ہوئے حک
غضب سے جم نے گرزا نیا سنبھالا
تو سمجھایا براہ عقل و فرہنگ
بظاہر ہو حقارت انتہا کے
ہوئے جم دفعتہً غائب نظر سے
سو تخت امتر ا پہنچا خروشان
دکھائے مار پیچ اپنے کجی سے
انھیں بھی ورباز و سے کیا
برن کی نوک میں پہنچا وہ سفاک

گئو دیکھی وہان پر اک خوش انجام
امرت اور چند رمان بہین ہویدا
چلا آئے گے وہ سفاک صف آرا
بصد جوش غضب کی بارش تیر
تن راون تھا گو تیرون سے غربال
غشی دیکھی زخمون پر جگہ جگہ ہی آہ
کہا کہدر و برن جی سو کہ آئین
مبان محفل برہما برن ہین
خبر آمد کی سنکر اشک ریزان
بھری شور نے دیکھا جب جو سرکش
بھری برہما نے سمجھایا بہ نرمی
عدو کا اختر قسمت ہو تمہارا اس
تحمل آگیا کار جہان مین
زمین و آسمان جب کر چکا سر
بشر کی جنگش کی یاد و تا کی
وہ سب گلچہ دہشت آ سار وان تھین
سو لنکا جو پہنچا با تجمل
یکایک سب تھا لنکا مین آئی
بنایا بیوہ دل گیر مجکو
عزیز و اقربا کے اہ او لی العزم
کہو دو دکھن کی ہمراہی مین دلشاد
یہ سمجھا کر بہ رسم خسروانہ
وہان پر سیکھ نا وصف شکن تھا
بدل ناخوش تھا فرزند گرامی
خباب شکر بولا اے جہان گرد

باسم پاک سر بھی شہر و تمام
غرض ہین چار دہ تن اس سے پیدا
برن سے کے حکم برداروں کو مارا
کیا لا لکھون ستمگارون کو نخچیر
لگا انکھین می حرمت سے تھین لال
اٹھا کر لیکئے گھر کو ہوا خواہ
ہو طاقت ہو تو اکر منہ دکھائین
فقط یان تمامی کار کن ہین
برن جی ہوگئے گھر سے گریزان
کمال غیظ سے برسائی آتش
سنائی خبر اعظم کی گرمی
ذنب آ سا گیا بھر چند رمان پاس
بڑا غوغا زمین و آسمان مین
بھر النکا کو منصور و مظفر
اڑائی فتنہ مین نختر جو تا کی
غنا دل کی روش محو فغان تھین
بغلگیری کو تو ڑے سے جز و کل
دو ہائی دی کے سر پر خاک اڑائی
دکھایا غم یہ بے تقصیر مجکو
سنا سائی نہین رہتی دم رزم
خوشی سے کر تو ڈنڈک بن کو آباد
کیا خواہر کو صحرا مین روانہ
تیشا کر کے سر گرم ہون تھا
خباب شکر جی تھے اہتمامی
جو انمردون کے ہوتے ہین جو انمرد

اسی کے تیر سے پر جرتر ہے
سلے درشن تو بر گریبان پھر اودہ
برن کے جملہ فرزندان نامی
عدو کا منہ و غنا مین لڑکے بھیجا
وہ مارے ناوک آتش سے دست
ہٹا جب خوف سے شرلا کو سے لڑکے
درون قصر سے آئی یہ آواز
سنا جب یہ راون نے کیا شور
یہ کہکر عرش پر بیتاب پہنچا
کہا اسکو سزا سے بر بلا دون
مطیع حکم بر جھلتے تھے وہ بہوش
قمر نے دفعۃً چمکائی سر دی
بسری برہما و سمجھایا بصد ہوش
ہزارون نازنینان نکو کار
کسی نے بل کیا گرشل شمشیر
دعا دیتی تھین سب با جان ناشاد
پرستش راجپسون نے کی ادب سے
کہا شوہر مرا میدان مین مارا
کہا راون نے پھر ہی انکو ذات
نہ ہو محو فغان اب بیکسی سے
دیت چودہ ہزار انکو نسے تیری
کمال رحم سے وہ صاحب بزم
برنج و صندل سائیدہ عود
غرض دیکھا جو راون نے پسر کو
پسر تیر اجری ہی چشم بد دور

باسم چھپر سا گر مشتہر ہے
قدم پر انکساری سے گرا وہ
گئے وان لیکے اک فوج گرامی
نمود دہوم و ستارن کو گیسر
گئے سب ہو کے فرزند برن پست
برن کے در پہ جا پہنچا اکر کے
عبث ہی شور و غل اے فتنہ پرداز
غضب کا فی الحقیقت ہے مر ازور
قریب مہر عالمتاب پہنچا
ضیا سے جملہ خلقت کو بچا دون
دیا راون کو اپنا حلقۂ گوش
زمین آسمان تک پہنچی صدا دی
ہٹا یا ماہ عالمتاب کا جوش
زبردستی سے کین لنک پہ سوار
کیا اسکو اسیر حلقۂ تیر
یہ ہونرن کے سبب سے خانہ برباد
ملا در جے بہ در جے جا کے سب سے
کیا ہمشیر پر جبر آشکارا
خطا کی مجھسے یہ سرزد ہوئی بات
خطا کی مینے نادانستگی سے
کرینگے روز و شب فرمانبری
ہوا رونق فزائے عرصۂ بزم
سرانجام پرستش سب تھا موجود
خوشی دل کو ہوئی توت جگر کو
ہر سمت اسکی نزدیکی سے ہو خور

چھہ جگ انہو کے ایسے جہان مین
حصولِ مُدعا ہے دلنشین ہے
عنایت شمبھو نے لا انتہا کی
وہ رتھہ بخشا جو اُڑجائے ہوا پر
دسیت اور دیوتون مین نیز ربل بہی
غرض اُس جگ نے جب انجام پایا
مچو توڑی غیر زن چھینی بصد جور
پرستش مین اُدھر تھا راجہ مین
یہ مضمون جب بھبھیکھن نے سنایا
مسلح لیکے سب فوج خوش آہنگ
سگ و بہارن ست صف شکن سیاہ
کہا گو طعمۂ شمشیر کیجے
سپاہے ہنگامہ امرا ہتی ساتہ
سپاہے نظارہ لطفِ شبِ ماہ
قضارا اپسرا اک اُرکسبی نام
زبس رو رو کی تب اُسنے فریاد
بہو باطن مین ہو وحشت مجازی
ہوئی وہ پیش نل کوبر روانہ
عروس درد کا نظارہ ہو جاے
ہوئی شہرت غریقِ قلزم یاس
پے قتلِ شہنشاہ زیان کار
جواب صاف شہرت نے جو پایا
جوانمردون کے دل پہنچے خروشان
مسلح جگشش اور گندہرب کنر
گئے جگشون پر اُسنے وار پردار

کہ ہے شہرت زمین و آسمان مین
مبارک ہو بس اب جگ ساتوین ہے
خوشی سے تامشی مایا عطا کی
نظر سے ہو نہان بُرجِ سما پر
عداوت ہے یہ بارور ازل سے
تو راون قصرِ سلطانی مین آیا
تری خواہر اٹھا کر لیگیا اور
مین گھر بیٹھا ہوا کرتا تھا جل مین
شہِ راون غضب غصہ مین آیا
کرون امراتی مین اندر ہی جنگ
سُہائی سیکہ نا داور کمبہ کرن ساتہ
نہ مجکو ہوؤہ دل گیر کیجے
لیا آمدہ کو بصد ذی ہمتی ساتہ
خراماں وقتِ شب نکلا وہ بدخواہ
نسیم آسا روان دیکھی گل اندام
نہ لی حرمت مری اے خانہ برباد
نہ ہو باہم براہِ فتنہ سازی
سُنایا ظلمِ راون کا فسانہ
سرِ آتش وہ ہین صد پارہ ہو جاے
گئے مضطر جنابِ لچھمن کے پاس
ہے کھینگے جا کے ہم سنجگ مین اقتدار
گریبانِ الم مین سر جھکایا
برنگِ قلزمِ زخار جوشان
چلے جوشان برنگِ قلزمِ تر
ہر اک جانب سے کی تیرون کی بوچھار

ہر اک نے درجۂ انجام پایا
مگر یادش بخیر آئی بہت خوب
برائے فتح بخشی اسکو بردان
ہوا تب حرف زن شاہِ بدانجام
ہمارے دشمنو نکو اسے اولی العزم
بھبھیکھن نے کہا اے نکتہ اندیش
گیا جب تو پے صیاد ہر ہام
دسیت مدھ نے براہِ حیلہ سازی
کہا دل مین کہ مارون مدن کو چل کے
یہ کہکر دو ہزار اکچھوہنی فوج
ذرہ بکتر پہن جو پہنچا لے کے شمشیر
سُنا جب یہ تو بازآیا جفا سے
چلی جوشان برنگِ ابر تر فوج
بہار جانفزا تھی آب جو سے
مدھ نے دفعتہ کھینچا بغل مین
مین نل کوبر کی روح حکم جو ہون
مگر راون جو تھا آلودۂ جوش
دعا دی پھر جو یہ شاہِ جفاکوش
چلا لشکر غرض منزل بہ منزل
جناب لچھمن جی شرت سے بولے
ابھی اقبالِ راون اوج پر ہے
ہوئی آمادۂ پیکار سے فوج
ہجوم دیوتا پہنچے مدد کو
شمالی نام راجہ جس تھا اولی العزم
مچا محشر یہ میدانِ جدل مین

ہوا مطلب بخوبی نام پایا
قریب ختم ہے کار خوش اسلوب
دیا دسیت مبارک سی دہنک بان
کیا تم نے یہ کیا اچھا نہان کام
دیے آتش جگہ بخشی سر بزم
مثل ہے چاہ کن را چاہ درپیش
برادر کمبہ کرن کرتا تھا آرام
اڑا لی تیری ہمشیر مجازی
ستمگارون کو دونون کی اجل کے
چلا لیکر وہ جوشان تیغ رنجوج
قدم پر گر پڑی راون کے ہمشیر
کیا راضی قبولِ مدعا سے
ہوئی خیمہ فگن کیلاش پر فوج
بسا تھا بن گل و ریحان کی بو سے
کیا اُس نقش الفت کو عمل مین
اُبھیر نکتہ پرور کی بہو تھون
ہزل سمجھا سراسر کلمۂ ہوش
کسی زن نے سنی زیر دستی ہو مدہوش
ہوا امراتی مین جا کے داخل
زبان سے دفتر گفتار کھولے
ہمین خود در گذر مد نظر ہے
طلب جگشون کو فرمایا بصد جم
ملا ہے مین تا فساد شدہ
جما جا کر میان عرصۂ رزم
ہزارون سو گئے نوشِ اجل مین

ہوا بارے ہنسائی تو وہ کُھاک
جیندہ اک تھی سری سترجیت کو فرزند
عدو نے فولک آتش جو مارا
جیندہ نکتہ دان کو جب ہوا ہوش
عدو نے جوش مردی سے فضا
ادھر راون ہوا خود رتھ پہ سوار
کہ مندر سے اُڑا یا چل تلک تو
صفیں جنگجوؤں کی یکسو سے کرون صاف
خروشاں رزمگہ میں صورت پیل
میان قصر تن کا نپتو دل
صف راچھس کو یورش کر کے مارو
عدو کو حلقۂ لشکر میں گانسا
وہ مارے تیر آتش بار تن پر
ہوا خاص پر چڑھ کر اڑا وہ
کبھی غائب ہوا اوج ہوا پر
سوا اصل ابر آپت بصد اوج
عدو لشکر جو غائب تھا نظر سے
اُسے دم کر گئے سترجیت کو گرفتار
سپہ میدان براو عقل و تدبیر
غرض راون بجا گر شادیانہ
سپاہ و اندر با دھر سب رزمان
سو لنکا راکین لگے سب تیار
کہا غالب جو سترجیت پر ہوا امام
کہا مقصد ملے میں ہمت نہ ہارون
ہوا کہ ہو جو فارغ اسے نکوکار

لباس رزم کی تن سے ہوا چاک
میان رزمگہ آئے تو مند
ہوئے زخمی جیندہ نکتہ آرا
میان رزمگہ پہنچے بصد جوش
مخالف کو کیا زخمی قضا را
سر گردش میں آیا چرخ دوار
نہ رنگ جانا کہیں پر کر کے شنک تو
جہاں میں قاف سے شہرہ ہوا قاف
کیا سیدھا برابر ہفت صد میل
کسی کا منہ نہ تھا آئے مقابل
پکڑ تو باندھ تو ہمت نہ ہارو
شکار تو کو دانائی سے پھانسا
کھلائے زخم دامن دار تن پر
صف شاہی پہ تیغ آسا مڑا وہ
کبھی پنہاں ہوا برج سما پر
سری سترجیت پہ چلا جوشاں فوج
ہوا صدمہ نہ تیر تیر پر سے
نظر سے ہو گیا غائب نگونسار
کیا سترجیت کو بیٹے پابزنجیر
ہوا لشکر سے لنکا کو روانہ
ہوئے میدان ابر سا گریزاں
لگے بڑھنا جناب جھی ناتھ
ترا ہوا اندر جیت سو جس سے نام
مقابل دیوتا آئیں تو ہارون
اگن سے ہو گا رفتار اک رتھ نمودار

کیا لشکر نے جب جام اجل نوش
رہی آویزش کا بل ہمت پر
ترقی پر تھا گو اوج سری اندر
رہی پھر بارش آہن و دم چند
ہوا ان خوشنما پر چڑھ کے سترجیت
مسلح خنجر و تیر و کمان سے
مری رتھ کو کمال اوج سے جلد
مطیع حکم نے رتھ کو کیا خیز
کیا دم بھر میں لاکھوں کو تہ تیغ
کہا سترجیت ذہاں اے اہل شمشیر
سپھداروں نے آئین سلف سے
دکھایا جوش پا مردی سر دست
ادھر وہ میگھناد فتنہ ایجاد
زبس لشکر ہوا پابند خواری
فلک سے اس کی تیروں کی بوچھاڑ
ہزاروں سر کٹے تیر شرر ریز
چھلاوہ کی طرح ارکر وہ کی جست
کہا راون نے اسے سردار نامی
مبارک فتح و نصرت باد دل شاد
سپاہ و سرکشاں جوش خوشی سے
ہجوم دیوتا نے تب کیا غور
صفت کی میگھناد صف شکن کی
ہوئی شہرت تری ای صف آرا
کہا اچھا اگر شرط یہیں ہے تو بکسہ
اسے پر چڑھ کر گر جا ہی سے رزم

غضب سے میگھناد آیا بصد جوش
ہوئے مطلق نہ شل وہ نون و قرار
نگر بس پا ہوئی فوج سری
دہان زخم تھے محو شکر خند
ہوئے خود حملہ آور بڑھ کے سترجیت
یہ فرمایا گرگ کر کو جوان سے
روان کردو میان فوج سے جلد
چلا راون برنگ آتش تیز
سر میدان تھی آفت کی گھٹا
کرو راون کو زندہ پابزنجیر
کیا راون پہ نرغہ ہر طرف سے
سری سوراج نے دشمن کو کیا پست
زبس تھا ماشی مایا کا استاد
ہوئی غفلت سپہ راون پہ طاری
میان رزم سہم اٹھے کہ اندر
ہوا میدان ہیجا آتش انگیز
سر اوج پہ جا پہنچا سترجیت
ظفر ہر دم ہو پا بوس گرامی
قدم سے کیجیے لنکا کو آباد
بھری سب کشور امرا بیچی سے
کہ ہوا آزاد سترجیت کسی طور
شجاعت کی اکڑ کے بانکپن سے
مگر شہرت ہو مجلس سے ازاد
ہے محو پرستش دل نیک
مظفر ہو سدا ... سحر عزم

کسی دن غرق اگر آیا ہوں مین — شکست خاطر بیتاب ہر دن مین
ہوئی سب یہ تون کو شادمانی — ہوا حاصل متاع زندگانی

جدا ہونے الغرض باخاطر شاد — کیا انکو نیت کو خود مجلس سے آزاد
سنا کر دیگئی راون کی باری — الگست تختہ مین گھر کو سدہاری

جانا رام چندر کا اگست جی کے مکان پر اور نورتن نذر دینا اُنکا اور بیان کرنا ذکر ایک راجہ کا رام چندر سے اور ذکر راجہ ڈنڈ اکچھواک کے فرزند کا شکر جی کے بیٹے سے مباشرت کرنا اور سراپ دینا اُن کا

سہری گھبرا دہر بھی حسب الطاف — سخن مانند آئینہ ہو شفاف
مہا من پہول اُٹھی جوش طرب سے — دیا آسن بہ بخشش کے ادب سے
جناب رام جی بولے کہ بس بس — مین ہون ممنون احسانات اقدس
بسم نار محبت گو کہ ہے تیز — اگر مالا برہمن سے ہے پرہیز
کرے بھگت آرپن جو شے وہ لیجے — متاع فخر فیاضی سے حق بھیجے
مگر کیسے زبان در فشان سے — یہ جنس بے بہا پائی کہان سے
شجر پہولے پہلے سرسبز و تازہ — رخ ہر برگ پر شبنم سے تازہ
کنار چشمہ اک کاشانہ دیکھا — پڑے انسان عجب بتخانہ دیکھا
میان چشمہ اک لاشہ روان ہے — مسلسل ہر جگہ ہر استخوان ہے
بوان زر سے اترا وہ وفا کوش — نہا کر لاشہ انسان کیا نوش
کہ ہو نہین نسل شاہان کہن مین — تپسیا کے لیے آیا تھا بن مین
مگر تپ مین بھی صید افگن رہا مین — کہ تھا پابند فکر اشتہا مین
بھم گو جملہ سامان طرب تھا — بہ فرط اشتہا پر جان بلب تھا
اگست آ نکلے اُس بن مین قضا را — نیم کلفت سے بخشین کے کنارا
اگست نکتہ بین بولے کہ اے رام — چیر تر اپنا کیا شہ نے جب انجام
دیا بازو کا اپنے نور تن بھی — بہ دانائی ہوا یون حرف زن بھی
کرم بخشی سے اے اہل کرامات — سری پر جہانی بخشی تھی یہ سوغات
جناب رام جی یون بر سر حال — مفصل کیجیے کچھ اُس بن کا احوال
کہا اک راجہ عالی نسب تھا — جہان مین اکچھو اک اسکا لقب تھا
پسر اک تھا مین مشتاق ستم تھا — برنگ برق گردون بر قدم تھا

سہری رگھناتھ جی اکدن قضا را — گئے پیش اگست نکتہ آرا
ادا کی میہمانی با دل نیک — غرض تھی نور تن لاکر دیا ایک
مین نسل چھتری اور برہمن آپ — نہ تھوڑی بن شتہ سہم کہین آپ
کہا کار جہان ہر آپکے ہاتھ — کہو تم تھی حقیقت کچھ بھی نا تھ
نہین جنس گران یہ تحفہ اغیر — قبول آرزو سے کیجیے کہا خیر
کہا اکدن مین نکلا بہر گلگشت — ہوا وارد میان دامن دشت
سر دیکھا اک تالاب معقول — بہ شکل مختصر سنو کوس کا طول
رہا مسکن مین بان رہی جب ہوئی رات — سحر کو ہر طرف اک دیکھا طلسمات
بوان اک عرش سے اترا قضا را — سوار اُسپر تھا اک مرد دل آرا
ہوا حیرت سہی مین مستفسر حال — تو بولا وہ شہ فرخندہ اقبال
جدا سب کرکے ملک و مال منز — ریاضت کی ہزارون سال جینے
رہی جب قید عالم سے رہائی — جگہہ تب کشور شہر تہن مین پائی
سہری بر جہانی فرمایا بصد ہوش — وہی لاش اپنی تو عالم مین گو نوش
اُسی دن سے گرفتار الم ہون — غریق بحر زخار الم ہون
کہا مجھسے مرا اپکار کیجیے — کرم بخشی سے بیڑا پار کیجیے
جو شے چاہو ابھی اُس سے بہم ہو — حصول دولت و جاہ و حشم ہو
غرض اوج نجوم بخت سے وہ — چھٹا فوراً عذاب سخت سے وہ
وہان وہ مسکن نایاب کیسا — وہ خلوت گہ لب تالاب کیسا
میان قصر شاہی تتو بسر تھے — نہال دستمندی کے ثمر تھے
دعا ہے بد سے گھٹکا تھا سرا نام — لہذا شہ نے ڈنڈ اسکا رکھا نام

کنارِ کوہ نبد اچل بسا وہ
پئی دیدارِ سکر اک دن قضا را
وہاں دخت اُنکی آرجا نام دیکھی
کہا الفت سی مین بھی چشم تر ہون
وہ نادان جوش مین بادل ساگر جا
وعادی غرقہ بحرِ الم ہو
مکانات و مکین ہم بھر مین پست ہون
کنار آرجا سی جا تو بھی وہین رہ
ارزن کی نام سی شہرت ہوئین گی
جناب رام یہ سنکر فسانہ
خیالِ جا نکی شام و سحر ہو
بفیضِ رام سیتا بارور تہین
ہوس حسب شئی کی ہوای حنا جو
کہا اک ہی ہوس ای دانشِ آگاہ
وزیرون سی کہا ای حسب حنا فکر
کہ سیتا جی رہین راون کی گہر مین
بلایا غمگسارانِ کہن کو
رہیا صحرا نشین ہون مدت چند
شہادت اُنکی عصمت کی جو چاہے
کہا وامان عصمت مین نہین داغ
اُسی بن مین نہین چہوڑو سحر گاہ
بیان فرما کی باری حیلہ گشت
کنارِ گومتی جی پر ہوئی شام
کنارِ چشمہ گنگ اکی پہنچے
جو دیکہا چشم تر سیتا تہین دانا

بنا حاکم بعہدِ عقل رسا وہ
گیا بن مین وہ سلطان صف آرا
حسین و دلبر و گلفام دیکہی
مگر پابندِ ارشادِ پدر ہون
زبردستی ہوا ہمدوش ارجا
کہ ملک اُس خانہ ویران کا عدم ہو
بنی بستی وہ صحرای کفِ دست
پریشان مضطر و اندوہگین رہ
جماعت وان ہو مرغانِ چمن کی

جناب شنکر کو کامل جو پایا
مہامُن اتفاقاً گشت مین تہے
کہا شہ نی مجہی ہمدوش کر تو
کیا دل مین مگر عزمِ نہانے
مہامُن بن سی جب آئی تو دیکہا
کہا تر چپ سی باچشم غضبناک
عمیق اک دشت مین ہو جا بالا
جو ہون رونق فزایان چمن رام
انگشتِ نا منور بولی کہ ای رام

لچہمن جی کا سیتا کو صحرا مین چہوڑنا رامچندر کی حکم سی

کہ خود پابندِ آئینِ بشر تہین
ابہی ہو قصرِ سلطانی مین موجود
رگہون کو بن مین یہ جو حسب دلخواہ
اجودہیا مین مرا ہوتا ہی کیا ذکر
رکہا پہر اُنکو نور آسا نظر مین
بہرت لچہمن جناب شترہن کو
زبانِ طعنِ خلقت تا کہ ہو بند
ہجومِ دیوتا سنی دے گواہی
بری آسیبِ صرصر سی یہ ہی باغ
جہان ہین بالمیکِ نکتہ آگاہ
چلی سیتا کو لیکر جانبِ دشت
ہوئی دونون فرو کش بہرِ آرام
برنگِ موجِ تر لہرا کی پہنچے
کہا رقت کا باعث یہی جانا

کسی دن اُنسی یون بولی مہاراج
نکالین دل سی خارِ حسرت و غم
سیا کی سن کی تقریرِ خوش انجام
کہا سب مدح مین شنکر کی ہین
ہوئی جب یون اراکین بر سرِ قال
کہا مجکو یہ دل سی ہی منظور
کہا لچہمن جتی نی ای مہاراج
تعجب ہی کہ دل مین شک ہی باقی
مگر اب مصلحت بہتر یہی ہے
برادر سی سُنی جب کلمہ ہوش
رگہون کی واسطی سیتا کی یکسر
چلی وقتِ سحر پہر جانبِ دشت
ہوا لچہمن کو جوشِ بی قراری
فراقِ رام مین درد جگر ہے

بذوقِ دل کرو اپنا بنا یاد
نسیم آسا خرامان دشت مین تہے
مئی جامِ محبت نوش کر تو
کہ تون اس سی ہتیاع کا سرا نے
کہ سنگِ تفرقہ گردون نے پہینکا
کرو اوجِ فلک سی بارشِ خاک
نظر آئی سراسر عالم آب
تو ہو آبادی وحش و دد و دام
وہی میدانِ دیرینہ ارزن نام
ہوئی بن سی اجودہیا کو روانہ
جمالِ بہگوتی پیش نظر ہو
بیانِ مدعا مجہسی کرو آج
تمنا میسر ہی آپکا پورا کرین ہم
شوِ دیوانِ عام آئی سیرام
مگر بعض اہلِ دانش طعنہ زن ہین
غضب سی چہرۂ اقدس ہوا لال
کہ سیتا کو وطن سے کیجیی دور
خلافِ عقل کیا ہی مصلحت آج
سیا سی کچہ غبار اب تک ہی باقی
رضا ہی خاطرِ مضطر یہی ہی
ہری لچہمن ہوئی کشتی مین سوار
لیا گہر سے لباس و زیور و زر
بہار آسا ہر اک شو محو گلگشت
ہوا ابحرِ سر شک آنکہون سی جاری
اسی سی چشمہ آسا چشم تر ہی

نوض کشتی منگا کر پار پہنچے
سیتا نی سن کی پیرہن کیا چاک
طپش دل میں ہوئی تہا دم سحر
ادہر سیتا کو ہوش آیا جو باری
جگر میں سر بسر شور نہانی
گہسا صندل صفت لوح جبین کو
عبث ہی سب خیال لا ابالی
سدا سیتا کی غم خواری کرو تم
رہو دل سی محافظ تن کی صورت
سومنت نکتہ پرور کو چا ن تہا
سیتا کو رام نی گہر سی کیا دور
ہمری لچھمن تمہیں او تسر من کو
سبب پوچہا تو یون بولا وہ دانا
سپے آگاہ ہے غیر آخر کار

میان دامن کہسار پہنچے
گرین فرط غشی سی بر سر خاک
پی سیتا جگر مین شدت درد
تو نہری صدمہ قوت سی ماری
تن نازک پہ بار نا تو انی
خبر دی بالمیک نکتہ بین کو
نہین تہتی کبہی شی ہونی والی
تہ دل سی وفا کاری کرو تم
رکہو دامن مین خوشدامن کی صورت
رفیق دسرت عالی مکان تہا
اسی پر شیشہ خاطر ہوا چور
جدا کر دین گی دونون بصد شکو
نہ کبہی گیسو مضمون مین شانہ

وہان رو کر بہ فرط بیقراری
ادہر لچھمن نہایت آبدیدہ
بغل مین فرط غم سی دل و بازو
کبہی صحرا کو غمگین ہو کی دیکہا
رکہی شمشیر بن مین آنکہی قضا را
تہامن سنکی آپہنچے خرامان
رگہون کی استری ان تینون جو بچہ
پرستش سی بخیر انجام ہو گا
سری لچھمن پہرے زیر شجر سی
کہا اسنی گذاری رایگان ہی
اسی صورت سی اور اب گل کہلینگی
سنا جب تو لچھمن رہ گئی دنگ
سماعت سی حصول درد و غم ہی

سنائی داستان لچھمن نی سارے
پہری سو وطن دامن کشیدہ
ہوئی زیر شجر گرم نظارہ
زمین دیکہی فلک کو رو کی دیکہا
تو دیکہا جلوہ نور دل آرا
کہا مضطر نہ ہو ای پاکدامان
کہا سب سی کہ ای سرمایۂ جود
حصول دولت و آرام ہو گا
خروشان شدت درد جگر سی
ابہی کیا کیا نہو گا دل کہان ہے
نشان جادۂ فرقت مٹینگے
ہوا تن پر لباس زندگی تنگ
پی افشا مجہے شہ کی قسم ہی
قسم کہائی سری لچھمن نی ناچار

ذکر جنگ دیوتا اور رچھپون کا سمندر کی متہنی سی اور چکر مارنا بشن کا بہرگ جی کی استری پر اور بد دعا دینا بہرگ جی کا زبانی سومنت کی روبرو لچھمن جی کی رتہ میں

سری رگہنا تہجی وقت کرم ہی
شہنشاہ اودہ اک دن قضا را
کہا شہ نی کہ گو دولت زبس ہے
دیت اور دیوتاؤن نی بصد شور
ہوئی لاکہون دلاور تودہ خاک
وغا مین علم کی بل سی قضا کار
ہی دم اسکر کو میدان سی نکالا
زبس تہین سکر کی ما در ہی آشنا
غضب سی بشن نی تب چکر مارا

دل مضطر اسیر درد و غم ہے
گئی بیٹہ شست نکتہ آرا
پی بخت جگر جوش ہوس ہی
متہا اہر اکی جسدم قلزم شور
ہوئی زخمی جو اسمر دان سفاک
دیتون کو جلاتی تہی وہ ہر بار
پکڑ لائی بہ راہ عقلمندی
وہی تہا علم جان بخشی اسکی یار
تن و سر گر پڑی ہو کر دو پارا

سومنت نکتہ بین محو بیان ہی
خرامان آگی دربار سی روز
ہوئی گویا وہ دربار سا مہاراج
پی تقسیم اشیائی فراہم
دیتون کی گروہ ان سکر بہی تہی
ہوئی سب دیوتا شبہو سی شاکی
جناب سکر کو شبہو بصد جوش
لگین وہ بہی جلا دینی بدستور
دعا دی بہرگ جی نی آخر کار

زبان سی کاشف راز نہان ہی
ہوئی بزم طرب مین جلوہ افروز
کہا اک دو رتہجگ کی سنو آج
ہوئی جنگ عظیم آخر کو باہم
جو فرزند جناب بہرگ جی تہی
بڑہا تب دل مین جوش بشن نا کی
دہن مین رکہہ کی فورا گی روپوش
ستمگرون کی منہ پر چہا گیا نور
تمہارا جسم خاکی مین ہو اوتار

جہان مین استری کا غم ہو تم کو
ہماری طرح سی ماتم ہو تم کو

یہ کہکر بولی دربا سا مہاراج
کہ ای شاہ اودھ بخشندۂ تاج

پسر تین اور ہونگی نازک اندام
بھرت لچھمن جناب شترہن نام

پھرین گی دشت مین با دیدۂ تر
حقیقی سب جدا ہونگی برادر

سری لچھمن یہ قصہ جس کی سنا
ہوئی ملک اودھ مین جلوہ آرا

سنا جب ماجرا دلمین اٹھا جوش
چھٹی دل سی عنان طاقت و ہوش

کہا لچھمن جی نی دست بستہ
نہ ہو بار الم سی دل شکستہ

طلب مین ہی سراسر اصل درد
زیادہ طعنہ زن ہونگی زن و مرد

خوشی سی تم کرو تیاری بزم
شہو دیوان عام آون یہ عزم

جہان مین راجہ نم نی کیا دھرم
تو کیسی سختی مشکل ہوئی نرم

نہ بس ہو حسرت دیدار مادر
جدا ہو مجمع خویش و برادر

وہی مضمون بروی کار ہوگا
تری گھر تین کا اوتار ہوگا

بڑی سب سی جناب رام ہونگی
ہمیشہ مورد آلام ہونگی

سومنت نکتہ دان بولا کہ لچھمن
یہ ہی راز نہان جیسی بھرت و شترہن

جناب رام سی با جان ناشاد
کہی سیتا مہارانی کی روداد

سری لچھمن سے فرمایا کہ جاؤ
ابھی بن سی سری سیتا کو لاؤ

فراق بی سبب کو لادوا ہی
رکھی پر مستقل رہنا روا ہی

سنا جب یہ تو ہوش آیا کہا خیر
کئی دن سی مین ہون باجالب خیر

مناسب ہی کہ دھرم اپنا جاے
کرم بخشی سی کرم اپنا کیے جاے

کہا لچھمن نی یہ کیسی ہی روداد
زبان صاف سی کبھی کچھ ارشاد

بیان فرمانا رامچندر کا لچھمن جی سی چرتر راجہ نم کا اور پیدا ہونا بششٹ جی اور اگست جی کا

سری رگھبر کرم شام و سحر ہو
جمال مطلب دل جلوہ گر ہو

خرد ور راجہ نم تہی جہان مین
مشرف تہی ہماری خاندان مین

بششٹ نکتہ پرور ستی کی عرض
کہ آپ انجام سب کردین مرا فرض

فراغت جبکہ مین سے یگیہ پاؤن
تمہین آئینۂ مقصود دکہاؤن

بچشم و سروہ آپہنچی پی جگت
ہزاروں سال تک کرتی رہی جگت

فلک سی عالم فانی مین آئی
شتابان بزم سلطانی مین آئی

جناب بھرگ سرگرم ہون ہین
رکھیشر ہر طرف جلوہ فگن ہین

دعا دی یہ غضب سی آخر کار
یونہین سوتا رہی شاہ نکوکار

مہاراج آپ نی دیکھا نہ بھالا
مجھی کیون ورطۂ آفت مین ڈالا

ہوئی دونون دعا ہی کی اثر مین
پھنسی گویا صعوبت کی قفس مین

کہا بی جسم دل اندوہگین ہے
مجھی کچھ طاقت جنبش نہین ہے

غرض پیش برن آئی دو دو
کہ دی شاید چراغ آرزو کو

امیدم اپسرا اک اربسی نام
لب دریا ہوئی اگر سبک گام

جناب رام ہین یون بہر قال
کہ اب ان راجہ نم کا سنو حال

جو تہا جوش کرم بخشی زیادہ
کیا تیار سب جگ کا ارادہ

کہا پہلی سی ہی اک مجکو پیغام
کیا ہی اندر نی جگ کا سرانجام

جواب صاف جب پایا سر عام
دیا تب بھرگ جی کو نم نی پیغام

ادھر جب اندر کی جگ سی قضا را
ہوئی فارغ بششٹ نکتہ آرا

یہان دیکھا تو سلطان سو رہا ہے
سرانجام پرستش ہو رہا ہی

رہی تمن وو بہر تک محفل افروز
مگر جاگا نہ سلطان دل افروز

مگر جب راجہ نم کو ہوا ہوش
کہا اگر مہاتمن سی بصد جوش

ملی تمکو جزای خشمناکی
رہی دم اور فنا ہو جسم خاکی

بششٹ نکتہ بین تب ہو کی مضطر
گئی پیش برہم نکتہ پرور

کہا گو ہو ہماری جسم مین تم
دلو بہر اور برن کی تن مین

برن تہی اسگھڑی سرگرم شنا
وصال شاہد عشرت کا تہا دھیان

برن جی نی یہ فرمایا بصد جوش
خوشی سی مجھسی ہو اگر ہم آغوش

کہا سُنی کہ نا ممکن ہی یہ کام
نکالا پھر نہ منہ سی گوہر حرف
کہا سورج نی ای و عذر فراموش
یہ فرما کر بہ راہ دانش و پند
ہوئی زان پیش لچھمن سست خاجو
جناب بہرگ جی نی بہرنا کام
کہا سب یو تو ان نی ای شہنشاہ
منا پھر بہرگ جی نی لاشہ شاہ
لچھمن کو ولی کہ سلطان نی خطا کی
تمہین سمجھو کہ جب بن کو چلی ہم
کہا لچھمن نی وہ کیونکہ ہی مذکور
سہری رگھبر ادہر ہی لطف پر تکلف
سہری رگھبر براہ ہوش و تدبیر
وہ بانوی کلان تہی نکتہ پرور
فقط ایک ایک دونون کی پسر تہا
کدو کاوش بہم رہتی تہی ہر روز
سدا دست پر ہی و جان بالب ہون
دعا دی جگ سنگر نی بدیدہ زار
کیا ضبط غضب از راہ ادب سی
شتاب اپنا عطا کر ایکو دستند
پڑہو نی لیکن آئین وفا سی
کہا پرسی کہ ای طفل ملالم

انہی پہلی سی ہی سورج کا پیغام
برن نی تخم تر رکہا نہ ظرف
کہی تو نی برن سی کلمہ جوش
اُسی تخم مین وہ تخم اپنا کیا بند
بنا ہی فیض بخشی بحر بہبود
کیا جگ کا نیتی سر سی سرانجام
طلب کیجی مراد حسب دلخواہ
ہو امید اجنگ طفل نکو خواہ
بشست نکتہ بین کو بد دعا کی
بہرت سی تخم ہو ئی کیا کیا نہ برہم

وہان سی جب فراغت کر کی اُٹھ دن
ادہر وہ ارقسی تپاب پہنچے
خطا سی اپنی تو با جان ناشاد
غرض دونو کی تخمون سی قضا را
ادہر تخم نی دعا سی بد ہی پہل سی
امید دل بر آئی مٹ گیا غم
کہا مردم سب آنکھوں سی کرین پاس
جناب رام فرماتی ہین لب سی
کہا ہان فی الحقیقت سچ یہ سب ہے
گر ہان ایک نی ہنسنے کیا کام

بیان فرمانا رام چندر کا چتر راجہ ججات کا

ہوئی لچھمن سی یون سرگرم تقریر
جناب سنگر کے درخت مفخر
نہال مستمندی مین ثمر تہا
ہر اکدم تہا حصول حسرت و سوز
ہر اکدم اُس سی پابند تعب ہون
تن شہ پر ضعیفی کا پڑہی بار
شکایت کی نہ کچہ سلطان نی لب سی
ہوس دل کی نکالون مدت چند
کیا راضی قبول مدعا سی
ازل سی تا ابد قائم رہی نام
کہا لچھمن سی فرما کر سر ہرام

زمانہ مین ججات اک تہا شہنشاہ
گر شاہ جہان راہ کرم سی
نواسی سنگر کی جد تہی نکو نام
رسیدن مان سی بیٹی نی کہا حال
کیا مان نی جناب سنگر کو یاد
کیا سب صدمہ پیری گوارا
پڑا اسر پر جو بار نا تو اسنی
دل جد مین جو تہا کلفت کا آزار
قبا ہی نوجوانی سی لپسر کی
دعا دی جد کو با صد تمنا ہی خو
ہوئی رونق فزا ہی محفل عام

تمہاری آتش حسرت بجہاون
حضور مہر عالمتاب پہنچے
جہان مین ہو بہ شکل آدمی زاد
ہوئی اوّل انگشت نکتہ آرا
گل حسرت چنی باغ اجل سی
ہو ایعنی دم سلطان مجسم
بر اہر نوک مژگان پر رہی پر
مشہل ہی لفظ تمنی کی سبب سی
بہت مشکل مگر ضبط غضب ہی
کہ دلکو عین غصہ مین لیا تہام
بیان فرمایئی ای چشمہ نور
موصوف پہ رہی شام و سحر لطف
بہم تہین دو عروسان نکو خو
ہوا راغب تہا بانوی دوم سی
پڑہ و نوع دوم سی شہرۂ عام
کہ دل ہی خنجر کلفت سی غربال
سنائی جملہ بی تطعی کی رو داد
ججات نکتہ ور سنی دم نہ مارا
کہا جد سی براہ نکتہ دانی
نکالا منہ سی فوراً حرف انکار
بہت دن زندگی شہ نی کی بسر
کہ یدا النسل جد نسبی مین ہو تو

آنا چون گجی کا اوبہان کرنا ظلم تون پر چسن کا اور تیک کھینچنا رام چندر کا تیر ہن کی ہاتھی پر اور روانہ کرنا اوسکی قتل کی واسطی

سری رگھبر نے بخشش ہو مُواج
سری لچھمن خوشی سے ساتھ لائے
کہا تھا انہین اک رکچھس تھا مدہ نام
کہا تجھکو اگر انہین سے خطا کیجیو
بڑی جنگ سے ہوگی جان کسی کی
ہوا پیدا پسر اُسکے لون نام
نکالا نبل جوانمردون کے تن کا
بسا تخت اترا مین چھوڑکر راج
جہان بانند بلبل نغمہ خوان ہے
کہو ہاری ہے آب کی بارکس سے
جو سمجھ پوچھو تو لچھمن کر چکے کام
بھرت بولے کہ آپ آرام کیجے

متاعِ دولت دُنیا ملی آج
اراکین اودھ کے ہاتھون ہاتھ لائے
طریقِ راستی مین شہرہ عام
سرِ فوج بشن و برہما کو کرے تیز
حصولِ مدعا ہوگا خوشی سے
تنومند و قوی ہیکل بد انجام
بنا دشمن وہ نسلِ برہمن کا
بنا طفل قوی تن صاحب تاج
رکھون کو دستِ ظالم سے امان ہے
رئیس ہے باڑہ پر تلوار کس سے
کہ مار آئیگا نادان انکو نام
مجھے رخصت جناب رام کیجے

چون جی بھرگ کی طفل دل افروز
چون جی نے برادِ بخشندہ دانی
رہا تپ مین وہ یک مدت جو مشغول
بڑھاوے گی نہ جب یک دستِ گستاخ
سدا اُس سے حصولِ مدعا رہیگا
کمر باندھی جفاکاری پہ اُسنے
پدر جب بارہا سمجھا کے ہارا
کچھ اُسکے دفع کی تدبیر کیجے
سنا جب تو بھرت و سترہن نے
سری لچھمن سے کہہ سکتے نہین ہم
انہین جانا نہین ہے یہ بہ ہر رنگ
جناب سترہن نے کی یہ گفتار

ہوئے اک قضارا نقل افروز
سنائی راکچھس مدہ کی کہانی
سدا شیو جی نے بخشا تھا اسکو ترسول
پھلے گل اُسکے پھل صورت شاخ
لہو تک لب تیرے گھر
شرارت پر جبل آزاری پہ اُسنے
بمجبوری جدائی کی گوارا
سپہر سیدان تہ شمشیر کیجے
بہ فرمایا لب شکر شکن سے
کہ لنکا سے ابھی پھر کر لیا دم
کہو مجھسے تو مین جاؤن لیے جنگ
مہاراج ابھی تیاری ہے ہر ہی بلد

تلک کھینچنا سری رامچندر کا سترہن کے ماتھے پر اور روانہ کرنا واسطے مارنے لون راکچھس کے



بھرت ہی تھے جن عالی نسب سے
حساب عمر میں چھوٹا ہوں سب سے
یہ سنکر جوش ہوئے طرز سخن پر
الک کھینچا جبین ستروہن پر
جناب ستروہن بولے کہ بس بس
نہیں یہ خواہش الطاف اقدس
بھرت سے آپ سے تھے جن جنتی ہی
جدا ہو کر رہوں سب بے ہمتی سے
کلاہ بادشاہی سر پہ ہر بار
فقط توقیر پابوسی ہے درکار
اٹھی چشم تصور میں نگہ سے
تمہاری گوشۂ دل میں جگہ ہی
جناب ستروہن سرمایۂ نور
چلے چھاتی پہ پتھر رکھکے مجبور
سحر کو پھر حب چمکا سر نو
حضور بالمیک آئے سحر ردوا رو
جناب ستروہن جی ذی بصد جاہ
گیا وان ہے کے زلف شب کو کوتاہ
مہامن تھے کرم بخشی پہ سرگرم
پہنچکر بید کے رو سے کیے کرم
جو پھر کا جانب پشت کشا سے
ہوا لو دو سرا اس نگہ عطا سے
بر آمد جب ہوا شاہنشہ روز
ہوئے قصر چمن میں ونو فرما
ہوا غالب میان جنگ کس کی
بھری گھر ادھر بھی چشم احسان

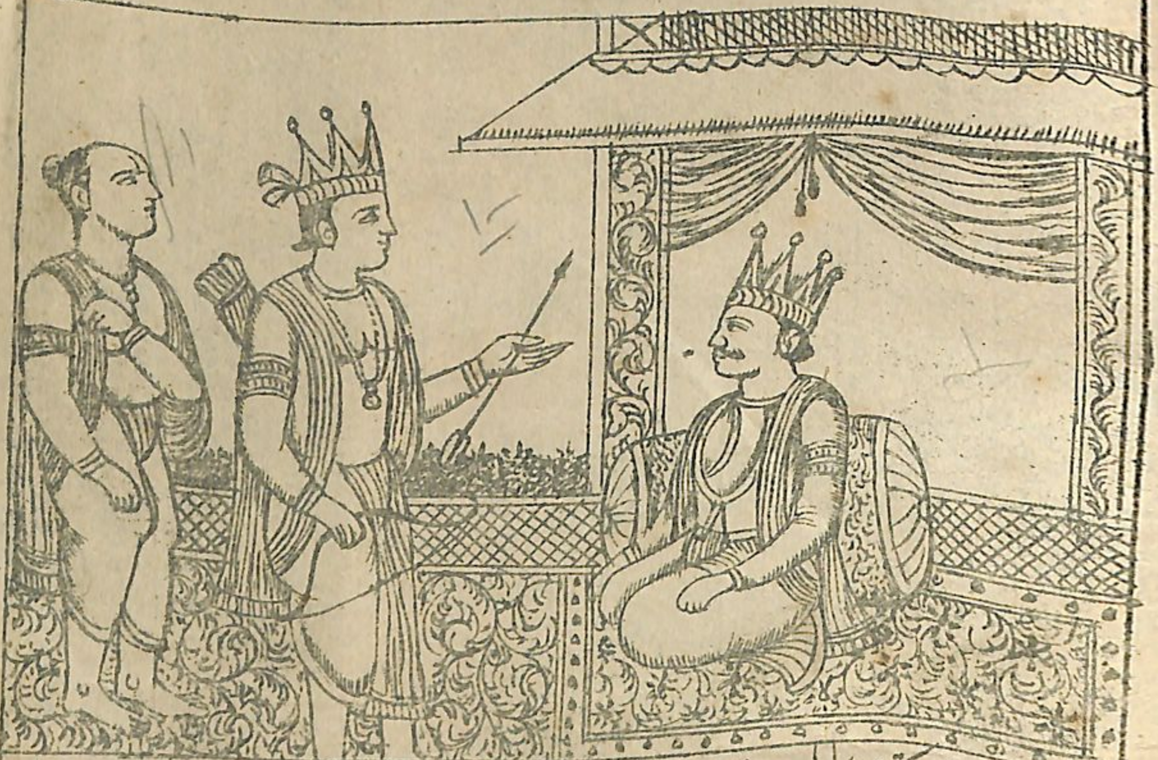
کروں گا جا کے میں کار نمایاں
کہ ہو ظہر سعادت کہ یہ شایاں
کہا ہے بس اب بخشا تمہیں راج
ہو تھہر او رہی میں صاحب تاج
ترقی سے پھر اچھا کوکب بخت
مری منہ سے جو نکلا کلمہ سخت
نہیں ہے خواہش جا گیر مجکو
یہ ہے خاک قدم اکسیر مجکو
جناب رام نے سمجھا بجھا کر
دم رخصت کہا یوں شکر اگر
سدا لشکر کو زرسے شاد رکھنا
عرق ریزی ہر اک کی یاد رکھنا
کنارے جب گنگ آ کر کیا بابیں
شگون فتح و نصرت سمجھے جب ورا ہیں
پرستش کر کے مہامن نے سنبھالا
پہنا یا خوشنما سہو لوہکا مالا
اسی شب جانکی جی سے قضا را
ہوئے پیدا دو نور کا مل آشکارا
کشا سے جا کے جل چھترکا سر جام
ہوا کش ایک کا اس جہ سے نام
اجازت ستروہن جی سے چو پائی
تو کی پا ہے سایۂ جہہ سائی
چون جی سے کہا او صاحب اقبال
لون کی زور کا کچھ کیجیے احوال
جہانا یا سر کشی کا رنگ کس پر
بر آئین جگ کے سب امید وار ہاں

ذکر راجہ ماندھاتا کا اور مارا جانا اون کا ستروہن کے ہاتھ سے

چمن جی ستروہن سے حرف ان ہے
زبان مہان سے شکر شکن ہیں
رؤسائے جہان جب کچھ پکار
فلک پر اڑکی امراتی گہر
ہوا بر مسند زر پر سنبھالا
کیا گرد انہوں نے گھیرے ہالا
کہا تب اللہ ذی صاحب تاج
نہیں عالم میں اگھڑا ایکا راج
کہا تھہ ذ وہ کون ایسا جری ہے
جو میری حد طاقت سے بری ہے
اسے ہاں چل کے خونریزی کھا
میان رزم کہ تیزی دکھاؤ
کوئی جا وہ تو ان کے پاس بھیجا
زبانی کہہ کے سب ہو سو ان بھیجا
لون نے غیظ میں دیکھا نہ بھالا
اٹھا کر نامہ ہر کو منہ میں ڈالا
مقابل ہر سر میدان ہوا غول
دہی لشکر پہ مارا اکہ ترشول
یہ فرمایا کہ لب شکر شکن سے
چون جی ذکہا ہوں ہن ہے
نہ لو اسکو ذرہ چاہ بار لینا
بصد جوش غضب للکار لینا

کوئی اک راجہ عالی گہر تھا
بہ اسم ماندھاتا شہر تھا
وہ رنے ان میں سے تہا راج
براہ صلح تصیف اپنا دیا راج
ہوا جب اہتمام گرم جوشی
رہے باہم کلام گرم جوشی
دتیوں کو نہ دان مار الصد عزم
شیو امراتی آئے پے رزم
کہا سمجھا ہیں راجہ سے کون نام
ازل سے سرکشی میں شہرۂ عام
ہوا رہ مطالب سب آگاہ
بسو سے پرت کو آیا شہنشاہ
کہ اگر حلقۂ طاعت میں آئے
نہیں تو جو ہر جرأت کھائے
جواب خط کی کر کے انتہائی
چڑھا سلطان وہ لشکر لیکے بھاری
غرض جون ہوئی فوج مظفر
وہیں پر ماندھاتا کا کٹا سر
شجاعت اسکی مشہور جہان ہے
ہر اک بات اسکی گویا داستان ہے
نہ وہ مہلت کہ آئے لیکے ترشول
نہال آسا وہ جا ہی جو کڑی بھول

بیٹھنا سترہن کا نون اچھس کے مکان مین اور آنا راچھس کا شکار گاہ سے جانوران شکار کردہ کو گند خوان کئے ہوئے



جناب سترہن نے سنکر قضا را
کڑک کر سترہن نے دی یہ آواز
اگر جوش شجاعت ہے تو کر وار
یہ کہکر اُسنے کی تیرون کی بوچھار
عدو چکر مین آیا غل مچا کے
عدو پھولا خوشی سے پیرہن مین
دم رخصت دیا تھا رام ذیشان
ہوا جو غنچہ خوشی باغ جہان سے
دعا کی سترہن نے با دل شاد
دکھایا شیوۂ فیاضی و داد
حضور بالمیک آئے مودب
جناب سترہن جی ذ بصد جوش

ہوئے قصر تون مین جلوہ آرا
مین آپہونچا سنبھل لے فتنہ پرداز
کہ ہوگی بارش تیر شرر بار
سر گردش مین آیا چرخ دوّار
شجر اک دفعتہً پھینکا گھما کے
مچا غل پڑ گیا چرخ کہن مین
خیال آیا شتروگھن کو گیا دہیان
ہوئی پہولونکی بارش آسمان سے
ستمگر دور ہو بستی ہوا آباد
گیا سب خانہ ویرانون کو آباد
وہین پر پڑھ کے گایا قصہ شب
سنا قصہ لگا کر پردہ گوش

مخالف بن کے آپہونچا بصد جوش
مین ہون فرزند دسرتہ سترہن نام
ہنسا راچھس کہا بدنیت غیر
جناب سترہن جی نے سنبھل کر
غشی مین سترہن آئے قضا را
اٹھا جب صدمۂ ضرب جفاکش
بصد جوش غضب مارا زمین پر
حصول مدّعا کو نے غم و شور
غرض سپہر اندر دانش پرستی
پس از مدت پہ پابوس رام
سیا کے دونو فرزند دلا رام
خوشی سے اپنی پیراہن مین پہولے

شکار دام دوسے بار بردوش
دل و جان سے مطیع لچھمن و رام
پری دام سحالب مین بے سبا ظہر
وہ سب ناوک تراشے صورت پر
ہوئے فرش زمین پر جلوہ آرا
اٹھے خواب غشی سے دی غل ہوش
غریق خون گرا راچھس زمین پر
ہوئے سب دیوتا وان جلوہ فرما
بسائی یک قلم متھرا کی بستی
ہوئے ملک جو و دہیان سبک گام
لگے گانا پڑھے قصۂ رام
صعوبت گوشۂ خاطر سے بہولے

ہوئے پھر جاکے پاؤں میں سرِ ہلم
کہا فرقت نہیں منظور تم سے

کہا قصہ یوں کا تا بہ انجام
نہیں ہرگز یہ باطن دور تم سے
یہ فرما کر زبانِ دُرفشان سے

کہا میں کرچکا تعمیل ارشاد
رہو تھرا پوری میں باول شاد
کیا رخصت برادر کو وہان سے

کرو اب جلد فرقت سے آزاد
تو دل سے مری ہر دم رکھو یاد

جگ تجویز فرمانا راجہ رام چندر کا اور رجہ تر بیان فرمانا راجہ الا کا لچھمن جی سے محفل میں

سری رگھبر روان ہو چشمۂ جود
کھڑے تھے جملہ سرداران نامی
کہا لچھمن نے کیجے راجسُو جگ
جناب رام نے یہ سنکے فی الفور
جہان میں ہے اسی سے حاصل نام
کہو تک اک تھا شہِ فرخندہ فرجام
بڑہا لگے تو دشت اک تھا تو فی
بہم تھا اختلاط و سازِ اُلفت
وہ تر ہو کی بنی خود استری چپ
سبنے مادہ وحوش و جانور سب
بہ پایا ثمرۂ صحرا نوردی
کہا شب نے بیان مدعا کر
کہا رب نے سری گوری ہین مختار
تن شب مین مرا شامل ہین ہی
بس ابکا ورن لے نعرہ زن ہو
لگر سبنے جو سترا تن لیس ماہ
بدل محو پرستش تھے وہان بدہ
خیال آیا یہ سب مختار شان ہین
غبار بدہ کے صحبت کی چل سے
ہوئے سب منقضی تعداد ایام

ہو صفت گو بہم ہو نقد بہبود
مؤدب تھے مشیر و اہتمامی
یہ ہے بخشندۂ نقد خوشی جگ
بغور اندیشہ دل میں کیا غور
بجز آخر کہا جاتا ہے انجام
سپہر حشمت شوکت الانام
بہار لالہ خود رو سے رونق
طریق اُلفت و انداز اُلفت
خطائے چشم باطن سے بری
درندہ و طائر و جن و بشر سب
سراسر ہیبت گیا آثارِ مردی
بجز شدید لے صورت دعا کر
وہی بخشیں تو بخشیں جسم جراب
کیا ادھر نکی مرادِ نصف تن ہے
دو دم مین شکلِ مرد جھٹ شکن ہو
نہ ہو یاد گذشتہ اسے ہوا خواہ
جگر بند جناب چندرمان بدہ
گرفتار اسے تا گہان ہین
رہی وہ غیرت گلشن جمل سے
ہوا پیدا پسر اک پور با نام

کسیدن درمیان محفل عام
کہا لچھمن سے جگ آغاز کیجے
رواج اسکا ہے ایام سلف سے
کہا بہتر ہے جگ اسمید سب سے
مجھے یاد اک یہ روداد کہن ہے
شکار افگن گیا بن میں نوسیدہ
سدا شیوا ن سری گوری کی ہمراہ
ازل سے چولی دامن جو تہا ساتھ
وہیں تقلید صورت کا اثر سے
ہجوم فوج جرار و شہنشاہ
الا کو جامۂ تن سے ہوئی شرم
کہا بس بس یہی خواہش ہوس ہے
الا نے پھر کیا گوری کو خوشنود
مجھے ہے اختیار آدھے بدن کا
اسی صورت سے گذرے تو سال
الا بارے غریق بحر اندوہ
مہا مُن نے بچشم غور دیکھا
الا کو اپنے گھر رکھا بلا کر
بس ہر ماہ وہ سرمایۂ درد
مہامن کو خیال آیا کرم سے

بصد جوش طرب تھی جلوہ گر رام
بہم سازِ طرب کا ساز کیجے
بچھالے اکثر ہوئی اسکے شرف سے
بہم ہو شاہد عیش و طرب سے
شہادت بہر تصدیق سخن ہے
گوزن و ضیغم و آہو کیے صید
بہم آغوش طرب تھی حسب دلخواہ
تو شب گو رہی نہ گوری نہیں ہاتھ
کھلا یہ پھول قدرت کے شجر سے
بنے سب نازنینانِ نکوخواہ
ہوا وہ طاعت شمبھو مین سرگرم
دل مضطر ہم آغوش ہوس ہے
تو فرمایا بہ رہ بخشش و جود
بہم ہے افتخار آدھے بدن کا
رہی ہر ایک شماہی میں خوشحال
گئے ہمراہ لشکر جانب کوہ
تو راز مدعا فی الفور دیکھا
جگہ بخشی میان گوشہ ابر
کبھی عورت کبھی تھی صورت مرد
رہا تی دون اسی قید الم سے